باسمہٖ تعالیٰ

بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام

نمازِ وتر

یعنی

وتر کی نماز

کے

فضائل واحکام

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام

وتر کی نماز

کے

فضائل واحکام

وتر کی نماز کی فضیلت واہمیت

وتر کی نماز کی رکعات کی تعداد وطریقہ اوراس کا ثبوت

وتر کی نماز میں دعائے قنوت کا ثبوت اوراس کا طریقہ

اوروتر اورقنوت کے اہم مسائل

مستند مآخذ ومراجع کے ساتھ

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران: چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: وتر کی نماز کے فضائل واحکام

مؤلف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اول: شوال ۱۴۳۲ھ ستمبر 2011ء

صفحات: ۲۷۲

ملنے کے پتے

کتب خانہ ادارہ غفران: چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی۔فون: 051-5507270

ادارہ اسلامیات: ۱۹۰، انارکلی، لاہور۔فون: 042-37353255

کتب خانہ رشیدیہ: مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی۔فون: 051-5771798

دارالاشاعت: اردو بازار، کراچی۔فون: 021-32631861

مکتبہ سید احمد شہید: 10-الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون: 042-37228196

مکتبہ اسلامیہ: گامی اڈہ، ایبٹ آباد۔فون: 0992-340112

ادارہ اشاعت الخیر: شاہین مارکیٹ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔فون: 061-4514929

ادارۃ المعارف: دارالعلوم کراچی۔فون: 021-35032020

مکتبہ سراجیہ: چوک سیٹلائیٹ ٹاؤن، سرگودھا۔فون 048-3226559

مکتبہ سرحد: خیبر بازار، پشاور۔فون: 091-2212535

ملت پبلیکیشرز بک شاپ: شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد۔فون: 051-2254111

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان۔فون: 061-4540513

مکتبہ العارفی: نزد جامعہ امدادیہ، ستیانہ روڈ، فیصل آباد۔فون: 041-8715856

کتب خانہ شمسیہ، نزد اریگیشن مسجد، سریاب روڈ، کوئٹہ۔فون: 0333-7827929

مکتبہ معارف القرآن، دارالعلوم کراچی۔فون: 021-35123130

تاج کمپنی، لیاقت روڈ، گوالمنڈی، راولپنڈی۔فون: 051-5774634

مکتبۃ القرآن: گورومندر، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔فون: 021-34856701

مکتبہ الفرقان، اردو بازار، گوجرانوالہ۔فون: 055-4212716

مکتبہ القرآن: رسول پلازہ، امین پورہ بازار، فیصل آباد۔فون: 041-2601919

اسلامی کتب خانہ، پھولوں والی گلی، بلاک نمبر 1، سرگودھا۔فون: 048-3712628

اسلامی کتاب گھر: خیابانِ سرسید، سیکٹر 2، عظیم مارکیٹ، راولپنڈی۔فون: 051-4830451

مکتبہ قاسمیہ، الفضل مارکیٹ، 17، اردو بازار، لاہور۔فون: 042-37232536

الخلیل پبلشنگ ہاؤس: اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔فون: 051-5553248

قرآن محل، اقبال مارکیٹ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔فون: 0321 0312-5123698

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فہرست

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

q

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(از مؤلف)

وتر کی نماز شریعت کی نظر میں بہت مہتم بالشان عبادت ہے، شریعتِ مطہرہ نے اس کی اہمیت وفضیلت کو نہایت اہتمام کے ساتھ بیان کیا ہے، جس کے پیشِ نظر بعض فقہائے کرام بشمول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے، وتر کی نماز کو واجب قرار دیتے ہیں، جبکہ بہت سے فقہائے کرام اس کو سنت قرار دیتے ہیں، مگر اس کے تاکیدی درجہ کی سنت ہونے کا وہ بھی انکار نہیں کرتے۔

لیکن دوسری طرف وتر کی نماز کو ادا کرنے کے طریقۂ کار کے بارے میں احادیث وروایات میں کچھ اختلاف نظر آتا ہے، جس کی وجہ سے بہت سے علماء اور عوام کو فیصلہ کرنے میں مشکل پیش آتی ہے، اسی کے ساتھ بعض لوگ وتر کی نماز کے بارے میں بعض مسائل میں الگ موقف اختیار کرتے ہیں، اور فقہ حنفی پر طرح طرح کے اعتراضات وشبہات پیش کرتے ہیں۔

اسی قسم کی وجوہات کے پیشِ نظر ضرورت پیش آئی کہ وتر کی نماز سے متعلق پیش آمدہ اہم سوالات کے جوابات کو کچھ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جائے، اور وتر کی نماز سے متعلق بعض مسائل کا مستند مراجع ومآخذ کی روشنی میں حل پیش کیا جائے۔

اس ضرورت کے تحت بندہ نے اپنے ایک مفصل سلسلے ''نماز کے فضائل واحکام'' کے ضمن میں وتر کی نماز سے متعلق بعض سوالات کے تفصیلی جوابات اور مسائل تحریر کئے، جب یہ مضامین کچھ ضخیم ہوگئے، تو ان کو ایک ساتھ شائع کرنے کا تقاضا ہوا، اس کے ساتھ بندہ نے آخر میں وتر اور قنوت سے متعلق اہم مسائل کو بطور خلاصہ بھی جمع کر دیا، تاکہ جو حضرات تفصیل اور دلائل کے بجائے اجمالی طور پر مسائل کو ملاحظہ فرمانا چاہیں، انہیں بھی سہولت حاصل رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائیں، اور بندہ اور بندہ کے احباب سمیت سب مسلمانوں کے لئے اس کو مفید بنائیں۔ آمین۔ فقط۔ محمد رضوان۔

یکم/ جمادی الاخریٰ/ ۱۴۳۲ھ 05/ مئی/ 2011ء بروز جمعرات، ادارہ غفران، راولپنڈی

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وتر کی نماز کی فضیلت واہمیت

شریعت کی نظر میں وتر کی نماز انتہائی فضیلت واہمیت کی حامل ہے، مگر وتر کی نماز عشاء کی نماز کے تابع ہے، اس لئے شریعت نے اس کو مستقل طور پر الگ نماز شمار نہیں کیا، اور اسی وجہ سے جب تک عشاء کے فرض نہ پڑھے ہوں، اس وقت تک وتر کی نماز پڑھنا درست نہیں۔ [1]

اب رہا یہ کہ وتر کی نماز سنت ہے، یا واجب؟ تو اس بارے میں احادیث وروایات سے دونوں قسم کی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اکثر صحابۂ کرام وتابعینِ عظام سے مواظبت کے ساتھ وتر کی نماز پڑھنا ثابت ہے۔

اس لیے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے پہلے اگرچہ وتر کی نماز کے سنت ہونے کا قول کیا تھا، لیکن بعد میں احتیاطاً واجب ہونے کے قول کو اختیار کیا، اور اس کے واجب ہونے کو ترجیح دی۔

البتہ صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) رحمہما اللہ سمیت دیگر فقہائے کرام وتر کی نماز کے سنت ہونے کے قائل ہیں، لیکن وتر کی نماز کی تاکید واہمیت کا انہوں نے بھی انکار نہیں کیا۔ [2]

---

[1] وأما بيان أوقات الصلوات الواجبة وما هو شبيه بها فمنها وقت الوتر وهو على قول أبى حنيفة وقت صلاة العشاء إلا أنه شرع مرتبا عليها كوقت قضاء الفائتة هو وقت أداء الوقتية لكنه شرع مرتبا عليه فلا يجوز أداؤه قبل صلاة العشاء مع أنه وقته لفوت شرطه وهو الترتيب(تحفة الفقهاء للسمرقندى، ج ا ص ١٠٣، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة)

[2] الوتر واجب أم سنة واختلفت الروايات فيه عن أبى حنيفة روى أنه فرض وبه أخذ زفر ثم رجع وقال بأنه سنة وبه أخذ أبو يوسف ومحمد والشافعى ثم رجع وقال بأنه واجب وحاصل ذلک ما روى عن النبى عليه السلام أنه قال ثلاث كتبت على ولم تكتب عليكم الوتر والضحى والأضحية وروى عنه عليه السلام أيضا أنه قال إن الله تعالى زادكم صلاة ألا وهى الوتر فصلوها ما بين العشاء إلى طلوع الفجر والأمر للفرضية والوجوب فوقع التعارض بين الحديثين فلا تثبت الفرضية والوجوب بالاحتمال هذا عندهم وأبو حنيفة يقول يمكن الجمع بينهما لأن الفرض غير الواجب فى عرف الشرع فالفرض ما ثبت وجوبه بدليل مقطوع به والواجب ما ثبت وجوبه بدليل فيه شبهة نحو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

وتر کی نماز کی فضیلت واہمیت سے متعلق چند احادیث وروایات ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن صنابحی سے مروی ہے کہ:

زَعَمَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ أَنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ كَذَبَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ أَشْهَدُ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَقُوْلُ خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى الحديث (سنن أبي داود) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

خبر الواحد والقياس والوتر من هذا القبيل لأنه ثبت بخبر الواحد(تحفة الفقهاء للسمرقندى، ج ا ص ۲۰۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر)

وقال محمد بن الحسن قد جاء ت فى الوتر احاديث مختلفة فاخذنا بأوثقها فراينا ان يوتر بالارض ولا يوتر على بعيره لان الفقهاء شددوا فى الوتر ما لم يشددوا فى غيرها من الصلوات سوى الصلوات الخمس ،فقال بعضهم سنة لا ينبغى تركها وقال بعضهم واجبة ، ورووا فى ذلك حديثا ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال ان الله قد زادكم صلاة يعنى الوتر فاذا شددت الفقهاء فى امر فخذ باوثقها اذا اختلفت فيه الاحاديث وقد اختلفت فى الوتر بعينها فروى أن ابن عمر رضى الله عنهما كان ينزل بالارض فيوتر عليها ويروى ذلك عن النبى صلى الله عليه واله وسلم فأخذنا باوثقها واشبهها بالحق وبما جاء ت به الآثار من التشديد فى الوتر (الحجة على أهل المدينة،لمحمد بن الحسن الشيبانى ،باب الوتر فى السفر)

المعتمد عند الأصوليين أن مواظبته -عليه الصلاة والسلام- لا سيما مع مواظبة أصحابه والتابعين دليل على الوجوب، ويكفى لأبى حنيفة فى أصل وجوب الوتر (مرقاة ج۳ص ۹۵۵، كتاب الصلاة، باب الوتر)

ملحوظ رہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ کے درمیان وتروں کے فرض اور سنت ہونے کا اختلاف عملاً لفظی ہے، کیونکہ دیگر ائمہ کے نزدیک سنت اور فرض کے درمیان مامور بہ کا کوئی اور مرتبہ نہیں، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ان دونوں کے درمیان واجب کا مرتبہ ہے، اور دیگر فقہاء بھی وتر کو سنت نمازوں میں زیادہ مؤکد قرار دیتے ہیں، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی اس کی فرضیت کے قائل نہیں، گویا اس بات پر اتفاق ہے کہ وتر کا مرتبہ عام سنتِ مؤکدہ سے اوپر اور فرض سے نیچے ہے، لیکن چونکہ دیگر فقہاء کے نزدیک فرض اور سنت کے درمیان کوئی متوسط درجہ نہیں تھا، اس لئے انہوں نے اس کے لئے سنت کا لفظ استعمال کیا، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک چونکہ درمیان میں واجب کا درجہ موجود ہے، اس لئے انہوں نے اسے واجب قرار دیا، لہٰذا دونوں میں کوئی خاص فرق نہ ہوا، البتہ بعض جزوی مسائل میں اختلاف ہے (ملاحظہ ہو: درسِ ترمذی، ج۲ص ۲۱۱،۲۱۲)

[1] حديث نمبر ۴۲۵، كتاب الصلاة، باب فى المحافظة على وقت الصلوات،المكتبة العصرية، صيدا -بيروت.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: حضرت ابو محمد (انصاری صحابی) رضی اللہ عنہ نے یہ گمان کیا کہ وتر واجب ہیں، تو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابو محمد (انصاری) نے درست بات نہیں کی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائی ہیں الخ (ترجمہ ختم)

ابو محمد انصاری صحابی تھے، جن کے بارے میں بعض روایات میں صحابی ہونے کی صراحت پائی جاتی ہے۔ [1]

اور بعض صحیح روایات میں یہ مضمون اس طرح آیا ہے کہ:

سَأَلَ رَجُلٌ أَبَا مُحَمَّدٍ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ عَنِ الْوِتْرِ، فَقَالَ اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ كَوُجُوبِ الصَّلَاةِ، فَأَتٰى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ، فَقَالَ: كَذَبَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ عَلٰى عِبَادِهٖ (صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۲۴۱۷) [2]

ترجمہ: ایک آدمی نے ابو محمد سے جو کہ انصار صحابہ میں سے تھے، وتر کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ وتر دوسری نمازوں کی طرح واجب ہیں، وہ

---

[1] عن ابن محيريز القرشي ثم الجمحي ، أن المخدجي ، رجل من كنانة أخبره ، أن أبا محمد ، رجل من الأنصار ، كان يسكن الشام وكانت له صحبة أخبره أن الوتر واجب ، وأن المخدجي راح إلى عبادة بن الصامت فأخبره بذلك ، فقال عبادة بن الصامت : كذب أبو محمد ، سمعت رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم يقول : خمس صلوات كتبهن الله عز وجل على العباد من جاء بهن لم ينتقص منهن شيئا استخفافا بحقهن جاء وله عند الله عهد أن يدخله الجنة ، ومن انتقص منهن شيئا استخفافا بحقهن جاء وليس له عند الله عهد إن شاء عذبه وإن شاء أدخله الجنة (المسند للشاشي، حديث نمبر ١٢١٧)

[2] ذكر خبر ثامن يدل على أن الوتر غير فرض، مؤسسة الرسالة، بيروت ؛واللفظ لهٗ، تعظيم قدر الصلاة لمحمد بن نصر المروزى، حديث نمبر ٩٠٠؛ مسند ابن الجعد، حديث نمبر ١٢٨٠؛ شرح مشكل الآثار، حديث نمبر ٣١٦٩.

قال شعيب الأرنؤوط :حديث صحيح(حاشية صحيح ابنِ حبان)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

آدمی عبادہ بن صامت کے پاس آیا، اور ان سے اس بات کا تذکرہ کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ ابومحمد نے درست بات نہیں کی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض فرمائی ہیں (ترجمہ ختم)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابومحمد نے وتر کی نماز کو دوسری فرض نمازوں کی طرح فرض کہا تھا، جس کا حضرت عبادہ نے انکار فرمایا۔ [1]

---

[1] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ قَالَ :اخْتَلَفَ عَمِّي وَاسِعُ بْنُ حِبَّانَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ كُدَيْمٍ فِي الْوِتْرِ، فَقَالَ عَمِّي :سُنَّةٌ لَا يَنْبَغِي تَرْكُهَا ,وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ :فَرِيضَةٌ كَفَرِيضَةِ الصَّلَاةِ، فَلَقِيتُ ابْنَ مُحَيْرِيزٍ الْجُمَحِيَّ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ :أَخْبَرَنِي الْمُخْدَجِيُّ أَنَّهُ اخْتَلَفَ فِيهَا هُوَ وَرَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ أَبُو مُحَمَّدٍ، وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ إِذْ ذَاكَ بِطَبَرِيَّةَ، فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ :أَبَا الْوَلِيدِ، إِنِّي اخْتَلَفْتُ أَنَا وَأَبُو مُحَمَّدٍ فِي الْوِتْرِ، فَقُلْتُ :سُنَّةٌ لَا يَنْبَغِي تَرْكُهَا، وَقَالَ :فَرِيضَةٌ كَفَرِيضَةِ الصَّلَاةِ، وَكَانَ عُبَادَةُ رَجُلًا فِيهِ حِدَّةٌ، فَقَالَ " :كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ، لَيْسَ كَمَا قَالَ، وَلَكِنْ كَمَا قُلْتَ، أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ، لَا أَقُولُ "قَالَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ " :خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللهُ تَعَالَى عَلَى عِبَادِهِ، مَنْ لَقِيَهُ وَلَمْ يُضَيِّعْهُنَّ اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ لَقِيَهُ " . . .، وَسَقَطَ مَا بَقِيَ مِنَ الْكَلَامِ فِي ذَلِكَ مِمَّا هُوَ مَذْكُورٌ فِي حَدِيثَيْ مَالِكٍ وَاللَّيْثِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ فِي هَذَا الْبَابِ إِلَى مَا فِيهِ مِنْ قَوْلِهِ . . . "وَلَا عَهْدَ لَهُ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ .

"قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :وَالْمُخْدَجِيُّ الْمَذْكُورُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ اسْمُهُ رُفَيْعٌ فِيمَا ذَكَرَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، وَأَبُو مُحَمَّدٍ الْمَذْكُورُ فِيهِ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ، فَكَانَ فِيمَا رُوِّينَاهُ فِي هَذَا مِنْ أَحَادِيثِ يَحْيَى وَعَبْدِ رَبِّهِ ابْنَيْ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ رُجُوعُ هَذَا الْحَدِيثِ إِلَى ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنِ الْمُخْدَجِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ .وَقَدْ خَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ فَرَوَيَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، عَنْ عُبَادَةَ بِغَيْرِ إِدْخَالٍ مِنْهُمَا الْمُخْدَجِيَّ بَيْنَ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ وَبَيْنَ عُبَادَةَ .

وَكَمَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَزِيزٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ :حَدَّثَنَا سَلَامَةُ بْنُ رَوْحِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عُقَيْلِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُحَيْرِيزٍ، حَدَّثَهُ :أَنَّ رَجُلًا تَمَارَى هُوَ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو مُحَمَّدٍ فِي الْوِتْرِ، فَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ " :هُوَ بِمَنْزِلَةِ الصَّلَاةِ "، وَقَالَ الرَّجُلُ الْآخَرُ ": مِنَ السُّنَّةِ، لَا يَنْبَغِي تَرْكُهَا، وَلَيْسَ بِمَنْزِلَةِ الْفَرِيضَةِ . "قَالَ :فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ الْأَنْصَارِيَّ ,وَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قُلْنَا كِلَانَا، قَالَ :وَكَانَ رَجُلًا فِيهِ حِدَّةٌ، فَقَالَ " :كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ، مِرَارًا، قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :إِنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَى عِبَادِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، مَنْ جَاءَ هُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ لَقِيَهُ وَلَهُ عَلَيْهِ عَهْدٌ يُدْخِلُهُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَمَنْ أَضَاعَ مِنْهُنَّ شَيْئًا لَقِيَهُ وَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدَهُ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ، وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ (شرح مشكل الآثار،بَابُ بَيَانِ مُشْكِلِ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَارِكِ الصَّلَاةِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، لَا عَلَى الْجُحُودِ بِهَا، هَلْ يَكُونُ بِذَلِكَ مُرْتَدًّا عَنِ الْإِسْلَامِ أَمْ لَا)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابومحمد رضی اللہ عنہ کی طرف سے وتروں کو دوسری فرض نمازوں کی طرح فرض یا واجب کی بات پہنچنے کا انکار فرمایا تھا۔

جس سے ظاہر ہوا کہ وتر کی نماز کا درجہ فرض نمازوں سے کم ہے، اور اس حدیث کے معنیٰ درست ہیں، جیسا کہ آگے آنے والی روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ [1]

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] واما الحنفية فلايرد عليهم اصلا، لانه لامعارضة عندهم فى قول ابى محمد: ان الوتر واجب ، وقول عبادة : المكتوبة خمس، لان الواجب عندهم دون المكتوبة والفرض، كما تقدم عن مجاهد اذ قال: الوتر واجب ولم يكتب، وتقدم عن امام الائمة ابى حنيفة صاحب المذهب" انا اعرف الفرق بين الواجب والفرض ، كفرق مابين السماء والارض" ثم المشهور عند فضلاء الدرس وشراح الحديث ان حديث الباب حجة على الحنفية ، ولايمكن الاستدلال به على خلاف الحنفية للوجوه الثلاثة المذكورة.

نعم ، هو حجة للحنفية بلامرية فى ذلك ، فان المسألة اختلفت فيها الصحابيان ابومحمد وعبادة ، وذكر عبادة رضى الله عنه مستدله، ولاحجة فى مستدله، لهذه الوجوه الثلاثة المذكورة ، ولم يذكر ابومحمد مستدله فى ذلك فهو اذاً قول صحابى، لم يدرك بالقياس، فيكون فى حكم المرفوع، كما ثبت فى الاصول لان انواع الاحكام من الفرض والوجوب وغير ذلك مما لامدخل للقياس فيه، فيكون قول ابى محمد: انه واجب مرفوعا حكما، فهو حجة للحنفية بلاتردد فتامل، فلاتجده فى غير هذا المختصر (اوجز المسالك ج۴ص ۲۲۶، دارالقلم، دمشق)

وفيه استدلال عبادة على عدم وجوب الوتر ،وجهه ان الله تعالىٰ جعل العهد لمن جاء بهن ،فيفيد دخوله الجنة ، وان لم يأت بغيرهن ، ومنه الوتر ، والجواب عنه ان مثل ذلك وارد فى احاديث كثيرة كقوله صلى الله عليه وسلم "من قال لا اله الا الله دخل الجنة" وهذا وعد لمن قال ذلك ، وان لم يجئ بغيرها فهل يستدل به على عدم فرضية الفرائض من الصلاة والزكاة والصوم والحج وغيرها؟

ويقال فهم عبادة من قوله الوتر واجب ، وجوبه كوجوب الصلاة الخمس ،فانكره وخطأه فى ذلك، ولم يرد ابومحمد هذا الوجوب ، بل اراد اللزوم دون لزوم الخمس ، ويرد ههنا ايضا من الاشكال على معنى الوجوب مثل ماوردفى حديث ايوب سابقا ،والجواب الجواب فتذكر.

او يقال ان الوتر ليس بخارج من الصلوات الخمس ، بل هو تابع لصلاة العشاء (اعلاء السنن ج٦ص ۱۳ ،باب وجوب الوتر وبيان وقته)

والجواب عن الكل ان الوتر ليس بخارج عن الخمس بل هو داخل فى العشاء تابع لها (ايضاً ج٦ص ۲۳ ،باب وجوب الوتر وبيان وقته)

Idara Ghufran

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ، أَوْتِرُوْا، فَإِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ، يُحِبُّ الْوِتْرَ (سنن ابی داؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اہلِ قرآن! وتر پڑھو، بے شک اللہ تعالیٰ وتر (طاق) ہیں، اور وتر (طاق) کو پسند فرماتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ:

اَلْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلَاتِكُمُ الْمَكْتُوْبَةِ، وَلٰكِنْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ، فَأَوْتِرُوْا يَآ أَهْلَ الْقُرْآنِ (ترمذی) [2]

ترجمہ: وتر تمہاری فرض نماز کی طرح لازم نہیں ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کو) سنت قرار دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ طاق ہیں، اور طاق کو پسند کرتے ہیں، تو تم اے اہلِ قرآن وتر پڑھا کرو (ترجمہ ختم) [3]

اس سے معلوم ہوا کہ وتر فرض نماز کی طرح لازم نہیں، اور وتر کی نماز کا درجہ فرض نماز سے کم ہے۔

اور حدیث میں جو سنت کا لفظ استعمال ہوا ہے، وہ اصطلاحی واجب کے مقابلہ میں نہیں ہے،

---

[1] حدیث نمبر ۱۴۱۶، کتاب الصلاۃ، باب استحباب الوتر، المکتبۃ العصریۃ، صیدا -بیروت، واللفظ لہٗ، سنن نسائی، حدیث نمبر ۱۶۷۵، مسند احمد، حدیث نمبر ۸۷۷.

فی حاشیۃ مسند احمد: اسنادہٗ قوی.

[2] حدیث نمبر ۴۵۳، ابواب الوتر، باب ما جاء أن الوتر لیس بحتم، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی -مصر، واللفظ لہٗ، مسند احمد، حدیث نمبر ۱۲۶۲.

قال الترمذی: وَفِي البَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ (حوالہ بالا)

حدیث قوی، عبد اللہ بن صندل، وسوید بن سعید قد توبعا (حاشیۃ مسند احمد)

[3] اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْوِتْرِ وَاجِبٌ هُوَ؟ قَالَ: أَمَّا الْفَرِيضَةُ فَلَا، وَلَكِنَّهَا سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَأَصْحَابُهُ حَتَّى مَضَوْا عَلَى ذٰلِكَ (مسند البزار، حدیث نمبر ۶۸۲)

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بلکہ فرض کے مقابلہ میں ہونے کا بھی امکان ہے، کیونکہ واجب کی اصطلاح فقہائے کرام کی ہے، اور احادیث میں کئی فرائض کے لئے واجب کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ [۱]

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :اَلْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، اَلْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، اَلْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ

---

[۱] قوله :(كصلاتكم المكتوبة) لا نقول :إن الوتر كالمكتوبة فإن منكر الخمسة كافر ومنكر الوتر ليس بكافر ، وكذلك فى الخمسة والوتر فرق اعتقاداً .

قوله :(ولكن سن رسول الله إلخ) لا يستدل بهذا على سنية الوتر لأن السنة المصطلحة بين الفقهاء محدث ، وأما السنة المستعملة فى عبارات الشريعة تكون بمعنى الطريقة المسلوكة ، وربما نجد لفظ السنة فى حق الفرائض أيضاً ونظائرها كثيرة لا تحصى(العرف الشذى للكشميرى، ج ۱ ص ۴۲۴، تحت حديث رقم ۴۵۳)

قال الشيخ ابوالطيب فى شرح الترمذى: ليس فيه نفى الحتم المطلق ، بل نفى الحتم الخاص ، وهو حتم كحتم المكتوبة ،فيفيد انه واجب ولو كان سنة لما افاد هذا التشبيه على هذا الوجه فائدة معتدة بهااهـ(۱ : ۴۳۹)والاثر اخرجه الترمذى بلفظ "الوتر ليس بحتم كصلاتكم المكتوبة ، ولكن سنة سنها رسول الله صلى الله عليه وسلم اهـ، واستدل به الخصم على نفى وجوبه وكونه سنة ، والجواب عنه : ان معنى قول"سن" شرع، وسيأتى فى باب الزكاة:" سن فيما سقت السماء والعيون او كان عشريا العشر " وقد فسروه بشرح اتفاقا ، ولا دليل على انه اراد به الاستنان المقابل للوجوب، كيف؟ وقد كان الوتر فى حقه صلى الله عليه وسلم واجبا عند الخصم، واما قوله" ان الله وتر يحب الوتر" فالمحبة لاتقتضى ان يكون واجبا، لان المحبوب هو المناسب والواجب مناسب اى مناسب، فلاتكون المحبة قرينة على الندب والسنة الاصطلاحية فافهم .

ووجه تاويلنا فى قول على رضى الله عنه مافى قوله صلى الله عليه وسلم "فاوتروا يا اهل القرآن" من الامر، وهو للوجوب فى الاصل ، قال العينى فى "العمدة" فإن قلت :قال الخطابى :تخصيصه أهل القرآن بالأمر فيه يدل على أن الوتر ليس واجب، ولو كان واجبا لكان عاما، وأهل القرآن فى عرف الناس هم القراء والحفاظ دون العوام .

قلت :أهل القرآن بحسب اللغة يتناول كل من معه شيء من القرآن ، فيدخل فيه الحفاظ وغيرهم "ومعناه فاوتروا ايها المسلمون! فان اهل القرآن لقب لاهل الاسلام ، كما ان اهل التوراة والانجيل لقب للنصارىٰ واليهود " على ان القرآن كان فى زمنه صلى الله عليه وسلم مفرقا بين الصحابة(اى فلم يكن الحفاظ الا قليل) قد ثبت انه صلى الله عليه وسلم امر بالوتر فى خطبته على رؤوس الاشهاد،فان كان وجوبه خاصا بالحفاظ دون غيرهم لم يخاطب الصحابة كلهم بقوله" ان الله زادكم صلاة هى الوتر" وبهذا التاويل الفاسد لايبطل مقتضى الامر الدال على الوجب اهـ(اعلاء السنن ج۶ ص ۱۳، ۱۴،باب وجوب الوتر وبيان وقته)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا(ابوداؤد) [۱]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ وتر حق ہے، پس جو وتر نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے، وتر حق ہے، پس جو وتر نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے، وتر حق ہے، پس جو وتر نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ وتر کو حق فرمایا، اور اس کے چھوڑنے والے کے لئے یہ وعید بیان فرمائی، کہ وہ ہم میں سے نہیں۔ اس قسم کی تاکید اور وعید سے وتر کی نماز کی تاکید واہمیت ظاہر ہوئی۔

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس سے واجب ہونا مراد لیا ہے، جس کا درجہ ان کے نزدیک فرض

---

[۱] حدیث نمبر ۱۴۱۹، کتاب الصلاۃ، باب فیمن لم یوتر، المکتبۃ العصریۃ، صیدا - بیروت، واللفظ لہ، مسنداحمد، حدیث نمبر ۲۳۰۱۹، مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۶۹۳۴، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۱۱۴۷۔

قال الحاکم:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَأَبُو الْمُنِيبِ الْعَتَكِيُّ مَرْوَزِيٌّ ثِقَةٌ يُجْمَعُ حَدِيثُهُ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

وقال الذهبی فی التلخیص: قال البخاری عندہ مناکیر.

وفی حاشیۃ مصنف ابنِ ابی شیبۃ:

قلت: کلمۃ البخاری فی تاریخہ ۵(۱۲۴۵) ونقلها ابن عدی فی الکامل ۴: ۱۶۳۶، لکنہ ختم ترجمتہ بقولہ "وهو عندی لابأس بہ، وفی التلخیص الحبیر ۲: ۲۱، قال ابوحاتم: صالح، ووثقہ یحییٰ بن معین، بل عتب ابوحاتم علی البخاری، کیف ادخلہ فی کتابہ "الضعفاء" "الجرح" ۵(۱۵۲۹) ویمکن حمل قول البخاری "عندہ مناکیر" علی معنیٰ لہ افراد، وفی التقریب(۴۳۱۲) صدوق یخطیء، قلت: فحدیث حسن واللہ اعلم(تحقیق محمد عوامۃ، ج۴ص۵۰۶)

وفی حاشیۃ مسند احمد:

حسن لغیرہ، وهذا إسناد حسن فی المتابعات والشواهد من أجل عبید اللہ ابن عبد اللہ العتکی المروزی، فهو حسن الحدیث فی المتابعات والشواهد، والحسن بن یحیی -وهو المروزی -قال الحسینی :فیہ نظر .لکنہ قد توبع .

وأخرجہ أبو داود(۱۴۱۹)، والحاکم ۱/۳۰۶، وابن نصر المروزی فی "الوتر(۵)" من طرق عن الفضل بن موسی السینانی، بهذا الإسناد.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سے کم اور سنت سے زیادہ ہے۔ ۱؎

جبکہ بعض روایات میں وتر کے واجب ہونے کے الفاظ بھی ہیں۔ ۲؎

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:مَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا

۱؎ وکیف لا یکون واجبا والشارع یقول الوتر حق، أی :واجب ثابت، والدلیل علی هذا المعنی .قوله :(فمن لم یوتر فلیس منا؟) وهذا وعید شدید، ولا یقال مثل هذا إلا فی حق تارک فرض أو واجب، ولا سیما وقد تأکد ذلک بالتکرار ثلاث مرات، ومثل هذا الکلام بهذه التأکیدات لم یأت فی حق السنن، فسقط بذلک ما قاله الخطابی وسقط أیضا قوله :الأصل عدم الوجوب حتی یقوم دلیله، فهذا القائل وقف علی دلیله ولکن اتبع هواه لغیره، فالحق أحق أن یتبع.

والجواب عن خبر عبادة أنه إنما کذب الرجل فی قوله کوجوب الصلاة، ولم یقل أحد : أن الوتر واجب کوجوب الصلاة(عمدة القاری، ج۷ص ۱۱،۱۲ ، کتاب الصلاة، باب لیجعل آخر صلاته وترا، وراجع للتفصیل: اعلاء السنن ج۶ ص۴،باب وجوب الوتر وبیان وقته)

۲؎ عَنْ أَبِی أَیُّوبَ الْأَنْصَارِیِّ، قَالَ :الْوِتْرُ حَقٌّ أَوْ وَاجِبٌ مَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ فَمَنْ غُلِبَ فَلْیُومِءْ إِیمَاءً رَوَی یَزِیدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ سُفْیَانَ بْنِ حُسَیْنٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَزِیدَ، عَنْ أَبِی أَیُّوبَ الْأَنْصَارِیِّ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ(مسند الطیالسی، حدیث نمبر ۵۹۴)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِیُّ ، قَالَ :حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بِشْرٍ ، قَالَ :حَدَّثَنَا حَکَّامٌ ، عَنْ عَنْبَسَةَ ، عَنْ جَابِرٍ ، عَنْ أَبِی مَعْشَرٍ ، عَنْ إِبْرَاهِیمَ ، عَنِ الأَسْوَدِ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم ، قَالَ :الْوِتْرُ وَاجِبٌ عَلَی کُلِّ مُسْلِمٍ.وَهَذَا الْحَدِیثُ لاَ نَعْلَمُهُ یُرْوَی عَنْ عَبْدِ اللهِ إِلاَّ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ بِهَذَا الإِسْنَادِ(مسند البزار، حدیث نمبر ۱۶۳۷)

أخبرنا علی بن یحیی بن جعفر الإمام بأصبهان حدثنا أبو بکر محمد بن جعفر بن حفص المغازلی حدثنا أبو جعفر محمد بن العباس بن أیوب الأخرم حدثنا یعقوب بن إبراهیم یعنی الدورقی حدثنا أحمد بن نصر بن مالک الخزاعی المقتول حدثنا عبد العزیز بن أبی رزمة قال حدثنا عبید الله العتکی عن ابن بریدة عن أبیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الوتر واجب فمن لم یوتر فلیس منا(تاریخ بغداد، ج۵ص ۳۸۳،حرف النون من آباء الأحمدین)

حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ ، عَنِ الزُّهْرِیِّ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَزِیدَ ، عَنْ أَبِی أَیُّوبَ ، قَالَ :الْوِتْرُ حَقٌّ ، أَوْ وَاجِبٌ(مصنف ابن أبی شیبة، حدیث نمبر ۶۹۳۰ .کتاب الصلاة،مَنْ قَالَ : الْوِتْرُ وَاجِبٌ)

Idaraghufran

(مسنداحمد) ؎۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو وتر نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے (ترجمہ ختم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے بھی وتر کی اہمیت وتاکید معلوم ہوئی۔

اور حضرت ابو تمیم جیشانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ، خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: إِنَّ أَبَا بَصْرَةَ حَدَّثَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ زَادَكُمْ صَلَاةً، وَهِيَ الْوِتْرُ، فَصَلُّوهَا فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلٰى صَلَاةِ الْفَجْرِ، قَالَ أَبُو تَمِيمٍ: فَأَخَذَ بِيَدِي أَبُو ذَرٍّ فَسَارَ فِي الْمَسْجِدِ إِلٰى أَبِي بَصْرَةَ، فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا قَالَ عَمْرٌو؟ قَالَ أَبُو بَصْرَةَ: أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسنداحمد، حديث نمبر ۲۳۸۵۱، مؤسسة الرسالة، بيروت) ؎۲

؎۱ حديث نمبر ۹۷۱۷، مؤسسة الرسالة، بيروت، مصنف ابنِ ابی شيبة، حديث نمبر ۶۹۳۲.

فی حاشية مسند احمد:

حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف لضعف الخليل بن مرة، وفي الإسناد انقطاع، معاوية بن قرة لم يسمع من أبي هريرة. وأخرجه إسحاق بن راهويه(۹۷)، وابن أبي شيبة۲/۲۹۷عن وكيع، بهذا الإسناد. وأخرجه الطبراني في "الأوسط(۴۰۲۴) "من طريق عبد الله بن أبي رومان الإسكندراني، عن عيسى بن واقد، عن محمد بن عمرو الليثي، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، بلفظ" :من لم يوتر فلا صلاة له ."وإسناده ضعيف جداً، مسلسل بالضعفاء والمجاهيل .وفي الباب عن بريدة، سيأتي ۵/۳۵۷ وإسناده حسن.

؎۲ فی حاشية مسند احمد:

إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح غير علي بن إسحاق -وهو المروزي- فقد روى له الترمذي، وهو ثقة .سعيد بن يزيد :هو الحِمْيري القِتْباني، وابن هبيرة :اسمه عبد الله، وأبو تميم الجَيْشاني :اسمه عبد الله بن مالك. وأخرجه الطحاوي في "شرح مشكل الآثار(۴۴۹۲) "، والطبراني(۲۱۶۸)من طريقين عن ابن المبارك، بهذا الإسناد .ورواية الطبراني مختصرة لم يذكر فيها عمرو بن العاص وأبا ذر.

Idaraghufran

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیا، اور فرمایا کہ حضرت ابوبصرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک نماز کو زیادہ کیا ہے، اور وہ وتر کی نماز ہے، تو تم اس کو پڑھو، عشاء کی نماز سے لے کر فجر کی نماز کے درمیان تک، ابوتمیم کہتے ہیں کہ میرا ابوذر نے ہاتھ پکڑا، اور مسجد میں ابوبصرہ کی طرف لے کر گئے، اور ان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے، جو عمرو بن العاص نے (جمعہ کے خطبہ میں بیان) فرمائی، تو حضرت ابوبصرہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ بے شک میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے (ترجمہ ختم)

یہ حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

اور حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ زَادَكُمْ

---

[1] حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ هُبَيْرَةَ قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيَّ يَقُولُ :سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ يَقُولُ :أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ زَادَكُمْ صَلَاةً فَصَلُّوهَا فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ الْوَتْرُ الْوَتْرُ "، أَلَا وَإِنَّهُ أَبُو بَصْرَةَ الْغِفَارِيُّ، قَالَ أَبُو تَمِيمٍ :فَكُنْتُ أَنَا وَأَبُو ذَرٍّ قَاعِدَيْنِ، قَالَ :فَأَخَذَ بِيَدِي أَبُو ذَرٍّ فَانْطَلَقْنَا إِلَى أَبِي بَصْرَةَ فَوَجَدْنَاهُ عِنْدَ الْبَابِ الَّذِي يَلِي دَارَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ :يَا أَبَا بَصْرَةَ آنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ " :إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ زَادَكُمْ صَلَاةً، فَصَلُّوهَا فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ الْوَتْرُ الْوَتْرُ؟ "قَالَ :نَعَمْ، قَالَ :أَنْتَ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ :نَعَمْ، قَالَ :أَنْتَ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ :نَعَمْ (مسنداحمد، حديث نمبر ٢٧٢٢٩)

حديث صحيح، وهذا إسناد حسن، ابنُ لَهيعة إنما رواه عنه يحيى بن إسحاق -وهو السيلحيني -وقد سمع منه قبل احتراق كتبه، وبقية رجال الإسناد ثقات رجال الصحيح .وأخرجه الحارث في "مسنده(٢٢٧) "(زوائد) عن يحيى بن إسحاق، بهذا الإسناد .وأخرجه الطحاوى فى "شرح معانى الآثار ١/٤٣٠،٤٣٠ "، وفى "شرح مشكل الآثار(٤٤٩١) "من طريق أبى عبد الرحمن المقرىء، والدولابى فى "الكنى والأسماء ١/١٦٥ "من طريق سعيد بن أبى مريم، والطبرانى (٢١٦٧) من طريق أسد بنِ موسى، ثلاثتهم عن ابن لَهيعة، به .وسقط اسم ابن هُبيرة من مطبوع "شرح معانى الآثار(حاشية مسنداحمد)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

صَلَاةً، وَهِيَ الْوَتْرُ (مسنداحمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے تمہارے لئے ایک نماز کو زیادہ کیا ہے، اور وہ وتر ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

إِنَّ اللّٰهَ زَادَكُمْ صَلَاةً،فَحَافِظُوا عَلَيْهَا، وَهِيَ الْوِتْرُ فَكَانَ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، رَأٰى أَنْ يُّعَادَ الْوِتْرُ، وَلَوْ بَعْدَ شَهْرٍ (مسنداحمد) [2]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک نماز کو زیادہ کیا ہے، تو تم اس کی حفاظت کرو، اور وہ وتر کی نماز ہے، اور حضرت عمرو بن شعیب (اس حدیث کے راوی) کی رائے یہ تھی کہ وتر کا اعادہ کیا جائے گا (یعنی اس کو پڑھا جائے گا) اگرچہ ایک مہینہ کے بعد ہی ہو (ترجمہ ختم)

اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

اِنَّ اللهَ اِفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ وَزَادَكُمُ الْوِتْرَ (مسند الامام الاعظم ،رواية الحارثي، حديث نمبر ۱۶۹۹، ج۲ص ۹۱۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر (نماز کو) فرض کیا ہے، اور تمہارے لئے وتر کو زیادہ کیا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] حديث نمبر ۶۹۴۱،مؤسسة الرسالة، بيروت، مُصنف ابن أبي شيبة،حديث نمبر ۶۹۲۹،باب مَنْ قَالَ :الْوِتْرُ وَاجِبٌ.

فی حاشية مسند احمد:حديث حسن وهو مكرر(۶۶۹۳)سندا ومتنا.

[2] حديث نمبر ۶۹۱۹،مؤسسة الرسالة، بيروت ، واللفظ لهٗ، مسند الطيالسي، حديث نمبر ۲۳۷۷.

فی حاشية مسنداحمد:حديث حسن لغيره.

Idaraghufran

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ هِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ، وَهِيَ الْوِتْرُ، فَجَعَلَهَا لَكُمْ فِيْمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلٰى صَلَاةِ الْفَجْرِ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے (فرض نماز کے ساتھ) ایک نماز زیادہ فرمائی ہے، جو کہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے، اور وہ وتر کی نماز ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے لئے عشاء کی نماز سے لے کر فجر کی نماز کے درمیان تک مقرر کیا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَعَائِشَةُ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُّوتِرَ أَوْمٰى إِلَيْهَا أَنْ تَنَحّٰى وَقَالَ: هٰذِهٖ صَلَاةٌ زِدْتُّمُوْهَا (شرح معانی الآثار) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو (تہجد کی) نماز پڑھتے تھے، اور حضرت

---

[1] حدیث نمبر ۱۱۴۸، کتاب الوتر، دارالکتب العلمية، بيروت، و اللفظ لهٗ، مسند احمد، حديث نمبر ۸، مسند خارجه بن حذافه العدوی، سنن دارقطنی، حديث نمبر ۱۶۵۶.
قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، رُوَاتُهُ مَدَنِيُّونَ ومِصْرِيُّونَ، وَلَمْ يَتْرُكَاهُ إِلَّا لِمَا قَدَّمْتُ ذِكْرَهُ مِنْ تَفَرُّدِ التَابِعِيِّ عَنِ الصَّحَابِيِّ"
وقال الذهبی فی التلخيص: صحيح.
فی حاشية مسند احمد:
صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف، عبد الله بن راشد أبو الضحاك الزَّوُفی وعبد الله بن أبی مُرَّة -ويقال :ابن مُرَّة -الزَّوفی فی عداد المجهولين، وقال البخاری فی "التاريخ الكبير: ۲۰۳/۳ "لا يعرف لإسناده سماع بعضهم من بعض .ومحمد بن إسحاق -وهو ابن يسار المدنی -وإن كان مدلساً وقد عنعنه، إلا أنه صرح بالتحديث فی الرواية الآتية برقم(۱۱)

[2] حديث نمبر ۲۴۹۵، كتاب الصلاة، باب الوتر هل يصلی فی السفر علی الراحلة أم لا ؟
وهذا سند حسن، رجالهٗ ثقات ، وان تكلم فی بعضهم الخ (اعلاء السنن ج۶ ص۲۶، ابواب الوتر، باب وجوب الوتر ، وبيان وقته)

Idara ghufran

عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے سامنے لیٹی ہوئی ہوتی تھیں، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے، تو ان کو (وتر کی نماز پڑھنے کے لئے) اٹھنے کا اشارہ فرماتے، اور فرماتے کہ یہ نماز تمہارے لئے زیادہ کی گئی ہے (ترجمہ ختم)

رات کو وتر کے لئے اٹھانے کا یہ واقعہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ صَلَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ رَاقِدَةٌ عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِيْ يَرْقُدُ عَلَيْهِ، حَتّٰى إِذَا أَرَادَ أَنْ يُوْتِرَ أَيْقَظَهَا فَأَوْتَرَتْ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو (تہجد کی) نماز پڑھتے رہتے تھے، اور وہ آپ کے اور قبلے کے درمیان اس بستر پر لیٹی ہوئی ہوتی تھیں، جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تھے، یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تھے، تو ان کو اٹھاتے تھے، پھر وہ وتر کی نماز پڑھتی تھیں (ترجمہ ختم)

اور تہجد کی نماز کے بجائے وتر کی نماز کے لئے اٹھانے سے وتروں کی نماز کی اہمیت بھی معلوم ہوئی۔ [2]

بعض حضرات کے بقول وتر کی نماز کے زیادہ ہونے کی حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ کئی صحابۂ کرام سے مروی ہونے کی وجہ سے تواتر کو پہنچی ہوئی ہے۔

اور وتر کی نماز کو فرض نماز کے ساتھ زیادہ قرار دینے اور اس کو پڑھنے اور اس کی حفاظت کا حکم

---

[1] حدیث نمبر ۷۱۱، کتاب الصلاۃ، باب من قال المرأۃ لا تقطع الصلاۃ، المکتبۃ العصریۃ، صیدا -بیروت، واللفظ لہٗ، بخاری، باب إیقاظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم أھلہ بالوتر، حدیث نمبر ۹۹۷، سنن نسائی، حدیث نمبر ۷۵۹۔

[2] وبالجملة فايقاظ النبى صلى الله عليه وسلم اياها مع قوله "هذه صلاة قد زدتموها" يدل على وجوب الوتر ظاهرا (اعلاء السنن ج٦ ص٢٧، ابواب الوتر، باب وجوب الوتر ، وبيان وقته)

Idara ghufran

دینے سے وتر کی نماز کی خاص اہمیت اور فرائض سے اس کا گہرا تعلق معلوم ہوتا ہے۔ ؎
جس سے بالآخر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے وتروں کی اہمیت کو سنتوں سے زیادہ سمجھ کر واجب

؎ عَنْ أَبِی سَعِیدٍ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ اللَّهَ قَدْ زَادَكُمْ صَلَاةً، وَهِیَ الْوِتْرُ(مسند الشامیین للطبرانی،حدیث نمبر ۲۸۴۸)

عَنْ أَبِی بَصْرَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله علیه وسلم :إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ زَادَكُمْ صَلَاةً فَحَافِظُوا عَلَيْهَا، وَجَعَلَ وَقْتَهَا فِيمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ وَهِیَ الْوِتْرُ(المعجم الكبير للطبرانی،حدیث نمبر ۲۱۶۸)

عَنْ أَبِی هريرةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم :إِنَّ اللهَ زَادَكُمْ صَلَاةً وَهِیَ الْوِتْرُ فَحَافِظُوا عَلَيْهَا(مسند الامام الاعظم، رواية ابی عبدالله حسين بن محمد بن خسرو بلخی، ج۲ص۸۴۵، حديث نمبر ۱۱۲۵)

حديث :(إن الله زادكم صلاة هی خير لكم من حمر النعم وهی الوتر)أورده فی الأزهار من حديث خارجة بن حذافةوأبی بصرة الغفاری ومعاذ بن جبل وابن عمروابن عباس وعقبة بن عامر الجهنی . وعمرو بن العاص وابن عمر ثمانية أنفس .(قلت) وفيه أيضا عن أبی سعيد الخدری بلفظ أن الله عز وجل زادكم صلاة وهی الوتر أخرجه الطبرانی فی مسند الشاميين بسند قال الحافظ ابن حجر أنه حسن(نظم المتناثر من الحديث المتواترللشيخ محمد جعفر الكتانی، ص۱۰۴، حديث نمبر ۸۶)

قلت: ذكرناه اعتضادا ، فان الضعيف اذا كان لما رواه شاهد او شواهد صلح للاعتضاد.

فهؤلاء تسعة او ثمانية من الصحابة يروون لفظ الزيادة فی الوتر، ولم يثبت مثل ذلک فی ركعتی الفجر الا فيما رواه البيهقی عن الحاكم براوية ابی سعيد رضی الله عنه فقط. فلم نقل بوجوبهما لكون الحديث شاذا غريبا فيما يعم به البلوی وان كان سنده صحيحا، على ان لفظ الزيادة المروی فی الوتر لم نجد له معارضا، بل وجدنا فی الروايات مايؤيده، معنیً، كقوله صلى الله عليه وسلم "الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا" وقوله" الوتر حق واجب " وقوله "اوترو صلاة الليل" بصيغة الامر ونحوها، بخلافه فی سنة الفجر فقد وجدنا فيهما مايعارضه ، منه ما اخرجه الشيخان واللفظ للبخاری عن عائشة قال: "لم يكن النبی صلى الله عليه وسلم على شيئ من النوافل اشد تعاهدا منه على ركعتی الفجر"(۱:۱۵۶) فعدتها من النوافل وهی ينافی زيادتها على الفرائض وكونها من جنس المزاد فيه، ومنه مااخرجه الحاكم عن ام حبيبة مرفوعا" من صلى ثنتی عشرة سجدة تطوعا بنی الله له بيتا فی الجنة" وصححه هو والذهبی (۱:۳۱۲) وذكر منها ركعتی الفجر فی طريق اخری عن ام حبيبة نفسها مرفوعا(۱: ۳۱۱) وصححه هو والذهبی على شرط مسلم ايضا، واخرج الترمذی والنسائی واللفظ للترمذی وقال : حسن صحيح بلفظ " من صلى فی كل يوم ثنتی عشرة ركعة تطوعا من غير الفريضة بنی الله له بيتا فی الجنة ، اربعا قبل الظهر، وركعتين قبل صلاة الغداة" وفيه دلالة على كونها تطوعا، فهذا هو الصارف للفظ الزيادة المروی فی حديث ابی سعيد عن الحقيقة ، ولاجله لم نقل بوجوب ركعتی الفجر، ولم يوجد مثل هذا الصارف فی باب الوتر، فحملنا لفظ الزياده فيه على الحقيقة وقلنا بوجوبه فافهم (اعلاء السنن ج۶ص۸، ابواب الوتر، باب وجوب الوتر ، وبيان وقته)

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قرار دیا ہے، لیکن کیونکہ اس کا حکم پانچ نمازوں کی طرح کا قطعی نہیں ہے، اس لئے اس کو فرائض سے کم درجہ میں رکھا ہے، جو کہ واجب ہے۔ [۱]

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

مَا أُحِبُّ أَنِّیْ تَرَكْتُ الْوِتْرَ ، وَلَوْ أَنَّ لِیُ حُمْرَ النِّعَمِ (مُصنف ابن أبی شیبة) [۲]

ترجمہ: مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں وتر چھوڑوں، اگرچہ مجھے (اس کے عوض) سرخ اونٹ ہی کیوں نہ حاصل ہو جائیں (ترجمہ ختم)

سرخ اونٹ عرب میں قیمتی شمار ہوتے تھے، اور اُس زمانے میں اونٹ بہت ضروری اور کارآمد چیز تھی، سواری اور بار برداری کے اہم کام اونٹ کے ذریعہ سے انجام دیئے جاتے تھے، اس لئے سرخ اونٹوں کا ذکر فرمایا، جس سے وتر کی نماز کی اہمیت وتاکید معلوم ہوئی۔

اور حضرت ابنِ مخراق عبدی سے روایت ہے کہ:

---

[۱] إن اللـه تعالى زادكم صلاة ألا وهی الوتر فصلوها ما بين العشاء إلى طلوع الفجر والاستدلال به من وجهين :أحدهما أنه أمر بها ومطلق الأمر للوجوب، والثانی أنه سماها زيادة والزيادة على الشیء لا تتصور إلا من جنسه فأما إذا كان غيره فإنه يكون قرانا لا زيادة ولأن الزيادة إنما تتصور على المقدر وهو الفرض، فأما النفل فليس بمقدر فلا تتحقق الزيادة عليه، ولا يقال :إنها زيادة على الفرض لكن فی الفعل لا فی الوجوب؛ لأنهم كانوا يفعلونها قبل ذلک ألا ترى أنه قال :ألا وهی الوتر؟ ذكرها معرفة بحرف التعريف، ومثل هذا التعريف لا يحصل إلا بالعهد ولذا لم يستفسروها .ولو لم يكن فعلها معهودا لاستفسروا فدل أن ذلک فی الوجوب لا فی الفعل، ولا يقال :إنها زيادة على السنن؛ لأنها كانت تؤدى قبل ذلک بطريق السنة(بدائع الصنائع، ج ۱ ص ۲۷۱، كتاب الصلاة، فصل فی أنواع الصلاة الواجبة ومنها صلاة الوتر)

قلت :لا نسلم أن قوله :(أمدكم بصلاة) ، يدل على أنها غير لازمة، بل يدل على أنها لازمة، وذلک لأنه، صلى الله عليه وسلم، نسب ذلک إلى الله تعالى، فلا يكون ذلک إلا واجبا .وتعيين العبارة ليس بشرط فی الوجوب قوله :ومعناه الزيادة فی النوافل غير صحيح، لأن الزيادة عن الله تعالى لا تكون نفلا، وإنما يكون ذلک إذا كان من النبی، صلى الله عليه وسلم، بشرط عدم المواظبة(عمدة القاری، ج۷ص ۱۲، ۱۳، كتاب الوتر، باب ليجعل آخر صلاته وترا)

[۲] ج۴ص ۵۰۵،حديث نمبر ۶۹۳۳،مَنْ قَالَ :الْوِتْرُ وَاجِبٌ.

والانقطاع الذی بين النخعی وعمر او ابنه عبدالله لايضر، فانه ملحق بمراسيله(حاشية مصنف ابنِ ابی شيبة،لعوامة)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عُمَرَ: أَرَأَيْتَ الْوِتْرَ أَسُنَّةٌ هُوَ ؟ قَالَ: مَا سُنَّةٌ "أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُوْنَ "قَالَ: لَا أَسُنَّةٌ هُوَ ؟ قَالَ: مَهْ ، أَوَ تَعْقِلُ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُوْنَ (مسند احمد، حديث نمبر ۴۸۳۴،مؤسسة الرسالة، بيروت) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ کیا وتر سنت ہیں؟ تو ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سنت کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تمام مسلمانوں نے وتر پڑھے، اس نے پھر کہا کہ کیا وتر سنت ہیں؟ تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ یہ سوال نہ کریں، کیا آپ کو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تمام مسلمانوں نے وتر پڑھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت نافع سے اس طرح روایت ہے کہ:

سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ، عَنِ الْوِتْرِ أَوَاجِبٌ هُوَ ؟ فَقَالَ: أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ (مسنداحمد) [2]

---

[1] فی حاشية مسنداحمد:

إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير مسلم، وهو ابن مخراق العبدى القُرِّى، فمن رجال مسلم .معاذ :هو ابن معاذ العنبرى، وابن عون :هو عبد الله أبو عون البصرى.وأخرجه ابن أبى شيبة ۲/۲۹۵و۱۴/۲۳۶، عن معاذ، بهذا الإسناد.ورواه مالک في "الموطأ ۱/۱۲۴ "بلاغاً، وأورده المروزى فى "مختصر قيام الليل "ص ۱۱۸ معلقاً عن مسلم القُرى، به.وسيأتى برقم(۵۲۱۶)، وانظر(۴۴۹۲) قال السندى :قوله :قال :ما سنة؟ أى :ما معنى كونه سنة أو غير سنة؟، وأى وجه لهذا السؤال؟، ثم أجابه بأن النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فعله، وهو غيرُ مخصوص به حيث إن المسلمين فعلوه أيضا، وفى مثله ينبغى الاقتداء به، وينبغى للناس أن يسألوا عن هذا المعنى، ثم يعملوا به، ولا ينبغى لهم أن يسألوا عن كونه سنة، أى :غير واجب، ليتوسلوا بذلک إلى تركه.قوله :قال :لا، أى :ما أسألک عن هذا المعنى، بل أسألک عن كونه سنة أم لا.قوله :مه، أى :اسكت عن هذا السؤال، أو :ما هذا السؤال؟!أتعقل؟ أى :هذا الجواب الذى ذكرت لک.

[2] حديث نمبر ۵۲۱۶،مؤسسة الرسالة، بيروت.

فی حاشية مسند احمد:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: ایک آدمی نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا، کہ کیا وتر واجب ہیں؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تمام مسلمانوں نے وتر پڑھے (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے وتروں کے متعلق سنت ہونے کا سوال کرنے والے کو تو تنبیہ فرمائی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے اس پر عمل ہونے کا جواب دیا۔

اور واجب ہونے کا سوال کرنے والے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے اس پر متواتر عمل ہونے کا جواب دیا۔

جس سے معلوم ہوا کہ وتر کی نماز انتہائی اہمیت وتاکید کی حامل ہے، اور وتر کی نماز کا درجہ عام سنتوں سے زیادہ ہے۔ [1]

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ نَسِيَهُ، فَلْيُوتِرْ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إسناده صحيح على شرط الشيخين. وكيع: هو ابن الجراح الرؤاسي، وسفيان: هو الثوری، وعمر بن محمد: هو ابن زيد بن عبد الله بن عمر بن الخطاب، ونافع: هو مولى ابن عمر. وأخرجه ابن عدی فی "الكامل ۵/ ۱۶۸۰۰" من طريق الوليد بن مسلم، عن عمر بن محمد، به. وقد سلف برقم (۴۸۳۴) ولكن السؤال هناک: أسنة هو؟.

[1] قلت: نحن أيضا نقول: إنه ليس بفرض، ولكنه واجب للدلائل التی ذكرناها، ومن لم يفرق بين الفرض والواجب فقد صادم اللغة، والمعنى اللغوی مراعی فی المعنى الشرعی، وقد مر فی حديث أبی قتادة التصريح بالوجوب، وفی (موطأ مالک): أنه بلغه أن ابن عمر سئل عن الوتر أواجب هو؟ فقال عبد الله: قد أوتر النبی صلى الله عليه وسلم والمسلمون، وفيه دلالة ظاهرة على وجوبه، إذ كلامه يدل على أنه صار سبيلا للمسلمين، فمن تركه فقد دخل فی قوله تعالى: (ويتبع غير سبيل المؤمنين) (النساء: ۱۵) (عمدة القاری للعينی، ج۷ص۱۶، كتاب الوتر، باب الوتر فی السفر)

قلت: وانما لم يصرح بوجوبه كيلا يظن تحتمه كتحتم الفرائض الخمس...... وفيه انكار ابن عمر على قول القائل اسنة هو، فدل على وجوبه عنده، ولكنه لم يصرح به لما قلنا (اعلاء السنن ج۶ ص۱۶، ابواب الوتر، باب وجوب الوتر، وبيان وقته)

Idaraghufran

إِذَا ذَكَرَهُ أَوُ اِسُتَيُقَظَ(مسند احمد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو وتر سے سوتا رہ جائے، یا بھول جائے، تو اسے چاہئے کہ وتر اس وقت پڑھ لے، جب اسے یاد آئے، یا بیدار ہو(ترجمہ ختم)

---

[1] حديث نمبر ۱۱۲۶۴،مؤسسة الرسالة، بيروت ،واللفظ لهٗ،ترمذى، حديث نمبر ۴۶۵، وحديث نمبر ۴۶۶،مستدرک حاکم،حديث نمبر ۱۱۲۷،سنن دارقطنى، حديث نمبر۱۶۳۷.

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرُطِ الشَّيُخَيُنِ، وَلَمُ يُخَرِّجَاهُ "

وقال الذهبى فى التلخيص:على شرطهما.

فى حاشية مسند احمد:

حديث صحيح، عبد الرحمن بن زيد بن أسلم -وإن يكن ضعيفاً -متابع، وباقى رجاله ثقات رجال الشيخين .وكيع :هو ابن الجراح.

وأخرجه الترمذى (۴۶۵)والمروزى فى "قيام الليل "ص۱۴۲ (مختصراً) من طريق وكيع، بهذا الإسناد .زاد المروزى :قال وكيع :يعنى من ليلته .وأخرجه ابنُ ماجه(۱۱۸۸)من طريق أبى مصعب أحمد بن أبى بكر، وسويد بن سعيد، عن عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، به.وأخرجه المروزى فى "قيام الليل "ص۱۴۲ من طريق عبد الله بن نافع، عن عبد الرحمن بن زيد، به، بلفظ :قيل له (يعنى للنبى صَلَّى اللهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ) : أحدنا يصبح، ولم يُوتر، يغلبه النوم؟ قال" :فليوتر وإن أصبح. "

وقد تابع عبد الرحمن بن زيد محمدُ بن مطرف فيما أخرجه أبو داود(۱۴۳۱)والدارقطنى فى "السنن۲/۲۲"والحاكم فى "المستدرک۱/۳۰۲" والبيهقى فى "السنن۲/۴۸۰ "كلهم من طريق محمد بن مطرف المدنى، عن زيد بن أسلم، به .وهذا إسناد صحيح على شرطهما .قال الحاكم :صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه، ووافقه الذهبى.

وأخرجه الترمذى(۴۶۶)من طريق عبد الله بن زيد بن أسلم، عن أبيه، عن النبى صَلَّى اللهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ بلفظ" :من نام عن وتره فليصل إذا أصبح "، وهذا مرسل .قال الترمذى :وهذا أصح من الحديث الأول .ثم قال :سمعتُ أبا داود السجزى يقول: سألتُ أحمد بن حنبل عن عبد الرحمن بن زيد بن أسلم؟ فقال :أخوه عبد الله لا بأس به .وسمعت محمداً (يعنى البخارى) يذكر عن على بن عبد الله (يعنى المدينى) أنه ضعف عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، وقال :عبد الله بن زيد بن أسلم قال السندى: قوله" :فليُوتر إذا ذكره "، أى :ولو بعد الصبح، فيدل الحديثُ على تأكد الوتر، وأنه يُقضى كالفرض، فيمكن أن يُستدل به من يُوجبه .ونقل الحافظ فى "الفتح۲/۴۸۰"عن ابن قدامة قوله :لا ينبغى لأحد أن يتعمد ترک الوتر حتى يصبح .قلنا :وذلک لقوله عليه الصلاة والسلام" :الوتر بليل "، وقد سلف برقم (۱۱۰۰۱) وقوله" :أوتروا قبل الصبح "، وسلف برقم(۱۱۰۰۷)

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس طرح کا حکم احادیث میں فرض نماز کے بارے میں بھی آیا ہے۔ [۱]

جس سے معلوم ہوا کہ وتر کی نماز کو فرض نماز سے مشابہت حاصل ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس سے واجب ہونا مراد لیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ وَلَمْ يُوتِرْ فَلْيُوتِرْ (مستدرک حاکم) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی صبح کرے، اور اس نے وتر نہ پڑھے ہوں، تو اسے چاہئے کہ وتر پڑھ لے (ترجمہ ختم)

یہ حدیث سند کے لحاظ سے بخاری کی شرط پر ہے۔ [۳]

---

[۱] عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: ذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوْمَهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ، إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ، فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا (سنن نسائی، حدیث نمبر ۶۱۵)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَسِيَ صَلَاةً، أَوْ نَامَ عَنْهَا، فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا (مسلم، حدیث نمبر ۶۸۴)

[۲] حدیث نمبر ۱۱۳۶، کتاب الوتر، دار الکتب العلمیة، واللفظ له، سنن البیهقی، حدیث نمبر ۴۱۹۵.

قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

وقال الذهبی فی التلخیص: علی شرطهما.

[۳] اس پر بعض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس روایت میں محمد بن فلیح مسلم کے رجال میں سے نہیں ہیں، اور ان کے بارے میں تقریب میں کہا گیا ہے کہ "صدوق یہم" اور ان کے والد فلیح بن سلیمان مدنی کو بعض نے "لیس بقوی" اور بعض نے "لہ غرائب" اور بعض نے "صدوق کثیر الخطأ" فرمایا ہے۔

مگر اولاً تو امام بخاری نے ان دونوں شخصیات کی سند سے کئی احادیث کی تخریج فرمائی ہے، لہٰذا یہ حدیث بخاری کی شرط پر ہے، اگرچہ مسلم کی شرط پر نہ ہو۔

چنانچہ علامہ ابنِ رجب فرماتے ہیں کہ:

وخرّج -أيضا- من رواية محمد بن فليح، عن أبيه، عن هلال بن علی، عن عبد الرحمن بن أبی عمرة، عن أبی هريرة، عن النبی -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: (إذا أصبح أحدكم ولم يوتر فليوتر) وقال: صحيح على شرطهما. والبخاری يخرج بهذا الإسناد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara ghufran

اور حضرت ابونہیک فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا الدَّرْدَآءِ كَانَ يَخْطُبُ النَّاسَ أَنْ لَّا وِتْرَ لِمَنْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ فَانْطَلَقَ رِجَالٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِلٰى عَائِشَةَ، فَأَخْبَرُوْهَا، فَقَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ، فَيُوْتِرُ (مسند احمد) [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كثيرا.(فتح البارى لابن رجب، ج۹ ص ۱۵۴، ابواب الوتر، باب ساعات الوتر)

اسی سند کے ساتھ ایک حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے جو تخریج کی ہے، وہ درج ذیل ہے:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ هِلالِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ :(النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ) (الأحزاب:٦) فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوا، فَإِنْ تَرَكَ دَيْنًا، أَوْ ضَيَاعًا فَلْيَأْتِنِي فَأَنَا مَوْلاهُ "(بخارى، حديث نمبر ۴۷۸۱، كتاب تفسير القرآن، باب النبى أولى بالمؤمنين من أنفسهم)

علاوہ ازیں یہ حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث کے موافق ہے، اور متعدد احادیث اس مضمون کی موجود ہیں، جن کے ہوتے ہوئے اس حدیث کے صحیح ہونے میں ایک منصف کے لئے کوئی شبہ نہیں ہونا چاہئے۔

رہا بعض کا یہ تاویل کرنا کہ یہ معذورین پر محمول ہے، اور غیر معذور کے لئے یہ حکم نہیں۔

یہ بات درست نہیں، کیونکہ جب معذور کے لئے بھی قضا کا حکم ہے، تو غیر معذور کے لئے بدرجہ اولیٰ حکم ہے، اور اس پر قضا کے ساتھ توبہ بھی واجب ہے، جیسا کہ فرض نماز کا معاملہ ہے۔ محمد رضوان۔

[۱] حديث نمبر ۲۶۰۵۸، مؤسسة الرسالة، بيروت.

قال الهيثمى:

رواه أحمد والطبرانى فى الأوسط وإسناده حسن(مجمع الزوائد ج۲ ص ۲۴۶، باب فيمن فاته الوتر)

وفى حاشية مسند احمد:

إسناده حسن من أجل أبى نَهِيك -وهو عثمان بن نَهِيك -إن ثبتَ سماعُه من عائشة، فقد روى عنه جمعٌ، وذكره أبنُ حبان فى "الثقات"، وقال الحافظ فى "التقريب :"ثقة. وباقى رجال الإسناد ثقات رجال الشيخين .رَوْح :هو ابنُ عُبادة، وابنُ جُرَيْج :هو عبدُ الملك بن عبد العزيز، وقد صرحَ بالتحديث فانتفت شبهة تدليسه، وزياد :هو أبن سعد الخراسانى .وأخرجه الطبرانى فى "الأوسط(۲۱۵۳)"والبيهقى فى "السنن" ۴۷۹/۲ من طريق أبى عاصم النبيل، عن ابن جريج، بهذا الإسناد.وذكره الهيثمى فى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara ghufran

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء لوگوں کو خطبہ میں یہ بات فرمارہے تھے کہ جس شخص کو صبح ہوجائے، تو اس کے لئے وتر کا حکم نہیں ہے، تو مومنین میں سے بعض لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گئے، اور انہیں اس بات کی خبر دی، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح ہونے کے بعد بھی وتر پڑھ لیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

یہ حدیث اور کئی محدثین نے بھی روایت کی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

"مجمع الزوائد۲/۲۴۶ "وقال :إسناده حسن .وسلف من حديث أبى سعيد الخدرى برقم(۱۱۲۶۴)أن النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال :"من نام عن الوتر ،أو نسيه ،فليوتر إذا ذكره ، أو استيقظ "وهو صحيح .وقد ذكر الإمام مالک فى "الموطأ ۱/ ۲۲،۲۷" آثاراً عن عدد من الصحابة أنهم أوتروا بعد الفجر، ثم قال :وإنما يُوتِرُ بعد الفجر من نام عن الوتر، ولا ينبغى لأحد إن يتعمد ذلک، حتى يضع وتره بعد الفجر.

قال السندى :قولها :يصبح فيوتر، أى :فبالصبح لا يسقط الوتر، بل ينبغى أن يقضى بعده، والله تعالى أعلم.

[1] فى سنن البيهقى:

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ زِيَادٍ أَنَّ أَبَا نُهَيْكٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِى الدَّرْدَاءِ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ خَطَبَ، فَقَالَ " :مَنْ أَدْرَكَهُ الصُّبْحَ فَلَا وِتْرَ لَهُ "فَذُكِرَ ذَلِکَ لِعَائِشَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَتْ ": كَذَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ كَانَ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يُصْبِحُ فَيُوتِرُ "قِيلَ لِأَبِى عَاصِمٍ: مَنْ دُونَ زِيَادٍ؟ قَالَ :ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ :أَخْبَرَنِى زِيَادٌ يَعْنِى ابْنَ سَعْدٍ(سنن البيهقى، حديث نمبر ۴۱۹۶)

وفى صلاة الوترلمحمد بن نصر المروزى:

ثنا ابن جريج ، أخبرنى زياد ، أن أبا نهيک ، أخبره أن أبا الدرداء كان يخطب الناس فيقول :لا وتر لمن أدركه الصبح .قال :فانطلق رجال إلى عائشة ، فأخبروها فقالت : كذب أبو الدرداء كان النبى صلى الله عليه وسلم يصبح فيوتر (صلاة الوترلمحمد بن نصر المروزى، حديث نمبر ۸۱)

وفى مصنف لعبدالرزاق:

عبدالرزاق عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ :أُخْبِرْتُ عَنْ أَبِى الدَّرْدَاءِ، قَالَ :لَا وِتْرَ لِمَنْ أَدْرَكَهُ الصُّبْحُ، فَذُكِرَ ذَلِکَ لِعَائِشَةَ، فَقَالَتْ :كَذَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ فَيُوتِرُ(مصنف عبدالرزاق ،حديث نمبر ۴۶۰۳)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور جلیل القدر تابعی حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

هُوَ وَاجِبٌ، وَلَمْ يُكْتَبُ (مصنف ابن أبی شیبة) [1]

ترجمہ: وتر واجب ہیں، اور فرض نہیں کئے گئے (ترجمہ ختم)

اور ایک اور تابعی حضرت طاؤس کے بارے میں مروی ہے کہ:

أَنَّهُ كَانَ يُوجِبُ الْوِتْرَ، وَيَقُولُ: مَنْ فَاتَهُ الْوِتْرُ حَتّٰى يُصْبِحَ، فَلْيُوتِرْ حِيْنَ يَذْكُرُ (مصنف عبد الرزاق) [2]

ترجمہ: حضرت طاؤس وتر کو واجب قرار دیتے تھے، اور فرماتے تھے کہ جس سے وتر فوت ہوجائیں، اور صبح ہوجائے، تو اس کو چاہئے کہ وتر پڑھے، جب بھی یاد آجائے (ترجمہ ختم)

اس قسم کی اور بھی روایات ہیں، جن میں صبح صادق ہونے کے بعد وتر کی نماز کو پڑھنے کا ذکر ہے، حالانکہ صحیح احادیث کی رُو سے وِتر کی نماز کا اداوقت عشاء کی نماز سے لے کر صبح صادق کے درمیان تک ہے۔ [3]

---

[1] حدیث نمبر ۶۹۳۱، کتاب الصلاة، باب مَنْ قَالَ :الْوِتْرُ وَاجِبٌ، مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر ۴۵۸۳.

[2] حدیث نمبر ۴۵۸۵، کتاب الصلاة، باب وجوب الوتر، هل شيء من التطوع واجب، المکتب الاسلامی، بیروت.

[3] عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ فِي مَسْجِدِ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَجَعَلُوا يَنْتَظِرُونَهُ فَجَاءَ، فَقَالَ :إِنِّي كُنْتُ أُوتِرُ، قَالَ :وَسُئِلَ عَبْدُ اللَّهِ، هَلْ بَعْدَ الْأَذَانِ وِتْرٌ؟ قَالَ :نَعَمْ، وَبَعْدَ الْإِقَامَةِ، وَحَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى (نسائی، حدیث نمبر ۱۶۸۵)

عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ، قَالَ :جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللهِ، فَقَالَ :يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ :هَلْ بَعْدَ الْأَذَانِ وِتْرٌ؟ قَالَ : نَعَمْ، وَبَعْدَ الْإِقَامَةِ (المعجم الكبير للطبرانی، حدیث نمبر ۹۴۱۶)

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ,ثنا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ ,ثنا أَبُو عِصَامٍ رَوَّادٌ ,حَدَّثَنَا نَهْشَلٌ ,عَنِ الضَّحَّاكِ ,عَنِ ابْنِ عُمَرَ ,قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ فَاتَهُ الْوِتْرُ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَقْضِهِ مِنَ الْغَدِ (سنن دارقطنی، حدیث نمبر ۱۶۳۹)

عن خالد بن أبی كريمة قال سمعت معاوية بن قرة يقول أتی رجل إلى النبی صلى الله عليه و سلم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

رات میں وتر رہ جانے کی صورت میں بعد میں پڑھنے سے وتروں کی اہمیت معلوم ہوئی، جس سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد اور حضرت طاؤس کی طرح واجب ہونا مراد لیا ہے، اسی وجہ سے وتر قضا ہو جانے کی صورت میں ان کی ادائیگی کا حکم فرمایا گیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فقال إني لم أوتر حتى أصبحت فقال النبي صلى الله عليه و سلم إنما الوتر بالليل فأعاد عليه فأمره أن يوتر (مصنف عبد الرزاق، حديث نمبر ۴۶۰۷)

عن أبي نضرة قال احتبس سعد بن أبي وقاص يوما عن الصلاة فقيل له أبطأت على الناس فقال له أدركني الصبح قبل أن أوتر فأوترت (مصنف عبد الرزاق، حديث نمبر ۴۶۰۹)

عن الزبير بن عدي عن إبراهيم قال سألت عبيدة عن الرجل يستيقظ عند الإقامة ولم يوتر قال يوتر (مصنف عبد الرزاق، حديث نمبر ۴۶۱۱)

عن أيوب عن نافع أن رجلا سأل ابن عمر عن الوتر فقال بينا ابن عمر يطوف بالبيت ليلة فاجأه الصبح فأوتر (مصنف عبد الرزاق، حديث نمبر ۴۶۱۲)

وعن الأغر المزني أن رجلا أتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال :يا نبي الله إني أصبحت ولم أوتر، فقال " :إنما الوتر بالليل "، فقال :يا نبي الله إني أصبحت ولم أوتر قال " :فأوتر .رواه الطبراني في الكبير ورجاله موثقون وإن كان في بعضهم كلام لا يضر (مجمع الزوائد ج۲ ص۲۴۶، باب فيمن فاته الوتر)

[1] اور بعض روایات میں جو صبح ہونے کے بعد وتر نہ ہونے کا ذکر ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ صبح کے بعد وتر ادا نہیں رہتے، اور وتروں کو اتنا مؤخر نہیں کرنا چاہئے۔

اور بعض روایات سے جو اس کے خلاف مفہوم ہوتا ہے، اس کے بارے میں پہلے عرض کیا جاچکا کہ اختلاف وتعارض کی صورت میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے احوط کو ترجیح دی اور اختیار کیا ہے۔

قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ :ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى أَنَّهُ لا وِتْرَ بَعْدَ الصُّبْحِ، وَهُوَ قَوْلُ عَطَاءٍ، وَبِهِ قَالَ مَالِكٌ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، وَذَهَبَ آخَرُونَ إِلَى أَنَّهُ يَقْضِيهِ مَتَى كَانَ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَالأَوْزَاعِيِّ، وَأَظْهَرُ قَوْلَيِ الشَّافِعِيِّ، وَأَصْحَابِ الرَّأْيِ .وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهِ فَلْيُصَلِّ إِذَا أَصْبَحَ .وَرُوِيَ مَعْنَى هَذَا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مُتَّصِلا، وَالأَوَّلُ أَصَحُّ .وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ ضَعَّفَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، وَقَالَ :عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ثِقَةٌ .وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ أَوْتَرَ بَعْدَمَا انْصَرَفَ النَّاسُ مِنَ الصُّبْحِ، ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ .وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: مَا أُبَالِي لَوْ أُقِيمَتْ صَلاةُ الصُّبْحِ، وَأَنَا أُوتِرُ .وَخَرَجَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ يَوْمًا إِلَى الصُّبْحِ، فَأَقَامَ الْمُؤَذِّنُ، فَأَسْكَتَهُ حَتَّى أَوْتَرَ، ثُمَّ صَلَّى لَهُمُ الصُّبْحَ .وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ يُوتِرَانِ بَعْدَ الْفَجْرِ (شرح السنة للبغوی، ج۴ ص۸۸، ۸۹، ابواب النوافل، باب مبادرة الصبح بالوتر)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ وتر کی نماز کا درجہ اگرچہ فرائض سے کم ہے، مگر سنت نمازوں سے زیادہ ہے، جس سے امام ابوحنیفہ اور حضرت مجاہد وطاؤس جیسے جلیل القدر تابعین رحمہم اللہ نے احتیاطاً واجب ہونا مراد لیا ہے، جو مضبوط و مستحکم دلائل پر مبنی ہے۔

اور وتروں کی اہمیت وتاکید دوسرے فقہاء کے نزدیک بھی مسلم ہے، کہ وہ اس کو عام سنت کے بجائے اہم اور تاکیدی سنت قرار دیتے ہیں، جس کا درجہ واجب کے قریب تر ہے۔

پس امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا دوسرے فقہائے کرام سے اختلاف زیادہ شدید نہیں ہے۔ [1]

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

یکم/ربیع الآخر/۱۴۳۲ھ 07/مارچ/2011ء بروز پیر

ادارہ غفران، راولپنڈی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت : فيه امر صريح بقضاء الوتر بعد طلوع الفجر، وقد ثبت كراهة الزيادة على ركعتي الفجر بعد طلوعها باحاديث صحيحة وحسان قد ذكرناها فى الجزء الثانى من الكتاب، وقال الترمذى :هذا مما اجمع عليه اهل العلم كرهوا ان يصلى الرجل بعد طلوع الفجر الا ركعتى الفجراهـ(١ :٥٦) فالامر بقضاء الوتر فى هذا الوقت يفيد كونه آكد من ركعتى الفجر ، وهو ليس الا الوجوب لكون ركعتى الفجر من اكد السنن ، فالآكد منه ليس الا الواجب، ولو كان سنة، او نافلة لم يجز قضاؤه فى هذا الوقت(اعلاء السنن ج٦ ص ١٣ ،باب وجوب الوتر وبيان وقته)

[1] قال شيخنا فى تعليقاته :لم يجعله احد جائز الترك فسمه ماشئت اهـ، قال الراقم:فاتفقوا على ان تاركه آثم او على عدم جواز تركه وكذا اتفقوا على عدم تكفير منكره فاذن الخلاف قريب من الخلاف الصورى نظير خلافهم مسألة بساطة الايمان وتركيبه او زيادته ونقصه من مسائل الاصول فليس من النصفة توسيع ساحة الخلاف على ان اصطلاح ابى حنيفة فى الفرق بين الواجب والفرض مشهور متقرر فى محله (معارف السنن ج٤ص ١٧١، ١٧٢ ،ابواب الوتر، باب ماجاء فى فضل الوتر)

اجتمعت عدة امور افادت الوجوب فى نظر فقيه الامة وفقيه الملة وهى (١)المواظبة على عدم الترك اصلا(٢) عدم جواز الترك والاجماع عليه (٣)تخصيصه بوقت (٤)قضاؤه اذا نسيه (٥) قول عدة من سلف الامة على الوجوب (٦) اهتمام ذكره بمثل هذه الكلمات وما الى ذلك من وجوه فى الباب (معارف السنن ج٤ص ١٧٣ ،ابواب الوتر، باب ماجاء فى فضل الوتر)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وتر کی نماز کا وقت اور وتر کے بعد نوافل کی تحقیق

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

وتر کی نماز کا وقت کیا ہے، اور کس وقت اس کو پڑھنا افضل ہے؟

اور کیا وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھنا بھی سنت ومستحب ہے یا کہ نہیں؟

جواب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

وتر کی نماز کا وقت عشاء کی نماز ہی کا وقت ہے، پس عشاء کی نماز کے ادا وقت میں صبح صادق سے پہلے پہلے جب بھی وتر پڑھ لئے جائیں، تو وہ اپنے وقت میں پڑھنا کہلائیں گے۔

البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وتر کی نماز عشاء کی نماز کے تابع ہے، اور وتر کی نماز عشاء کی نماز ادا کر لینے کے بعد ہی درست ہوتی ہے (سوائے بعض اعذار کی صورتوں کے) کیونکہ احادیث میں وتر کی نماز کو عشاء اور فجر کی نماز کے درمیان بتلایا گیا ہے۔ [1]

اور وتر کی نماز کو رات کی آخری نماز بنانا افضل ہے، لہٰذا جو شخص رات کے آخری حصہ میں بیدار رہ کر تہجد ادا کر کے بعد میں صبح صادق سے پہلے پہلے وتر پڑھ لے، یہ زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اسی پر عمل تھا۔

لیکن اگر کسی کو رات کو بیدار ہونے پر اطمینان نہ ہو، جس کی وجہ سے وتر پڑھے بغیر صبح صادق

---

[1] وأما بيان أوقات الصلوات الواجبة وما هو شبيه بها فمنها وقت الوتر وهو على قول أبي حنيفة وقت صلاة العشاء إلا أنه شرع مرتبا عليها كوقت قضاء الفائتة هو وقت أداء الوقتية لكنه شرع مرتبا عليه فلا يجوز أداؤه قبل صلاة العشاء مع أنه وقته لفوت شرطه وهو الترتيب(تحفة الفقهاء للسمرقندى، ج ۱ ص ۱۰۳، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہوجانے اوراس کی وجہ سے وتر کی نماز قضا ہوجانے کا اندیشہ ہو، تو ایسی صورت میں سونے سے پہلے ہی کچھ حسبِ توفیق نوافل کے بعد وتر پڑھ لینے میں احتیاط ہے، پھر اگر رات کے آخری حصہ میں بھی توفیق ہوجائے، توحسبِ استطاعت نوافل پڑھ لی جائیں۔

اور عامۃُ الناس کے لئے یہی طریقہ زیادہ احتیاط کا باعث ہے، اوراسی پر حضرت ابوبکر صدیق اور کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل تھا، اوراسی کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی صحابۂ کرام کو وصیت وتاکید فرمائی تھی۔

اور رات کو سونے سے پہلے وتروں کے بعد نوافل پڑھنا بھی جائز ہے، لیکن افضل ومستحب طریقہ یہ ہے کہ عشاء کے بعد جتنے نوافل پڑھنا چاہیں، وتر سے پہلے پڑھ لیں، اور وتر آخر میں پڑھیں، اس کے بعد نوافل نہ پڑھیں، اوراگر پڑھ لیں، تو جائز ہے، گناہ نہیں۔

اور نوافل کا بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے، لیکن اگر کھڑے ہونے میں کوئی عذر نہ ہو، تو احادیث کی رُو سے بیٹھ کر پڑھنے میں کھڑے ہوکر پڑھنے کے مقابلہ میں آدھا ثواب ہے۔

اور بلاعذر بیٹھ کر پڑھنے میں زیادہ ثواب سمجھنا دلائل کے لحاظ سے راجح نہیں ہے۔

آگے اس مسئلہ کی احادیث وروایات کی روشنی میں تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

وتر کی نماز کا اداوقت

حضرت ابوتمیم جیشانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ، خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: إِنَّ أَبَا بَصْرَةَ حَدَّثَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ زَادَكُمْ صَلَاةً، وَهِيَ الْوِتْرُ، فَصَلُّوْهَا فِيْمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلٰى صَلَاةِ الْفَجْرِ قَالَ أَبُو تَمِيْمٍ: فَأَخَذَ بِيَدِيْ أَبُوْ ذَرٍّ فَسَارَ فِي الْمَسْجِدِ إِلٰى أَبِيْ بَصْرَةَ، فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَا قَالَ

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عَمْرٌو ؟ قَالَ أَبُوْ بَصْرَةَ: أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسنداحمد، حديث نمبر ۲۳۸۵۱، مؤسسة الرسالة، بيروت) ؎۱

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیا، اور فرمایا کہ حضرت ابوبصرہ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک نماز کو زیادہ کیا ہے، اور وہ وتر کی نماز ہے، تو تم اس کو پڑھو، عشاء کی نماز سے لے کر فجر کی نماز کے درمیان تک، ابوتمیم کہتے ہیں کہ میرا ابوذر نے ہاتھ پکڑا، اور مسجد میں ابوبصرہ کی طرف لے کر گئے، اور ان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے، جو عمرو بن عاص نے بیان فرمائی؟ تو حضرت ابوبصرہ نے جواب میں فرمایا کہ بے شک میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے (ترجمہ ختم)

یہ حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ؎۲

؎۱ في حاشية مسند احمد:

إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح غير علي بن إسحاق -وهو المروزي- فقد روى له الترمذي، وهو ثقة. سعيد بن يزيد: هو الحِمْيري القِتْباني، وابن هبيرة: اسمه عبد الله، وأبو تميم الجَيْشاني: اسمه عبد الله بن مالك. وأخرجه الطحاوي في "شرح مشكل الآثار" (۴۴۹۲)، والطبراني (۲۱۶۸) من طريقين عن ابن المبارك، بهذا الإسناد. ورواية الطبراني مختصرة لم يذكر فيها عمرو بن العاص وأبا ذر.

؎۲ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ هُبَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ زَادَكُمْ صَلَاةً فَصَلُّوهَا فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ الْوَتْرُ الْوَتْرُ "، أَلَا وَإِنَّهُ أَبُو بَصْرَةَ الْغِفَارِيُّ، قَالَ أَبُو تَمِيمٍ: فَكُنْتُ أَنَا وَأَبُو ذَرٍّ قَاعِدَيْنِ، قَالَ: فَأَخَذَ بِيَدِي أَبُو ذَرٍّ فَانْطَلَقْنَا إِلَى أَبِي بَصْرَةَ فَوَجَدْنَاهُ عِنْدَ الْبَابِ الَّذِي يَلِي دَارَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: يَا أَبَا بَصْرَةَ أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: " إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ زَادَكُمْ صَلَاةً، فَصَلُّوهَا فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ الْوَتْرُ الْوَتْرُ؟ " قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ (مسنداحمد، حديث

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت ابوبصرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ زَادَکُمْ صَلَاۃً فَحَافِظُوْا عَلَیْہَا، وَجَعَلَ وَقْتَہَا فِیْمَا بَیْنَ الْعِشَاءِ إِلَی الْفَجْرِ وَہِیَ الْوِتْرُ (المعجم الکبیر للطبرانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل نے تمہارے لئے ایک نماز کو زیادہ کیا ہے، پس تم اس کی حفاظت کرو، اور اللہ عزوجل نے اس کا وقت عشاء سے فجر کے درمیان رکھا ہے، اور وہ وتر کی نماز ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰہَ قَدْ أَمَدَّکُمْ بِصَلَاۃٍ ہِیَ خَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، وَہِیَ الْوِتْرُ، فَجَعَلَہَا لَکُمْ فِیْمَا بَیْنَ صَلَاۃِ الْعِشَاءِ إِلٰی صَلَاۃِ الْفَجْرِ (مستدرک حاکم) [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

نمبر ۲۷۲۲۹)

فی حاشیة مسند احمد:

حدیث صحیح، وهذا إسناد حسن، ابنُ لَهیعة إنما رواه عنه یحیی بن إسحاق -وهو السیلحینی -وقد سمع منه قبل احتراق کتبه، وبقیة رجال الإسناد ثقات رجال الصحیح .وأخرجه الحارث فی "مسنده(۲۲۷) "(زوائد) عن یحیی بن إسحاق، بهذا الإسناد .وأخرجه الطحاوی فی "شرح معانی الآثار ۱/ ۴۳۰۴۳۰ "، وفی "شرح مشکل الآثار(۴۴۹۱) "من طریق أبی عبد الرحمن المقرىء، والدولابی فی "الکنی والأسماء 1/65 "من طریق سعید بن أبی مریم، والطبرانی (۲۱۶۷) من طریق أسد بنِ موسی، ثلاثتهم عن ابن لَهیعة، به .وسقط اسم ابن هُبیرة من مطبوع "شرح معانی الآثار(حاشیة مسنداحمد)

[1] حدیث نمبر ۲۱۶۸، مکتبة ابنِ تیمیة ، القاهرة.

[2] حدیث نمبر ۱۱۴۸، کتاب الوتر، دارالکتب العلمیة، بیروت،و اللفظ لهٗ،مسند احمد، حدیث نمبر ۸، مسند خارجه بن حذافه العدوی، سنن دارقطنی، حدیث نمبر ۱۶۵۶.

قال الحاکم: هَذَا حَدِیثٌ صَحِیحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ یُخَرِّجَاهُ، رُوَاتُهُ مَدَنِیُّونَ ومِصْرِیُّونَ، وَلَمْ یَتْرُکَاهُ إِلَّا لِمَا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے ایک نماز زیادہ فرمائی ہے، جو کہ تمہارے لئے سرخ (یعنی انتہائی عمدہ وقیمتی) اونٹوں سے بہتر ہے، اور وہ وتر کی نماز ہے، اللہ تعالیٰ نے اس (کے وقت) کو تمہارے لئے عشاء کی نماز سے لے کر فجر کی نماز کے درمیان مقرر کیا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَأَوْسَطِهٖ، وَآخِرِهٖ، فَانْتَهٰى وِتْرُهٗ إِلَى السَّحَرِ (مسلم) [1]

ترجمہ: رات کے ہر حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھے ہیں، رات کے اول حصہ میں بھی، اور درمیانی حصہ میں بھی، اور آخری حصہ میں بھی، اور آپ کے وتر کی انتہاء سحری کے وقت تک تھی (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ أَوَّلِهٖ، وَأَوْسَطِهٖ، وَآخِرِهٖ، فَانْتَهٰى وِتْرُهٗ إِلَى السَّحَرِ، فَمَاتَ وَهُوَ يُوْتِرُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قَدَّمْتُ ذِكْرَهُ مِنْ تَفَرُّدِ التَابِعِيِّ عَنِ الصَّحَابِيِّ"

وقال الذهبی فی التلخیص: صحیح.

فی حاشیة مسند احمد:

صحیح لغیره، وهذا إسناد ضعیف، عبد الله بن راشد أبو الضحاک الزَّوْفی وعبد الله بن أبی مُرَّة -ویقال :ابن مُرَّة -الزَّوفی فی عداد المجهولین، وقال البخاری فی "التاریخ الکبیر:۳/۲۰۳ "لا یعرف لإسناده سماع بعضهم من بعض. ومحمد بن إسحاق -وهو ابن یسار المدنی -وإن کان مدلساً وقد عنعنه، إلا أنه صرح بالتحدیث فی الروایة الآتیة برقم(۱۱)

[1] حدیث نمبر ۷۴۵، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب صلاة اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، داراحیاء التراث العربی، بیروت، واللفظ لہٗ، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۴۳۵، مسند احمد، حدیث نمبر ۲۵۶۹۴.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بِالسَّحَرِ (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۵۶۹۳،مؤسسة الرسالة، بیروت) [1]

ترجمہ: رات کے ہر حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھے ہیں، رات کے اول حصہ میں بھی، اور درمیانی حصہ میں بھی، اور آخری حصہ میں بھی، اور آپ کے وتر کی انتہاء سحری کے وقت تک ہوتی تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اس حال میں ہوا کہ آپ سحری کے وقت وتر پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔ [2]

اور حضرت اسود بن ہلال فرماتے ہیں کہ:

أَشْهَدُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ لَقَدْ سَمِعْتُهُ يُنَادِیْ، بِهَا نِدَاءً: اَلْوِتْرُ مَا بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ الَّتِیْ تُسَمُّوْنَ الْعَتَمَةَ، وَصَلَاةِ الْفَجْرِ مَتٰى أَوْتَرْتَ فَحَسَنٌ (المعجم الکبیر للطبرانی) [3]

ترجمہ: میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ان سے یہ سنا، اور وہ اونچی آواز سے فرما رہے تھے کہ وتر دو نمازوں کے

---

[1] فی حاشیة مسند احمد:

حدیث صحیح، عاصم بن أبی النَّجود -وإن کان حسن الحدیث -توبع .کما سلف فی الروایة (۲۴۹۷۴)، وباقی رجال الإسناد ثقات رجال الشیخین .أبو الضحی :هو مسلم بن صُبیح، ومسروق :هو ابن الأجدع .وأخرجه إسحاق بن راهویه فی "مسنده" (۱۴۴۹)عن وکیع، بهذا الإسناد.وسلف برقم (۲۴۱۸۸).

[2] حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِیٍّ، قَالَ ": أَوْتَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَآخِرِهِ، وَأَوْسَطِهِ، فَانْتَهَى، وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ "(مسند احمد، حدیث نمبر ۶۵۳)

فی حاشیة مسند احمد:

إسناده قوی، شعبة من القدماء الذین رووا عن أبی إسحاق.

وأخرجه ابن ماجه(۱۱۸۶)من طریق وکیع، بهذا الإسناد .وأخرجه الطیالسی ۱۱۵، وعبد بن حمید۷۲من طریقین عن شعبة، به .وقد تقدم برقم ۵۸۰.

[3] حدیث نمبر ۹۴۱۲، مکتبة ابنِ تیمیة ، القاهرة.

قال الهیثمی:

رواه الطبرانی فی الکبیر، ورجاله رجال الصحیح(مجمع الزوائد ج۲ص۲۴۵)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

درمیان ہے، عشاء کی اس نماز کے درمیان جس کو تم عتمہ کہتے ہو، اور فجر کی نماز کے درمیان، جب بھی آپ وتر پڑھ لیں، تو اچھا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُمْ سَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِتْرِ، فَقَالَ: أَوْتِرُوا قَبْلَ الصُّبْحِ (مسلم) [۱]

ترجمہ: صحابۂ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وتر کے بارے میں سوال کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لو (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ (مسند احمد، حديث نمبر ۴۹۵۲، مؤسسة الرسالة، بيروت) [۲]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھنے میں جلدی کرو (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ فَقَدْ ذَهَبَ كُلُّ صَلَاةِ اللَّيْلِ، وَالْوِتْرُ، فَأَوْتِرُوا قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ (ترمذی) [۳]

ترجمہ: جب فجر طلوع ہو جائے، تو رات کی ہر نماز (عشاء اور تہجد) چلی گئی، اور وتر بھی، تو تم فجر طلوع ہونے سے پہلے وتر پڑھ لو (ترجمہ ختم)

---

[۱] حديث نمبر ۷۵۴، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة الليل مثنى مثنى، والوتر ركعة من آخر الليل، داراحياء التراث العربى، بيروت.

[۲] فى حاشية مسند احمد:
إسناده صحيح على شرط الشيخين. عبيد الله: هو ابن عمر العمرى، ونافع: هو مولى ابن عمر.

[۳] حديث نمبر ۴۶۹، ابواب الوتر، باب ما جاء فى مبادرة الصبح بالوتر، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى - مصر.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، إِنِّيْ أَصْبَحْتُ وَلَمْ أُوْتِرْ، فَقَالَ: إِنَّمَا الْوِتْرُ بِاللَّيْلِ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، إِنِّيْ أَصْبَحْتُ وَلَمْ أُوْتِرْ، قَالَ: فَأَوْتِرْ (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! میں صبح کر چکا ہوں، اور میں نے وتر نہیں پڑھے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وتر رات میں ہیں، اس نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! میں صبح کر چکا ہوں، اور میں نے وتر نہیں پڑھے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ وتر پڑھ لیجئے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ وَلَمْ يُوْتِرْ فَلْيُوْتِرْ (مستدرک حاکم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی صبح کرے، اور اس نے وتر نہ پڑھے ہوں، تو اسے چاہئے کہ وتر پڑھ لے (ترجمہ ختم)

---

[1] حديث نمبر ۸۹۱، مكتبة ابنِ تيمية القاهرة.

قال الهيثمی:

رواه الطبرانی فی الكبير ورجاله موثقون وإن كان فی بعضهم كلام لا يضر (مجمع الزوائد ج۲ ص ۲۶۴)

قال الالبانی:

قلت: وهذا إسناد حسن علی الأقل فی الشواهد (السلسلة الصحيحة للالبانی، تحت حديث رقم ۱۷۱۲)

[2] حديث نمبر ۱۱۳۶، كتاب الوتر، دار الكتب العلمية، بيروت، واللفظ لهٗ، سنن البيهقی، حديث نمبر ۴۱۹۵.

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

وقال الذهبی فی التلخيص: علی شرطهما.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

یہ حدیث سند کے لحاظ سے بخاری کی شرط پر ہے۔

اور حضرت ابونہیک فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا الدَّرْدَآءِ كَانَ يَخْطُبُ النَّاسَ أَنْ لَّا وِتْرَ لِمَنْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ فَانْطَلَقَ رِجَالٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِلٰى عَائِشَةَ، فَأَخْبَرُوْهَا، فَقَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ، فَيُوْتِرُ (مسند احمد)[1]

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء لوگوں کو خطبہ میں یہ بات فرمارہے تھے کہ جس شخص کو صبح ہوجائے، تو اس کے لئے وتر کا حکم نہیں ہے، تو مومنین میں سے بعض لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گئے، اور انہیں اس بات کی خبر دی، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح ہونے کے بعد بھی وتر پڑھ لیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ وتر کی نماز کا وقت عشاء کا وقت داخل ہونے کے بعد سے لے کر طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے، اور یہی عشاء کا وقت بھی ہے۔

اور اگر کوئی فجر کے طلوع ہونے تک وتر نہ پڑھ سکے، تو اس کے وتر کی نماز قضا ہوجاتی ہے، لیکن اس کے باوجود وتر کو پڑھنے کا حکم باقی رہتا ہے۔

اس قسم کی احادیث وروایات کے پیشِ نظر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وتر کی نماز کا وقت عشاء کی نماز ہی کا وقت ہے۔

پس عشاء کی نماز کے بعد عشاء کے وقت میں صبح صادق سے پہلے پہلے جب بھی وتر پڑھ لئے جائیں، تو وہ اپنے وقت میں پڑھنا کہلائیں گے (بقیہ مسائل آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

---

[1] حدیث نمبر ۲۶۰۵۸، مؤسسة الرسالة، بيروت.

[1] قال الهيثمي:

رواه أحمد والطبراني في الأوسط وإسناده حسن (مجمع الزوائد ج۲ ص۲۴۶، باب فيمن فاته الوتر)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نمازِ وتر کا افضل وقت اور وتروں کے بعد نوافل پڑھنے کی بحث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم رات میں اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مَنْ صَلّٰى بِاللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهٖ وِتْرًا فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِذٰلِكَ فَإِذَا كَانَ الْفَجْرُ فَقَدْ ذَهَبَتْ كُلُّ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالْوِتْرُ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَوْتِرُوْا قَبْلَ الْفَجْرِ

(مسند احمد، حديث نمبر ۶۳۷۲، مؤسسة الرسالة، بيروت) [2]

ترجمہ: جو شخص رات میں نماز پڑھے، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی آخری نماز وتر کو بنائے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم فرمایا ہے، پس جب فجر ہو جاتی ہے، تو رات کی ہر نماز (عشاء اور تہجد) اور وتر کی نماز کا ادا وقت چلا جاتا ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وتر کو فجر سے پہلے پڑھو (ترجمہ ختم)

اور حضرت اسود، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

---

[1] حديث نمبر ۹۹۸، كتاب الجمعة، باب: ليجعل آخر صلاته وترا، دارطوق النجاة، بيروت، مسلم، حديث نمبر ۱۷۵۱، ابوداؤد حديث نمبر ۱۴۳۸، مسند احمد حديث نمبر ۴۷۱۰۔

[2] فى حاشية مسند احمد:

حديث صحيح، وهذا إسناد حسن من أجل سليمان بن موسى وهو الأشدق، فيه كلام يُنْزِلُه عن رُتبة الصحيح، وبقيةُ رجاله ثقات رجال الشيخين.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى يَكُوْنَ آخِرَ صَلَاتِهِ الْوِتْرُ (مسلم) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں (نفل نماز) پڑھتے تھے، یہاں تک کہ آپ کی آخری نماز وتر ہوتی تھی (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ وتر کی نماز کو رات کے آخری حصہ میں (صبح صادق سے پہلے پہلے) پڑھنا بہتر وافضل ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر میں اسی پر عمل تھا۔

پس افضل عمل یہی ہے کہ رات کی آخری نماز وتروں کو بنایا جائے۔ [۲]

مگر وتر کی نماز کو رات کے آخری حصہ میں (صبح صادق سے پہلے پہلے) پڑھنا بہتر وافضل اس کے لئے ہے، جس کو رات کے آخری حصہ میں بیدار ہو کر (صبح صادق سے پہلے پہلے) وتر پڑھ لینے کا یقین ہو، ورنہ رات کے اول حصہ میں ہی پڑھ لینے میں احتیاط ہے۔ [۳]

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[۱] حدیث نمبر ۷۴۰، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة الليل، وعدد ركعات النبى صلى الله عليه وسلم، داراحياء التراث العربى، واللفظ لهٗ، مسند احمد، حديث نمبر ۲۶۱۵۸.

[۲] قوله " :آخر صلاته من الليل الوتر "وهو ثلاث ركعات من التسع وقال البيهقى :فى هذا ما يدل على أنه ترک الركعتين بعد الوتر، والحديث أخرجه :الترمذى، والنسائى، وأخرج مسلم طرفا منه، وهو قول عائشة " :كان رسول اللّٰه يصلى من الليل حتى يكون آخر صلاته الو تر "(شرح ابى داوٗد للعينى، ج۵ ص ۲۶۵، كتاب الصلاة، باب فى صلاة الليل)

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى من الليل حتى يكون آخر صلاته الوتر فيه دليل لما قدمناه من أن السنة جعل آخر صلاة الليل وترا وبه قال العلماء كافة،وسبق تأويل الركعتين بعده جالسا(شرح النووى علىٰ مسلم، ج۶ ص ۲۲،۲۳، كتاب صلاة المسافرين وقصرها،باب صلاة الليل وعدد ركعات النبى صلى الله عليه وسلم)

[۳] (قوله :والوتر إلى آخر الليل لمن يثق بالانتباه) أى وندب تأخيره لرواية الصحيحين اجعلوا آخر صلاتكم وترا والأمر للندب لرواية الترمذى من خشى منكم أن لا يستيقظ من آخر الليل فليوتر أوله ومن طمع منكم أن يوتر فى آخر الليل فليوتر من آخر الليل فإن قراءة القرآن فى آخر الليل محضورة وهى أفضل وهو دليل مفهوم قوله لمن يثق به وإذا أوتر قبل النوم، ثم استيقظ وصلى ما كتب له لا كراهة فيه ولا يعيد الوتر ولزمه ترک الأفضل المفاد بحديث الصحيحين(البحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۱، كتاب الصلاة)

idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ خَافَ أَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهُ، وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَّقُوْمَ آخِرَهُ فَلْيُوْتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ، وَذٰلِكَ أَفْضَلُ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں (صبح صادق سے پہلے پہلے) نہیں اٹھ سکے گا، تو اسے چاہئے کہ رات کے اول حصہ میں ہی (سونے سے پہلے) وتر پڑھ لے، اور جس شخص کو یہ امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ جائے گا، تو اسے چاہئے کہ وتر رات کے آخری حصہ میں پڑھے، کیونکہ رات کے آخری حصہ کی نماز حاضر کی جاتی ہے، اور یہ (رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھنے کا طریقہ) افضل ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

أَيُّكُمْ خَافَ أَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ، ثُمَّ لِيَرْقُدْ، وَمَنْ وَثِقَ بِقِيَامٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ مِنْ آخِرِهٖ، فَإِنَّ قِرَاءَةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُوْرَةٌ، وَذٰلِكَ أَفْضَلُ (مسلم) [2]

ترجمہ: تم میں سے جس شخص کو یہ خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں نہیں اٹھ

---

[1] حدیث نمبر ۷۵۵، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب من خاف أن لا یقوم من آخر اللیل فلیوتر أولہ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، واللفظ لہٗ، مسند احمد، حدیث نمبر ۱۴۳۸۱، ترمذی، ابواب الوتر، باب ما جاء فی کراھیۃ النوم قبل الوتر.

فی حاشیۃ مسند احمد:

حدیث صحیح، وھذا إسناد قوی علی شرط مسلم، رجالہ ثقات رجال الشیخین غیر أبی سفیان -وھو طلحۃ بن نافع-، فمن رجال مسلم. أبو معاویۃ: ھو محمد بن خازم الضریر.

[2] حدیث نمبر ۷۵۵، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب من خاف أن لا یقوم من آخر اللیل فلیوتر أولہ، داراحیاء التراث العربی، بیروت.

Idara ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سکے گا، تو اسے چاہئے کہ وتر پڑھ لے، پھر لیٹے، اور جس شخص کو رات کو اٹھنے کا یقین ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھے، کیونکہ رات کے آخری حصہ کی قرائت (ونماز) حاضر کی جاتی ہے، اور یہ (رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھنے کا طریقہ) افضل ہے (ترجمہ ختم)

رات کے آخری حصہ کی نماز وقرائت کے حاضر کئے جانے کا بعض محدثین نے تو یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ رحمت کے فرشتے اس وقت حاضر ہوتے ہیں، اور بعض نے یہ مطلب بیان فرمایا کہ رات اور دن کے فرشتے اس وقت میں موجود ہوتے ہیں، دن کے فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں، اور رات کے فرشتے اس وقت آسمان پر جاتے ہیں، تو یہ وقت رات اور دن کے فرشتوں کے اجتماع کا وقت ہے۔ [1]

اور یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ اس وقت بندوں کی طرف اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص متوجہ ہوتی ہے، اور اس وقت کی عبادت اللہ تعالیٰ کے دربارِ خاص میں حاضر کی جاتی ہے، کیونکہ احادیث میں اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص کے نازل ہونے کا ذکر ہے۔ [2]

---

[1] (وعن جابر قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :من خاف أن لا يقوم من آخر الليل ") :قال ابن الملک "من "فيه للتبعيض أو بمعنى فى ("فليوتر أوله ") ، أى :ليصل الوتر فى أول الليل، وأمره بالإتيان عند خوف الفوت يدل على وجوبه، وإليه ذهب أبو حنيفة .("ومن طمع أن يقوم آخره ") : بالنصب على نزع الخافض، أى :فى آخره بأن يثق بالانتباه ("فليوتر آخر الليل، فإن صلاة آخر الليل مشهودة ") ، أى :محضورة تحضرها ملائكة الرحمة، وقال الطيبى، أى يشهدها ملائكة الليل والنهار ينزل هؤلاء ويصعد هؤلاء ، فهو آخر ديوان الليل، وأول ديوان النهار، أو يشهدها كثير من المصلين فى العادة .("وذلک ") ، أى :الإيتار فى آخر الليل .وأبعد من قال: أى :الإيتار فى أول الليل .محتجا بأن (ذلک) إنما يشار بها للبعيد ;لأنه يشار بها للقريب أيضا إشارة إلى بعد منزلته كما فى :(ذلک الكتاب لا ريب فيه) (البقرة2 :) . ("أفضل ") : فثوابه أكمل لحضور ملائكة الرحمة والبركة والاستغفار، ولوقوعه فى أفضل أوقات الليل من الأسحار ومشاركته مع القائمين الأبرار (مرقاة ج۳ص ۹۴۳، كتاب الصلاة، باب الوتر)

[2] أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ يَقُوْلُ :مَنْ يَدْعُوْنِىْ، فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِىْ فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِىْ فَأَغْفِرَ لَهُ (بخارى، حديث نمبر ۱۱۴۵، كتاب الجمعة، باب الدعاء فى الصلاة من آخر الليل، عن ابى هريرة)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اورامام مالک رحمہ اللہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں، کہ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ:

مَنْ خَشِيَ أَنْ يَّنَامَ حَتّٰى يُصْبِحَ، فَلْيُوتِرْ قَبْلَ أَنْ يَّنَامَ: وَمَنْ رَجَا أَنْ يَّسْتَيْقِظَ آخِرَ اللَّيْلِ، فَلْيُؤَخِّرْ وِتْرَهٗ(مؤطا امام مالک) [1]

ترجمہ: جس شخص کو یہ ڈر ہو کہ وہ صبح (صادق) ہونے تک سوتا رہ جائے گا، تو اسے چاہئے کہ وہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے، اور جس شخص کو یہ امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں (طلوعِ فجر سے پہلے) بیدار ہو جائے گا، تو اسے چاہئے کہ وہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت غضیف بن حارث سے ایک لمبی روایت میں یہ مضمون مروی ہے کہ:

قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَرَأَيْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِيْ أَوَّلِ اللَّيْلِ أَوْ فِيْ آخِرِهٖ؟ قَالَتْ: رُبَمَا اِغْتَسَلَ فِيْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَرُبَمَا اِغْتَسَلَ فِيْ آخِرِهٖ، قُلْتُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً. قُلْتُ: أَرَأَيْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ أَمْ فِيْ آخِرِهٖ؟ قَالَتْ: رُبَمَا أَوْتَرَ فِيْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَمَا أَوْتَرَ فِيْ آخِرِهٖ، قُلْتُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً. قُلْتُ: أَرَأَيْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ أَمْ يَخْفُتُ بِهٖ؟ قَالَتْ: رُبَمَا جَهَرَ بِهٖ وَرُبَمَا خَفَتَ، قُلْتُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً(ابوداؤد) [2]

---

[1] حديث نمبر ۴۰۴، كتاب السهو، باب الامر بالوتر، مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية -أبو ظبى -الإمارات.

[2] حديث نمبر ۲۲۶، كتاب الطهارة، باب: الجنب يؤخر الغسل، المكتبة العصرية، بيروت، واللفظ لهٗ، مسند احمد، حديث نمبر ۲۴۲۰۲.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسلِ جنابت رات کے اول حصہ میں فرماتے تھے، یا آخری حصہ میں؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بہت سی دفعہ رات کے اول حصہ میں غسل فرماتے تھے، اور بہت سی دفعہ رات کے آخری حصہ میں غسل فرماتے تھے، میں نے کہا کہ اللہ اکبر! تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے اس معاملہ میں وسعت (وسہولت) پیدا فرمادی ہے۔

میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اول حصہ میں وتر پڑھا کرتے تھے، یا آخری حصہ میں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا کہ بہت سی دفعہ رات کے اول حصہ میں وتر پڑھا کرتے تھے، اور بہت سی دفعہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی حاشية مسند احمد:

إسناده صحيح، غضيف بن الحارث مختلف فی صحبته، وأثبت صحبته أبو حاتم وأبو زرعة، وذكره فی التابعين ابن سعد والعِجْلی والدارقطنی ووثقوه، وذكره ابن حبان فی "الثقات "فی التابعين، وذكره أيضاً فی الصحابة.

وقال الحافظ فی "التقريب :"مختلف فی صحبته، ومنهم من فرق بين غضيف ابن الحارث، فأثبت صحبته، وغطيف بن الحارث، فقال :إنه تابعی، وهو أشبه .قلنا :وباقی رجال الإسناد ثقات .بُعْد بنُ سِنَان :هو أبو العلاء الدمشقی، نزيل البصرة.

وأن له أبو داود(٢٢٦)،والبيهقی فی "السنن "مختصراً ١/ ٩٩من طريق الإمام أحمد، بهذا الإسناد .وأخرجه مختصراً ابن أبی شيبة ١/ ٦٢، وابن ماجه(١٣٥۴)من طريق إسماعيل ابن علية، به .وأخرجه مطولاً ومختصراً أبو داود(٢٢٦)والنسائی فی "المجتبی ١/ ١٢٥، ١٢٦ "وابن حبان (٢۴۴٧)و(٢٥٨٢)والطبرانی فی "الأوسط" (٢٥٠٠)وفی "الشاميين(١٣٩١)"و(٣٩٢)و(٣٩٣)و(٢٢٣٩)،والحاكم ١/ ١٥٣، والبيهقی ١/ ١٩٩من طرق عن بُرْد بن سِنان، به وأخرجه الطبرانی فی "الشاميين" (٧٥٠)من طريق عتبة بن أبی حكيم، عن عُبادة بن نسی، به .وأخرجه أيضا فی "الشاميين(١٨٩٠)"من طريق عبد الرحمن بن أبی عون، عن مضيف بن الحارث، به.

وسيأتی مطولاً ومختصراً بالأرقام(٢۴۴٥٣)و(٢٥٠٧٠)و(٢٥١٦٠)و(٢٥٢٠٣) و (٢٥٣٣١)و(٢٥٣۴۴).وانظر(٢۴١٨٨).قال السندی :قوله :يجهر بالقرآن :فی الليل.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھا کرتے تھے، میں نے کہا اللہ اکبر! تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے اس معاملہ میں وسعت (وسہولت) پیدا فرمادی ہے۔

میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رات کو نماز وغیرہ میں) قرآن مجید بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے، یا آہستہ آواز میں؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا کہ بہت سی دفعہ بلند آواز میں پڑھا کرتے تھے، اور بہت سی دفعہ آہستہ آواز میں پڑھا کرتے تھے، میں نے کہا کہ اللہ اکبر! تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے اس معاملہ میں وسعت (وسہولت) پیدا فرمادی ہے (ترجمہ ختم)

اور امام ابو یوسف، حضرت امام ابوحنیفہ سے، اور وہ حضرت حماد سے، اور وہ حضرت ابراہیم نخعی سے، اور وہ حضرت ابوعبداللہ جدلی سے، اور وہ حضرت عقبہ بن عمرو اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ اَحْيَانًا مِّنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَوَسْطِهٖ وَآخِرِهٖ لِتَكُوْنَ سَعَةً لِّلْمُسْلِمِيْنَ (كتاب الآثار لابى يوسف) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی رات کے اول حصہ میں اور کبھی درمیانی حصہ میں، اور کبھی آخری حصہ میں وتر پڑھا کرتے تھے، تاکہ مسلمانوں کے لئے وسعت (وسہولت پیدا) ہوجائے (ترجمہ ختم)

یہ روایت سند کے اعتبار سے مضبوط ہے۔ [2]

---

[1] حديث نمبر ۳۳۸، باب فى الاضحىٰ، دارالكتب العلمية، بيروت.

[2] أبو عبد الله الجدلى الكوفى ، اسمه :عبد بن عبد ، وقيل :عبد الرحمن بن عبد.رَوَى عَن : خزيمة بن ثابت (د ت) ، وسلمان الفارسى ، وسُلَيمان بن صرد الخزاعى ، ومعاوية بن أَبى سفيان ، وأبى مسعود الأَنصارِىّ ، وعائشة (ت)،وأم سلمة (ص)رَوَى عَنه :إبراهيم النخعى (د) ، وشمر بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس قسم کی احادیث کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اول حصہ میں وتر اس لئے پڑھا کرتے تھے، کہ اس میں سہولت زیادہ تھی، اور امت کے لئے سہولت اور ضعفاء وکمزوروں کے لئے احتیاط کا راستہ بتلانا تھا۔

اور رات کے آخری حصہ میں وتر اس لئے پڑھا کرتے تھے، کیونکہ اس وقت وتر پڑھنے کی فضیلت زیادہ ہے، مگر یہ فضیلت قوی لوگوں کے لئے ہے، جن کو رات کے آخری حصہ میں پڑھنے کا وثوق واطمینان ہو۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عطية، وعامر الشعبي، وعطاء بن السائب، وعَمْرو بن ميمون الأزدي (ت) على خلاف فيه، ومسلم البطين، ومعبد بن خالد الجدلي، وأبو إسحاق السبيعي (ت ص)قال حرب بن إسماعيل: قيل لأحمد بن حنبل :أبو عبد الله الجدلي معروف؟ قال :نعم ووثقه وَقَال أبو بكر بن أَبي خيثمة، عن يحيى بن مَعِين :ثقة روى له أبو داود، والتِّرْمِذِيّ، والنَّسَائي في "الخصائص(تهذيب الكمال،جز ۳۴ص ۲۵)

أبو عبد الله الجدلي الكوفي .اسمه عبد بن عبد وقيل عبد الرحمن بن عبد....قلت :وذكره ابن حبان في الثقات وقال :روى عنه الحكم بن عتيبة وقال العجلي :بصري تابعي ثقة (تهذيب التهذيب،جز ۱۲ ص ۱۳۳)

[1] (قلت :كان) ، أي :أكان (يوتر أول الليل) ، أي :في أوله (أم في آخره؟ قالت :ربما أوتر في أول الليل) : وهو القليل الأسهل (وربما أوتر في آخره) : وهو الكثير الأفضل بحسب ما رأى فيه من مصلحة الوقت .(قلت :الله أكبر الحمد لله الذي جعل في الأمر سعة، قلت :كان يجهر) ، أي: في الليل (بالقراء ة أم يخفت؟) ، أي :يسر بها (قالت :ربما جهر به) ، أي :في الليل (وربما خفت) ، أي :في ليلتين، أو في ليلة بحسب ما يناسب المقام والحال(مرقاة ج۳ص ۹۴۴، كتاب الصلاة، باب الوتر)

ويستفاد من هذا الحديث فوائد، الأولى :جواز تأخير الغسل إلى وقت الصلاة .الثانية :جواز تأخير الوتر إلى آخر الليل، وبه احتج أصحابنا أن المستحب تأخير الوتر إلى آخر الليل لمن يثق بالانتباه، وإن لم يثق فأول الليل أفضل كما في صحيح مسلم " :من خاف أن لا يقوم آخر الليل فليوتر أوله، ومن طمع أن يقوم آخره فليوتر آخر الليل، فإن صلاة آخر الليل مشهودة، وفيه دليل صريح على التفصيل الذي ذكره أصحابنا وهو الصواب، وتحمل باقي الأحاديث المطلقة على هذا التفصيل الثالثة :ثبوت الخيار للقارئ بين أن يجهر به وبين أن يخافت، فقيل: الجهر أفضل، وقيل :الإخفاء أفضل، والصحيح :أنه مقيد باعتبار زمان القارء ومكانه وحاله، فيراعي الجهر والإخفاء بحسب هذا الاعتبار(شرح ابی داوٗد للعینی ج ۱ ص ۵۰۲، ۵۰۳،كتاب الطهارة، باب :الجنب يؤخر الغسل)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز کے بعد وتر پڑھنا جائز ہے، اور جس شخص کو رات کے آخری حصہ میں (صبح صادق سے پہلے پہلے) وتر پڑھنے کا یقین ہو، اس کے لئے رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھنا افضل ہے۔

اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: مَتٰى تُوْتِرُ؟ قَالَ: أُوْتِرُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَقَالَ لِعُمَرَ: مَتٰى تُوْتِرُ؟ قَالَ: آخِرَ اللَّيْلِ، فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: أَخَذَ هٰذَا بِالْحَزْمِ، وَقَالَ لِعُمَرَ: أَخَذَ هٰذَا بِالْقُوَّةِ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ وتر کس وقت پڑھتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں رات کے اول حصہ میں پڑھتا ہوں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ وتر کس وقت پڑھتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ رات کے آخری حصہ میں پڑھتا ہوں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے احتیاط کو اختیار کیا (جس میں وتر کے قضا ہونے کا شبہ نہیں) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے قوت (وعزیمت والے کام) کو اختیار کیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ أَيَّ حِيْنٍ تُوْتِرُ؟ قَالَ: أَوَّلَ اللَّيْلِ، بَعْدَ الْعَتَمَةِ، قَالَ فَأَنْتَ يَا عُمَرُ؟ فَقَالَ: آخِرَ اللَّيْلِ، فَقَالَ

---

[1] حدیث نمبر ۱۴۳۴، کتاب الصلاۃ، باب فی الوتر، قبل النوم، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، واللفظ لہ، مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۱۱۲۰۔
قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَلَهُ شَاهِدٌ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ "
وقال الذهبی فی التلخیص: علی شرط مسلم.

Idara ghufran

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، أَمَّا أَنْتَ یَا أَبَا بَکْرٍ، فَأَخَذْتَ بِالْوُثْقٰی، وَأَمَّا أَنتَ یَا عُمَرُ، فَأَخَذْتَ بِالْقُوَّۃِ(ابنِ ماجہ) ۱؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ آپ کس وقت وتر پڑھتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ عشاء کے بعد رات کے شروع حصہ میں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر آپ کس وقت پڑھتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ رات کے آخری حصہ میں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر آپ نے تو مضبوط اور یقینی خصلت کو اختیار کیا (جس میں وتر کے قضا ہونے کا اندیشہ نہیں) اور اے عمر آپ نے قوت (یعنی عزیمت والے کام) کو اختیار کیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِأَبِیْ بَکْرٍ: مَتٰی تُوْتِرُ ؟ قَالَ: مِنْ أَوَّلِ اللَّیْلِ بَعْدَ الْعَتَمَۃِ ، قَبْلَ أَنْ أَنَامَ ، وَقَالَ لِعُمَرَ: مَتٰی تُوْتِرُ ؟ قَالَ: مِنْ آخِرِ اللَّیْلِ ، قَالَ لِأَبِیْ بَکْرٍ: أَخَذْتَ بِالْحَزْمِ ، وَقَالَ لِعُمَرَ: أَخَذْتَ بِالْقُوَّۃِ(مصنف ابنِ ابی شیبۃ) ۲؎

۱؎ حدیث نمبر ۱۲۰۲، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب ماجاء فی الوتر اول اللیل، واللفظ لہٗ، مسند احمد حدیث نمبر ۱۴۵۳۵ .

وفی حاشیۃ مسند احمد: إسنادہ حسن من أجل عبد اللہ بن محمد بن عقیل.

۲؎ حدیث نمبر ۶۷۷۲ کتاب الصلاۃ، باب مَنْ قَالَ: یَجْعَلُ الرَّجُلُ آخِرَ صَلَاتِہِ بِاللَّیْلِ وَتْرًا، واللفظ لہٗ، مسند ابی یعلیٰ الموصلی، حدیث نمبر ۱۸۲۱ .

اس روایت کے تمام رجال ثقہ ہیں، سوائے عبداللہ بن محمد بن عقیل کے، جو کہ حسن الحدیث ہیں۔

قال حسین سلیم اسد: اسنادہ حسن (حاشیۃ مسند ابی یعلیٰ)

الحسین ابن علی ابن الولید الجعفی الکوفی المقریء ثقۃ عابد من التاسعۃ مات سنۃ ثلاث أو أربع ومائتین ولہ أربع أو خمس وثمانون سنۃ ع(تقریب التھذیب ج ۱ ص ۱۶۷)

زائدۃ ابن قدامۃ الثقفی أبو الصلت الکوفی ثقۃ ثبت صاحب سنۃ من السابعۃ مات سنۃ ستین وقیل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ کس وقت وتر پڑھتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ عشاء کے بعد رات کے شروع میں ہی، سونے سے پہلے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ کس وقت وتر پڑھتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ رات کے آخر میں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ نے احتیاط ویقین کو اختیار کیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ نے قوت (وعزیمت والے کام) کو اختیار کیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِأَبِيْ بَكْرٍ: مَتٰى تُوْتِرُ؟ قَالَ: أُوْتِرُ ثُمَّ أَنَامُ، قَالَ: بِالْجَزْمِ أَخَذْتَ ، وَسَأَلَ عُمَرَ فَقَالَ: مَتٰى تُوْتِرُ؟ قَالَ: أَنَامُ، ثُمَّ أَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ فَأُوْتِرُ قَالَ: فِعْلَ الْقَوِيِّ فَعَلْتَ (مستدرک حاکم)[1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ کس وقت وتر پڑھتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں (رات کے شروع میں، عشاء کی نماز کے بعد) وتر پڑھتا ہوں، پھر سوجاتا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے (احتیاط و) یقین کو اختیار کیا، اور حضرت عمر رضی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بعدها ع(تقریب التهذیب ج ا ص ۳۱۲)

عبد الله بن محمد بن عقیل، وحدیثه حسن، وفیه کلام(مجمع الزوائد ج۳ص ۱۵۰)

عبد الله بن محمد بن عقیل وفیه کلام وقد وثقه جماعة(مجمع الزوائد ج۲ص ۹۲)

عبد الله بن محمد بن عقیل، وهو مختلف فی الاحتجاج به، وقد وثقه الترمذی واحتج به أحمد وغیره(مجمع الزوائد ج ا ص ۳۱۰)

إسناده حسن من أجل عبد الله بن محمد بن عقیل، فإن حدیثه من قبیل الحسن(حاشیة مسند احمد، تحت حدیث رقم ۶۸۴)

[1] حدیث نمبر ۱۱۲۱، کتاب الوتر، دارالکتب العلمیة، بیروت.

قال الذهبی فی التلخیص: صحیح.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ کس وقت وتر پڑھتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں سو جاتا ہوں، پھر رات کو اٹھ کر وتر پڑھتا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے قوت (وعزیمت) والا کام کیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ أَبَا بَكْرٍ مَتٰى تُوْتِرُ؟ قَالَ: أُصَلِّيْ مَثْنٰى مَثْنٰى، ثُمَّ أُوْتِرُ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُؤْمِنٌ حَذِرٌ وَقَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: كَيْفَ تُوْتِرُ؟ قَالَ: أُصَلِّيْ مَثْنٰى مَثْنٰى، ثُمَّ أَنَامُ حَتّٰى أُوْتِرَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُؤْمِنٌ قَوِيٌّ (المعجم الكبير للطبرانی) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے سوال کیا کہ آپ وتر کس وقت پڑھتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ میں دو دو رکعت (نفلیں) پڑھتا ہوں، پھر سونے سے پہلے وتر پڑھتا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ احتیاط کرنے والا مومن ہے، اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سوال فرمایا کہ آپ کس طرح وتر پڑھتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ میں دو دو رکعت (نفلیں) پڑھتا ہوں، پھر میں سو جاتا ہوں، یہاں تک کہ میں وتر رات کے آخری حصہ میں پڑھتا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوی مومن ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ مسیّب سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ تَذَاكَرَا الْوِتْرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

---

[۱] حدیث نمبر ۸۳۸، مکتبۃ ابنِ تیمیۃ، القاھرۃ.

قال الھیثمی:

رواہ الطبرانی فی الکبیر، وفیہ ابن لھیعۃ وفیہ کلام (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۴۵)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَمَّا أَنَا فَأَنَامُ عَلٰى وِتْرٍ، فَإِنِ اسْتَيْقَظْتُ صَلَّيْتُ شَفْعًا حَتَّى الصَّبَاحِ، وَقَالَ عُمَرُ: لٰكِنِّيْ أَنَامُ عَلٰى شَفْعٍ، ثُمَّ أُوْتِرُ مِنَ السَّحَرِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ بَكْرٍ: حَذِرَ هٰذَا وَقَالَ لِعُمَرَ: قَوِيَ هٰذَا (مصنف عبدالرزاق) [1]

ترجمہ: حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وتر کا ذکر کیا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو وتر پڑھ کر سوتا ہوں، پھر اگر میں رات کو بیدار ہوجاتا ہوں، تو صبح تک دو دو رکعتیں (نفلوں کی) پڑھتا رہتا ہوں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن میں تو نفلوں کی چند رکعتیں پڑھ کر سوجاتا ہوں، پھر میں سحری کے وقت وتر پڑھتا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ انہوں نے احتیاط کو اختیار کیا، اور حضرت عمر سے فرمایا کہ انہوں نے قوت کو اختیار کیا (ترجمہ ختم)

ان مختلف روایات کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات کو سونے سے پہلے وتر پڑھا کرتے تھے، جس کو رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاط سے تعبیر فرمایا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھا کرتے تھے، جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوت وعزیمت کے عمل سے تعبیر فرمایا، پس امت کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عمل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پر ہدایت بھی راہنما ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پر ہدایت بھی۔

پس امت کا ہر فرد اپنی حالت وحیثیت کو پیشِ نظر رکھ کر ان میں سے کسی بھی طریقہ کو اختیار کرسکتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

---

[1] حديث نمبر ۴۶۱۵، كتاب الصلاة، باب :أى ساعة يستحب فيها الوتر، المكتب الاسلامى، بيروت.

Idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

أَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ بِثَلاَثٍ لَا أَدَعُهُنَّ حَتّٰى أَمُوْتَ: صَوْمِ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلَاةِ الضُّحٰى، وَنَوْمٍ عَلٰى وِتْرٍ (بخاری) [1]

ترجمہ: مجھے میرے خلیل (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی کہ میں انہیں مرتے دم تک نہ چھوڑوں، ایک ہر مہینے میں تین روزے، اور دوسرے چاشت کی نماز، اور تیسرے وتر پڑھ کر سونا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةً: أَنْ لَّا أَنَامَ إِلَّا عَلٰى وِتْرٍ، وَصَوْمَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَأَنْ أُصَلِّيَ الضُّحٰى (ترمذی) [2]

ترجمہ: مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں کا عہد لیا، ایک یہ کہ میں وتر پڑھ کر ہی سوؤں، اور دوسرے یہ کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھوں، اور تیسرے یہ کہ میں چاشت کی نماز پڑھوں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكْعَتَيِ الضُّحٰى، وَأَنْ لَّا أَنَامَ إِلَّا عَلٰى وِتْرٍ، وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِّنَ الشَّهْرِ (سنن نسائی) [3]

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چاشت کی رکعتوں کا حکم فرمایا، اور ایک اس بات کا حکم فرمایا کہ میں وتر پڑھ کر ہی سوؤں، اور ایک ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کا حکم فرمایا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابومرہ رحمہ اللہ (مولیٰ ام ھانی) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت

---

[1] حدیث نمبر ۱۱۷۸، کتاب الجمعۃ، باب صلاۃ الضحیٰ فی السفر، دارطوق النجاۃ، بیروت۔

[2] حدیث نمبر ۷۶۰، ابواب الصوم، باب ما جاء فی صوم ثلاثۃ أیام من کل شھر، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی -مصر۔

[3] حدیث نمبر ۲۳۶۹، کتاب الصیام، صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بأبی ھو وأمی، مکتب المطبوعات الإسلامیۃ -حلب۔

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کرتے ہیں کہ:

أَوْصَانِيْ حَبِيْبِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ، لَنْ أَدَعَهُنَّ مَا عِشْتُ: بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلَاةِ الضُّحٰى، وَبِأَنْ لَّا أَنَامَ حَتّٰى أُوْتِرَ (مسلم) [1]

ترجمہ: مجھے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی کہ میں تادمِ حیات ان کو نہ چھوڑوں، ایک تو ہر مہینے میں تین روزوں کی، اور دوسرے چاشت کی نماز کی، اور تیسرے یہ کہ میں اس وقت تک نہ سوؤں جب تک وتر نہ پڑھ لوں (ترجمہ ختم)

وتر سونے سے پہلے پڑھنے کی وصیت، اوراس کا حکم فرمانے کی وجہ یہی تھی، تاکہ رات کو سوتے رہ جانے کی وجہ سے وتر کی انتہائی اہم نماز قضا نہ ہوجائے۔ [2]

اور حضرت ابو مرہ (مولیٰ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ:

أَنَّـهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ ؟ قَالَ: فَسَكَتَ ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَسَكَتَ، ثُمَّ سَأَلَهُ، فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ أَخْبَرْتُكَ كَيْفَ أَصْنَعُ أَنَا، قَالَ: أَخْبِرْنِيْ، قَالَ: إِذَا صَلَّيْتُ الْعِشَاءَ، صَلَّيْتُ بَعْدَهَا خَمْسَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَنَامُ، فَإِنْ قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ، صَلَّيْتُ مَثْنٰى مَثْنٰى، فَإِنْ أَصْبَحْتُ، أَصْبَحْتُ عَلٰى وِتْرٍ (موطأ امام

---

[1] حديث نمبر ٧٢٢، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب استحباب صلاة الضحى، وأن أقلها ركعتان، داراحياء التراث العربى، بيروت.

[2] (فإن قلت) ما الحكمة فى الوصية بالمحافظة على هذه الثلاث (قلت) أما فى صوم ثلاثة أيام من كل شهر إشارة إلى تمرين النفس على جنس الصيام وفى صلاة الضحى إشارة إلى ذلك فى جنس الصلاة وأما فى الوتر قبل النوم إشارة إلى أن ذلك فى المواظبة عليه وفيه إمارة الوجوب ووقته فى الليل وهو وقت الغفلة والنوم والكسل ووقت طلب النفس الراحة(عمدة القارى ج٧ص٢٤٣، كتاب التطوع، باب صلاة الضحى فى الحضر)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

محمد، حدیث نمبر ۲۵۰) [۱]

ترجمہ: حضرت ابومرہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کس طرح پڑھا کرتے تھے؟ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خاموش رہے، پھر ابومرہ نے ان سے (یہی) سوال کیا، تو بھی حضرت ابوہریرہ خاموش رہے، پھر حضرت ابومرہ نے ان سے (یہی) سوال کیا، تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو یہ بتلا دیتا ہوں کہ میں کس طرح عمل کرتا ہوں؟ ابومرہ نے کہا کہ آپ مجھے بتائیے، تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں عشاء کی نماز پڑھ لیتا ہوں تو میں اس کے بعد پانچ رکعات پڑھتا ہوں (یعنی دو نفلیں اور تین وتر) پھر میں سو جاتا ہوں، پھر اگر میں رات کے وقت اٹھتا ہوں، تو دو دو رکعات (نفل) پڑھتا ہوں، اور اگر میں صبح کو اٹھتا ہوں (رات کو نہیں اٹھ پاتا) تو میں وتر پر صبح کرتا ہوں (ترجمہ ختم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بتلانے کے بجائے اپنا عمل بتلایا، کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کا اپنا عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت اور حکم کے مطابق تھا (جیسا کہ پہلے گزرا)

اس سے معلوم ہوا کہ عام حالات میں وتر پڑھ کر سونے میں احتیاط ہے، پھر اگر رات کو تہجد کے لئے آنکھ کھل جائے، تو اٹھ کر تہجد پڑھ لی جائے۔

اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کو سونے سے پہلے اگر نوافل پڑھنی ہوں، تو ان کو وتروں سے پہلے اور وتروں کو آخر میں پڑھنا افضل ہے، تاکہ وتر پر صبح ہو، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ارشاد میں واضح فرمایا۔

اور حضرت ابوعمرو ندبی سے روایت ہے کہ:

---

[۱] باب الوتر، واللفظ لہ، شرح معانی الآثار، حدیث نمبر ۲۰۲۲، کتاب الصلاۃ، باب التطوع بعد الوتر، سنن البیقھی، حدیث نمبر ۴۸۴۷، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۴۶۲۲.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ، يُسْأَلُ عَنِ الْوِتْرِ؟ فَقَالَ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُوتِرُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، فَإِنْ رُزِقْتُ شَيْئًا مِنْ آخِرِهِ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى أُصْبِحَ، أَوْ قَالَ: حَتّٰى يُدْرِكَنِي الصُّبْحُ (مصنف عبدالرزاق) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سنا (جب) ان سے وتر کے بارے میں سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ میں تو رات کے شروع میں وتر پڑھ لیتا ہوں، پھر اگر مجھے رات کے آخری حصہ میں توفیق ہو جائے، تو میں صبح تک یا صبح کے مجھے پانے تک دو دو رکعات (نفلوں کی) پڑھتا ہوں (ترجمہ ختم)

اور حضرت خلاس بن عمرو سے روایت ہے کہ:

فَقَالَ عَمَّارٌ: أَمَّا أَنَا فَأُوتِرُ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ، فَإِنْ رَزَقَنِيَ اللّٰهُ شَيْئًا صَلَّيْتُ شَفْعًا شَفْعًا حَتَّى الصُّبْحِ (مصنف عبدالرزاق) [2]

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو سونے سے پہلے وتر پڑھ لیتا ہوں، پھر اگر اللہ تعالیٰ مجھے کچھ توفیق عطا فرماتے ہیں، تو (رات کو اٹھ کر) دو دو رکعات (نفلوں کی) صبح تک پڑھتا ہوں (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو جمرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، هَلْ يُنْقَضُ الْوِتْرُ؟ قَالَ: إِذَا أَوْتَرْتَ مِنْ أَوَّلِهِ، فَلَا تُوتِرْ مِنْ آخِرِهِ (بخاری) [3]

ترجمہ: میں نے حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے، جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] حدیث نمبر ۴۶۲۰، کتاب الصلاۃ، باب :أی ساعة يستحب فيها الوتر، المكتب الاسلامی، بیروت.

[2] حدیث نمبر ۴۶۲۱، کتاب الصلاۃ، باب :أی ساعة يستحب فيها الوتر،المكتب الاسلامی،بیروت، واللفظ لهٗ، شرح معانی الآثار، حدیث نمبر ۲۰۱۹.

[3] حدیث نمبر ۴۱۷۲، کتاب المغازی، باب غزوة الحديبية، دارطوق النجاة، بیروت.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کے ان صحابۂ کرام میں سے تھے، جنہوں نے بیعتِ رضوان میں شرکت کی تھی، یہ سوال کیا کہ کیا وتر ٹوٹ جاتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ جب آپ رات کے اول حصہ میں وتر پڑھ لیں، تو آپ رات کے آخری حصہ میں وتر نہ پڑھیں (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ رات کو عشاء کے بعد ایک مرتبہ جب وتر پڑھ لئے جائیں، تو دوبارہ وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی، اور رات کے آخری حصہ میں بیدار ہونے کے باوجود رات کے پہلے حصہ میں پڑھے ہوئے وتر رائیگاں نہیں جاتے۔

اور حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا کہ:

لَا وِتْرَانِ فِيْ لَيْلَةٍ (ترمذی) [1]

ترجمہ: ایک رات میں دو مرتبہ وتر نہیں ہیں (ترجمہ ختم)

اس قسم کی احادیث کے پیشِ نظر جمہور فقہائے کرام کا کہنا یہ ہے کہ جو شخص رات کے اول حصہ میں وتر پڑھ کر سوجائے، پھر وہ رات کے آخری حصہ میں بیدار ہو، تو اس کو دوبارہ وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں، بلکہ پہلے پڑھے ہوئے وتر ہی کافی ہیں۔ [2]

---

[1] حدیث نمبر ۴۷۰، ابواب الوتر، باب ما جاء لا وتران فی لیلة، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی -مصر.

[2] قال ثنا یوسف بن ابی یوسف عن ابیه عن ابی حنیفة عن حماد عن ابراهیم ان ابن عمر رضی الله عنهما کان یوتر من اول اللیل فإذا قام سحرا اضاف الی وتره رکعة فبلغ ذلک عائشة رضی الله عنها فقالت یرحم الله ابا عبدالرحمن انه لیلعب بوتره ما علیه لو اوتر اول اللیل فإذا قام سحرا صلی رکعتین رکعتین فإنه یصبح علی وتر (الآثار لیعقوب بن إبراهیم الأنصاری أبو یوسف، حدیث نمبر ۳۳۹)

قال الترمذی: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ العِلْمِ فِي الَّذِی یُوتِرُ مِنْ أَوَّلِ اللَّیْلِ، ثُمَّ یَقُومُ مِنْ آخِرِهِ، فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ: نَقْضَ الوِتْرِ، وَقَالُوا: یُضِیفُ إِلَیْهَا رَکْعَةً وَیُصَلِّی مَا بَدَا لَهُ، ثُمَّ یُوتِرُ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ، لِأَنَّهُ لَا وِتْرَانِ فِي لَیْلَةٍ، وَهُوَ الَّذِی ذَهَبَ إِلَیْهِ إِسْحَاقُ، وَقَالَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بعض احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنا منقول ہے، جن میں سے بعض روایات میں ان دو رکعتوں کو بیٹھ کر پڑھنے کا بھی ذکر ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ :إِذَا أَوْتَرَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَإِنَّهُ يُصَلِّي مَا بَدَا لَهُ وَلَا يَنْقُضُ وِتْرَهُ، وَيَدَعُ وِتْرَهُ عَلَى مَا كَانَ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَابْنِ المُبَارَكِ، وَأَحْمَدَ، وَهَذَا أَصَحُّ، لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَلَّى بَعْدَ الوِتْرِ(ترمذی،حوالہ بالا)

فَهَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ,وَعَائِذُ بْنُ عَمْرٍو ,وَعَمَّارٌ ,وَأَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا , وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ,لَا يَرَوْنَ التَّطَوُّعَ بَعْدَ الْوِتْرِ ,يَنْقُضُ الْوِتْرَ .فَهَذَا أَوْلَى عِنْدَنَا مِمَّا رُوِيَ عَمَّنْ خَالَفَهُمْ ,إِذْ كَانَ ذَلِكَ مُوَافِقًا لِمَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِعْلِهِ وَقَوْلِهِ .وَالَّذِي رُوِيَ عَنِ الْآخَرِينَ أَيْضًا فَلَيْسَ لَهُ أَصْلٌ فِي النَّظَرِ ,لِأَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا أَرَادُوا أَنْ يَتَطَوَّعُوا ,صَلَّوْا رَكْعَةً , فَيَشْفَعُونَ بِهَا وِتْرًا مُتَقَدِّمًا ,قَدْ قَطَعُوا فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَا شَفَعُوا بِهِ ,بِكَلَامٍ ,وَعَمَلٍ ,وَنَوْمٍ ,وَهَذَا لَا أَصْلَ لَهُ أَيْضًا فِي الْإِجْمَاعِ ,فَيُعْطَفُ عَلَيْهِ هَذَا الِاخْتِلَافُ .فَلَمَّا كَانَ ذَلِكَ كَذَلِكَ ,وَخَالَفَهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,مَنْ ذَكَرْنَا ,وَرُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا خِلَافُهُ ,انْتَفَى ذَلِكَ ,وَلَمْ يَجُزِ الْعَمَلُ بِهِ .وَهَذَا الْقَوْلُ الَّذِي بَيَّنَّا ,قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ,وَأَبِي يُوسُفَ ,وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللهُ(شرح معانی الآثار، کتاب الصلاۃ، باب التطوع بعد الوتر)

[1] عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ :سَأَلْتُ عَائِشَةَ، عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ :كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ يُوتِرُ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ (مسلم ،حدیث نمبر ۷۳۸)

حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ يُوتِرُ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَقْرَأُ، ثُمَّ يَرْكَعُ، وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ(صحیح ابن حبان،حدیث نمبر ۲۶۳۴،ذِكْرُ الْإِبَاحَةِ لِلْمَرْءِ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوِتْرِ فِي عَقِبِ تَهَجُّدِهِ بِاللَّيْلِ سِوَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ)

قال شعيب الارنؤوط:

إسناده صحيح على شرطهما .وأخرجه النسائي في "الكبرى "كما في "التحفة " ۱۲/ ۷۱ ۳عن إسحاق بن إبراهيم، بهذا الإسناد.وأخرجه بنحوه البغوي(۹۶۴)من طريق يزيد بن هارون، عن هشام، به .وأخرجه مسلم (۱۲۶)(۷۳۸)في صلاة المسافرين :باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم في الليل، وأبو داود(۱۳۴۰)في الصلاة :باب في صلاة الليل، والنسائي ۳/ ۲۵۱في قيام الليل :باب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ان دو رکعتوں کے بارے میں محدثین اور اہلِ علم کی آراء مختلف ہیں۔
بعض حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وتر کے بعد کی ان دو رکعتوں کو عام نفل یا تہجد کی نماز کے بجائے فجر کی سنتیں ہونا قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إباحة الصلاة بين الوتر وبين ركعتي الفجر، من طرق عن يحيى بن أبي كثير، به نحوه. وأخرجه بنحوه البخاري(۱۱۵۹) في التهجد: باب المداومة على ركعتي الفجر، وأبو داود(۱۳۶۱)في الصلاة: باب في صلاة الليل، من طريق عراک بن مالک، عن أبي سلمة، عن عائشة (حاشية صحيح ابن حبان)

عَنْ أَنَسٍ ,أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَإِذَا زُلْزِلَتْ ,وَفِي الْأُخْرَى بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ .قَالَ لَنَا أَبُو بَكْرٍ :هَذِهِ سُنَّةٌ تَفَرَّدَ بِهَا أَهْلُ الْبَصْرَةِ وَحَفِظَهَا أَهْلُ الشَّامِ(سنن دارقطني،حديث نمبر ۱۷۰۲)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوِتْرِ، وَهُوَ جَالِسٌ يَقْرَأُ فِيهِمَا إِذَا زُلْزِلَتْ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ(المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۸۰۶۵)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ(المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۸۵۹)

[1] وإذا كان هذه الأمور موجودة وأمكن التمسک بها تعين المصير إلى الترجيح ويتأيد بما ذكره البيهقي فيبقى الأمر على ظاهره، ويتعين القصد إلى جعل آخر الصلاة بالليل وتراً.
فإن قيل احتمال كونهما ركعتي الفجر بعيد، لأنه لم ينقل أنه صلى الرواتب جالساً.
قلنا :قد ورد ما يدل على أن المراد بصلاتهما جالساً إنما هو حال القراء ة فيهما فقد أخرج ابن خزيمة في (صحيحه) من طريق يحيى بن أبي كثير عن أبي سلمة عن عائشة رضى الله عنها أنها سئلت عن صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت :(كان يصلي ثلاث عشرة، يصلي ثمان ركعات ثم يوتر ثم يصلي ركعتين وهو جالس فإذا أراد أن يركع قام فركع) وهذه الزيادة تقيد الروايات المطلقة عن عائشة رضى الله عنها وهي صحيحة الإسناد فتعين المصير إلى ما دلت عليه وذلک بحمل المطلق على المقيد.
وقد ثبت في الصحيح أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى النافلة قاعداً، وأنه قال لعبد الله بن عمرو لما سأله عن ذلک، وذكر له حديث صلاة القاعد على النصف من صلاة القائم قال :(أجل ولكني لست كأحدكم) فعرف أنه يختص بكون صلاته النافلة عن قعود يقع له ثوابها تاماً لا على النصف كغيره ممن يصلي النافلة عن قعود بلا عذر، فلو حمل صلاة الركعتين اللتين بعد الوتر جالساً في جميعها لم يقدح في كونهما راتبة الفجر.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

idaraghufran

اور بعض حضرات نے وتر کے بعد نفل کی دو رکعت کو منسوخ قرار دیا ہے، اور ان کا کہنا یہ ہے کہ وتروں کا رات کی آخری نماز ہونا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری سنت ہے، اور وتروں کے بعد ان دو رکعتوں کو پڑھنے کا عمل پہلے کا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقد جنح القرطبي في (المفهم) إلى أن المراد بالركعتين اللتين صلاهما بعد الوتر ركعتا الفجر، قال) :(وقول عائشة رضي الله عنها ثم يصلي ركعتين بعدما يسلم معناه أنه كان يسلم من وتره وهو قاعد، وأرادت بذلك الإخبار بمشروعية السلام، ولم ترد أنه صلى ركعتي الفجر فتهجد) انتهى، ولا يخفي تعسفه(كشف الستر عن حكم الصلاة بعد الوتر لابنِ حجر، ص ۷۴تا۷۶)

[1] عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا أَنَّهَا قَالَتْ " :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ,مِنْهَا رَكْعَتَانِ ,وَهُوَ جَالِسٌ ,وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ , فَذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً "فَقَدْ وَافَقَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا حَدِيثَ أَحْمَدَ بْنِ دَاوُدَ وَقَوْلُهَا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ يَعْنِي قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَهُمَا الرَّكْعَتَانِ اللَّتَانِ ذَكَرَهُمَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ فِي حَدِيثِهِ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيهِمَا بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ وَقَوْلُهَا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ يَعْنِي قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَهُمَا الرَّكْعَتَانِ اللَّتَانِ ذَكَرَهُمَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُد فِي حَدِيثِهِ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيهِمَا بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ (شرح معاني الآثار،حديث نمبر ۱۶۷۸، كتاب الصلاة، باب الوتر)

قولها كان يصلي ثلاث عشرة ركعة يصلي ثمان ركعات ثم يوتر ثم يصلي ركعتين وهو جالس فإذا أراد أن يركع قام فركع ثم يصلي ركعتين بين النداء والإقامة من صلاة الصبح هذا الحديث أخذ بظاهره الأوزاعي وأحمد فيما حكاه القاضي عنهما فأباحا ركعتين بعد الوتر جالسا وقال أحمد لا أفعله ولا أمنع من فعله قال وأنكره مالك قلت الصواب أن هاتين الركعتين فعلهما صلى الله عليه وسلم بعد الوتر جالسا لبيان جواز الصلاة بعد الوتر وبيان جواز النفل جالسا ولم يواظب على ذلك بل فعله مرة أو مرتين أو مرات قليلة ولا تغتر بقولها كان يصلي فإن المختار الذي عليه الأكثرون والمحققون من الأصوليين أن لفظة كان لا يلزم منها الدوام ولا التكرار وإنما هي فعل ماض يدل على وقوعه مرة فإن دل دليل على التكرار عمل به وإلا فلا تقتضيه بوضعها وقد قالت عائشة رضي الله عنها كنت أطيب رسول الله صلى الله عليه وسلم لحله قبل أن يطوف ومعلوم أنه صلى الله عليه وسلم لم يحج بعد أن صحبته عائشة إلا حجة واحدة وهي حجة الوداع فاستعملت كان في مرة واحدة ولا يقال لعلها طيبته في إحرامه بعمرة لأن المعتمر لا يحل له الطيب قبل الطواف بالإجماع فثبت أنها استعملت كان في مرة واحدة كما قاله الأصوليون وإنما تأولنا حديث الركعتين جالسا لأن الروايات المشهورة في الصحيحين وغيرهما عن عائشة مع روايات خلائق من الصحابة في الصحيحين مصرحة بأن آخر صلاته صلى الله عليه وسلم في الليل كان وترا وفي الصحيحين أحاديث كثيرة مشهورة بالأمر بجعل آخر صلاة الليل وترا منها اجعلوا آخر صلاتكم بالليل وترا وصلاة الليل مثنى مثنى فإذا خفت الصبح فأوتر بواحدة وغير ذلك فكيف يظن به صلى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

لیکن کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ وتابعین سے فی الجملہ وتروں کے بعد دو نوافل کا پڑھنا ثابت ہے، اور ممانعت کی کوئی دلیل نہیں، اور نفل نمازوں کے لئے یہ مکروہ وقت بھی نہیں، اس لئے راجح یہ ہے کہ وتروں کے بعد نفل پڑھنا جائز درجہ کا عمل ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الله عليه وسلم مع هذه الأحاديث وأشباهها أنه يداوم على ركعتين بعد الوتر ويجعلهما آخر صلاة الليل وإنما معناه ما قدمناه من بيان الجواز وهذا الجواب هو الصواب وأما ما أشار إليه القاضى عياض من ترجيح الأحاديث المشهورة ورد رواية الركعتين جالسا فليس بصواب لأن الأحاديث إذا صحت وأمكن الجمع بينها تعين وقد جمعنا بينها ولله الحمد(شرح النووى علىٰ مسلم ج۶ ص ۲۱، ۲۲، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبى صلى الله عليه وسلم فى الليل)

واستدل بهذا على أنه لا صلاة بعد الوتر وقد اختلف السلف فى ذلك فى موضعين أحدهما فى مشروعية ركعتين بعد الوتر عن جلوس والثانى فيمن أوتر ثم أراد أن يتنفل فى الليل هل يكتفى بوتره الأول وليتنفل ما شاء أو يشفع وتره بركعة ثم يتنفل ثم إذا فعل ذلك هل يحتاج إلى وتر آخر أو لا فأما الأول فوقع عند مسلم من طريق أبى سلمة عن عائشة أنه صلى الله عليه وسلم كان يصلى ركعتين بعد الوتر وهو جالس وقد ذهب إليه بعض أهل العلم وجعلوا الأمر فى قوله اجعلوا آخر صلاتكم من الليل وترا مختصا بمن أوتر آخر الليل وأجاب من لم يقل بذلك بأن الركعتين المذكورتين هما ركعتا الفجر وحمله النووى على أنه صلى الله عليه وسلم فعله لبيان جواز التنفل بعد الوتر وجواز التنفل جالسا وأما الثانى فذهب الأكثر إلى أنه يصلى شفعا ما أراد ولا ينقض وتره عملا بقوله صلى الله عليه وسلم لا وتران فى ليلة وهو حديث حسن أخرجه النسائى وابن خزيمة وغيرهما من حديث طلق بن على (فتح البارى لابنِ حجر، ج۲ ص ۴۸۰، ۴۸۱،قوله باب الصلاة قبل العيد وبعدها)

وهذا الأمر للاستحباب ,فيستحب للرجل أن يوتر آخر الليل إن وثق بالانتباه، وان يجعله آخر جميع صلاته .وأما ما روى عنه -عليه السلام -أنه كان يداوم على ركعتين بعد الوتر، ويجعلهما آخر صلاة الليل، فالمراد منه :بيان الجواز، وقد تكلمنا فى هذا المقام مستوفى(شرح ابى داوٗد للعينى، ج۵ ص ۳۵۰، كتاب الصلاة، باب فى وقت الوتر)

[1] فَهَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَطَوَّعَ بَعْدَ الْوِتْرِ بِرَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ وَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ نَاقِضًا لِوِتْرِهِ الْمُتَقَدِّمِ ، فَهَذَا أَوْلَى مِمَّا تَأَوَّلَهُ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى وَادَّعَوْهُ مِنْ مَعْنَى حَدِيثِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَهَى وِتْرُهُ إلَى السَّحَرِ) مَعَ أَنَّ ذَلِكَ أَيْضًا لَيْسَ بِهِ خِلَافٌ عِنْدَنَا لِهَذَا ، لِأَنَّهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ وِتْرُهُ يَنْتَهِي إلَى السَّحَرِ ثُمَّ يَتَطَوَّعُ بَعْدَهُ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ .
فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ :يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ تَيْنِكَ الرَّكْعَتَانِ هُمَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ ، فَلَا يَكُونُ ذَلِكَ مِنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ قِيلَ لَهُ :لَا يَجُوزُ ذَلِكَ مِنْ جِهَتَيْنِ أَمَّا أَحَدُهُمَا :فَلِأَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامٍ إنَّمَا سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور اگرچہ بعض حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھنے کی روایات کی وجہ سے وتروں کے بعد دو رکعت اور ان کو بھی بیٹھ کر پڑھنے کو سنت یا مستحب قرار دیا ہے، لیکن اکثر محدثین وفقہائے کرام وتروں کے بعد دو رکعتوں کے پڑھنے کو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ ، فَكَانَ ذَلِكَ مِنْهَا جَوَابًا لِسُؤَالِهِ وَإِخْبَارًا مِنْهَا إِيَّاهُ ، عَنْ صَلَاتِهِ بِاللَّيْلِ كَيْفَ كَانَتْ .وَالْجِهَةُ الْأُخْرَى :أَنَّهُ لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ جَالِسًا ، وَهُوَ يُطِيقُ الْقِيَامَ ؛ لِأَنَّهُ بِذَلِكَ تَارِكٌ لِقِيَامِهَا ، وَإِنَّمَا يَجُوزُ أَنْ يُصَلِّيَ قَاعِدًا وَهُوَ يُطِيقُ الْقِيَامَ مَا لَهُ أَنْ لَا يُصَلِّيَهُ أَلْبَتَّةَ ، وَيَكُونُ لَهُ تَرْكُهُ ، فَهُوَ كَمَا لَهُ تَرْكُهُ بِكَمَالِهِ ، يَكُونُ لَهُ تَرْكُ الْقِيَامِ فِيهِ .فَأَمَّا مَا لَيْسَ لَهُ تَرْكُهُ فَلَيْسَ لَهُ تَرْكُ الْقِيَامِ فِيهِ .فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ تَيْنِكَ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَطَوَّعَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْوِتْرِ كَانَتَا مِنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ ، وَفِي ذَلِكَ مَا وَجَبَ بِهِ قَوْلُ الَّذِينَ لَمْ يَرَوْا بِالتَّطَوُّعِ فِي اللَّيْلِ بَعْدَ الْوِتْرِ بَأْسًا وَلَمْ يَنْقُضُوا بِهِ الْوِتْرَ(شرح معانی الآثار،کتاب الصلاۃ،بَابُ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْوِتْرِ)

عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ ؛ أَنَّهُ كَانَ لاَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوِتْرِ ، إِلَّا رَكْعَتَيْنِ(مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۶۷۸۰،کتاب الصلاہ، باب فِي الصَّلاَةِ بَعْدَ الْوِتْرِ)

حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ :سَأَلَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ عَنْهُمَا عَطَاءً؟ فَقَالَ :أَنْتُمْ تَفْعَلُونَهُمَا ؟ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۶۷۸۲ ،کتاب الصلاہ، باب فِي الصَّلاَةِ بَعْدَ الْوِتْرِ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ :إِنَ اسْتَطَعْتَ أَنْ لاَ تُصَلِّيَ صَلاَةً إِلَّا سَجَدْتَ بَعْدَهَا سَجْدَتَيْنِ ، فَافْعَلْ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۶۷۸۳،کتاب الصلاہ، باب فِي الصَّلاَةِ بَعْدَ الْوِتْرِ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ :رَأَيْتُهُ يَسْجُدُ بَعْدَ وَتْرِهِ سَجْدَتَيْنِ(مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۶۷۸۴،کتاب الصلاہ، باب فِي الصَّلاَةِ بَعْدَ الْوِتْرِ)

البيهقي وهو من الشافعية جنح إلى النسخ فقال :باب من قال يجعل آخر صلاته وتراً، وأن الركعتين بعد الوتر تركتا، ثم ساق حديث ابن عمر رضى الله عنهما (اجعلوا آخر صلاتكم بالليل وتراً) ثم ساق حديث أبي إسحاق عن الأسود عن عائشة رضي الله عنها (اجعلوا آخر صلاتكم بالليل وتراً) ثم ساق حديث (الأسود بن يزيد) أنه دخل على عائشة ليسألها عن صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت) :(كان يصلي ثلاث عشرة ثم يصلي إحدى عشرة ركعة وترك ركعتين ثم قبض حتى قبض وهو يصلي من الليل تسع ركعات وآخر صلاته من الليل الوتر.أخرجه أبو داود عن مؤمل بن هشام عن إسماعيل بن إبراهيم عن منصور بن عبد الرحمن عن أبي إسحاق، وقد أخرجه ابن خزيمة في صحيحه عن مؤمل بن هشام بهذا الإسناد لكن قال عن مسروق بدل الأسود .قال البيهقي :وقول أبي داود أولى بالصواب(كشف الستر عن حكم الصلاة بعدا لوتر لابن حجر، ص ۷۲،۷۳)

(وعن عائشة قالت :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بواحدة) ، أي :مع شفع قبلها جمعا بينه وبين الأحاديث السالفة، (ثم يركع) ، أي :يصلي (ركعتين يقرأ فيهما وهو جالس، فإذا أراد أن يركع قام فركع) : قال ابن حجر :لا ينافي ما قبله ;لأنه كان تارة يصليهما في جلوس من غير قيام،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جائز تو قرار دیتے ہیں، مگر ان کے سنت ومستحب ہونے کے قائل نہیں۔

اور ہمارے نزدیک دلائل کے لحاظ سے یہی راجح ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وتارة يقوم عند إرادة الركوع اهـ .ولعله كان كله قبل قوله -عليه الصلاة والسلام " :اجعلوا آخر صلاتكم بالليل وترا "أو فعله لبيان الجواز (مرقاة، ج٣ص٩٥٧، كتاب الصلاة، باب الوتر)

عَنْ مُجَاهِدٍ ؛ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ السَّجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْوِتْرِ ؟ فَقَالَ :هَذَا شَيْءٌ قَدْ تُرِكَ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ٦٧٨٨ ،كتاب الصلاه، باب فِي الصَّلاَةَ بَعْدَ الْوِتْرِ)

وقد اختلف أهل العلم فى الصلاة بعد الوتر فكان قيس بن عباد يقول : أقرأ وأنا جالس أحب إلى من أن أصلى بعدما أوتر ، وكان مالك بن أنس لا يعرف الركعتين بعد الوتر ، وقال الأوزاعى : إن شاء ركعة ، وقال أحمد بن حنبل : أرجو إن فعله إنسان لا يضيق عليه ، وقال أحمد : لا أفعله .

قال أبو بكر :الصلاة فى كل وقت جائزة إلا وقتا نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصلاة فيه ، والأوقات التى نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصلاة فيها وقت طلوع الشمس ، ووقت الزوال ، ووقت غروب الشمس ، والصلاة فى سائر الأوقات طلق مباح ، ليس لأحد أن يمنع فيها إلا بحجة ، ولا حجة مع من كره الصلاة بعد الوتر ، فدل فعله هذا على أن قوله : اجعلوا آخر صلاتكم وترا على الاختيار لا على الإيجاب ، فنحن نستحب أن يجعل المرء آخر صلاته وترا ، ولا نكره الصلاة بعد الوتر ، وقائل هذا قائل بالخبرين جميعا (الاوسط لابن المنذر، تحت حديث رقم ٢٦٤٠)

(قوله :ولا يكره تهجد ولا غيره بعد وتر) هذا لا يفيد ندب ترك التنفل بعد الوتر ، وقد صرح به فى العباب تبعا للمجموع ، والتحقيق كما بينه فى شرحه فقال ويندب أن لا يتنفل بعد وتره (وصلاته صلى الله عليه وسلم ركعتين بعده جالسا) لبيان الجواز اهـ وعبارة التحقيق بعد أن قال ولو أوتر ثم تهجد لم ينقضه ويقال نقضه أول قيامه بركعة ثم يوتر بعده اهـ ما نصه ولو أوتر ثم أراد نفلا جاز بلا كراهة ويستحب أن لا يتعمد صلاة بعده ، وأما حديث مسلم (أن النبى صلى الله عليه وسلم صلى ركعتين بعد الوتر جالسا) ففعله لبيان الجواز والذى واظب عليه وأمر به جعل آخر صلاة الليل وترا اهـ .(حاشية ابن قاسم العبادى على تحفة المحتاج فى شرح المنهاج ، ج٢ص٢٢٨، ٢٢٩، كتاب الصلاة،باب فى صلاة النفل)

[1] اور جنہوں نے اس کو بدعت ومکروہ قرار دیا، غالباً ان کی مراد بھی سنت ومستحب سمجھنے کی صورت میں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ الْقَاسِمِ ؛ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوِتْرِ ؟ فَحَلَفَ بِاللَّهِ إِنَّهُمَا لَبِدْعَةٌ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ٦٧٨١ ،كتاب الصلاه، باب فِي الصَّلاَةَ بَعْدَ الْوِتْرِ)

عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِي ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؛ أَنَّهُ كَرِهَ الصَّلاَةَ بَعْدَ الْوِتْرِ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ٦٧٨٥ ،كتاب الصلاه، باب فِي الصَّلاَةَ بَعْدَ الْوِتْرِ)

عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ ، قَالَ :لَأَنْ أَقْعُدَ بَعْدَ الْوِتْرِ فَأَقْرَأُ ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ صَلاَةٍ بَعْدَ الْوِتْرِ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ٦٧٨٦، كتاب الصلاه، باب فِي الصَّلاَةَ بَعْدَ الْوِتْرِ)

وقد جزم جماعة من أصحاب أحمد بأنهما سنة من آخرهم ابن تيمية وهو خلاف الراجح من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

خلاصہ یہ کہ مستحب اور افضل طریقہ یہ ہے کہ عشاء کے بعد جتنے نوافل پڑھنا چاہے، وتر سے پہلے پڑھ لے، اور وتر آخر میں پڑھے، اس کے بعد نوافل نہ پڑھے، اگر پڑھ لے، تو جائز

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المذاهب الثلاثة فی المشهور عنهم وأغرب ابن القیم صاحب ابن تیمیة، فقال فی (الهدی النبوی) (معه علی)الخلاف :والصواب أن هاتین الرکعتین تجریان مجری السنة وتکمیل الوتر، فإن الوتر عبادة مستقلة، ولا سیما عند من قال بوجوبه، فتجری الرکعتین مجری سنة المغرب بعد المغرب، لأنه بسبب أنها (وتر) النهار، والرکعتان بعدها تکمیل لها فکذلک الرکعتان بعد الوتر .انتهی. ولم أر له فیه سلفاً إلا ما سأذکره قریباً عن بعض الشافعیة فی إضافته إیاهما إلی الوتر(کشف الستر عن حکم الصلاة بعد الوتر لابنِ حجر، ص۶۵)

وفی شرح الطیبی قال أحمد :لا أفعلهما ولا أمنع فعلهما .وأنکره مالک، قال النووی :هاتان الرکعتان فعلهما رسول الله صلی الله علیه وسلم جالسا لبیان جواز الصلاة بعد الوتر، وبیان جواز النفل جالسا، ولم یواظب علی ذلک، وأما رد القاضی عیاض روایة الرکعتین فلیس بصواب ;لأن الأحادیث إذا صحت وأمکن الجمع بینها تعین، وقد جمعنا ثم قال :ولا تغتر بمن یعتقد سنیة هاتین الرکعتین ویدعو إلیه لجهالته وعدم أنسه بالأحادیث الصحیحة(مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، ج۲ص ۹۴۲، کتاب الصلاة، باب الوتر)

وهذا الحدیث محمول علی أنه صلی الله علیه وسلم صلی الرکعتین بعد الوتر بیانا لجواز الصلاة بعد الوتر ویدل علیه أن الروایات المشهورة فی الصحیحین عن عائشة مع روایة خلائق من الصحابة رضی الله عنهم فی الصحیحین مصرحة بأن آخر صلاة النبی صلی الله علیه وسلم فی اللیل کانت وترا وفی الصحیحین أحادیث کثیرة بالامر بکون آخر صلاة اللیل وترا کقوله صلی الله تعالی علیه وسلم "اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وترا وقد تقدم قریبا عن الصحیحین "کقوله صلی الله علیه وسلم "صلاة اللیل مثنی مثنی فإذا خفت الصبح فأوتر بواحدة "روياه فی الصحیحین من روایة ابن عمر رضی الله عنهما فکیف یظن بالنبی صلی الله علیه وسلم مع هذه الأحادیث وأشباهها أنه کان یداوم علی رکعتین بعد الوتر وإنما معناه ما ذکرناه أولا من بیان الجواز وإنما بسطت الکلام فی هذا الحدیث لأنی رأیت بعض الناس یعتقد أنه یستحب صلاة رکعتین بعد الوتر جالسا ویفعل ذلک ویدعو الناس إلیه وهذه جهالة وغباوة أنسه بالأحادیث الصحیحة وتنوع طرقها وکلام العلماء فیها فاحذر من الاغترار به واعتمد ما ذکرته أولا وبالله التوفیق(المجموع شرح المهذب، ج۴ص ۱۶، ۱۷، باب صلاة التطوع)

وقال مولانا شیخ الهند محمود حسن رحمه الله تعالی :الرکعتان مع الوتر لیستا قطعة من صلاة اللیل، بل هما اللتان تصلیان بعد الوتر قاعدا .وقد کان رحمه الله تعالی یجری هذا الجواب فی حدیث عروة أیضا .قلت :أما الأحادیث فی الرکعتین بعد الوتر فقد بلغت إلی الأربع وکلها صحاح، إلا أنی لم أختر هذا التوجیه، لأن مالکا رحمه الله تعالی أنکرهما ولم یخرج لهما فی موطئه شیئا، ورآه وهما مخالفا لقوله صلی الله علیه وسلم اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وترا فإنه صریح فی أن الوتر ینبغی أن یکون فی آخر صلاة اللیل، وحینئذ لو سلم ثبوت الرکعتین بعده لزم أن یکون

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہے، مگر نہ تو دو رکعت کی تخصیص ہے، اور نہ ہی ان نوافل کا وتر کے ساتھ تعلق ہے، بلکہ یہ عام جائز اوقات کی طرح کی نوافل ہیں (کذا فی احسن الفتاویٰ ج۳ص۵۰۶)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الآخر هما هاتان، وتفوت آخرية الوتر والبخاري رحمه الله تعالى وإن أخرجهما في كتابه إلا أنه لم يبوب على هذا اللفظ.

وقد تحقق عندي :أن البخاري رحمه الله تعالى إذا يخرج لفظا ويكون فيه ضعف عنده لا يترجم عليها، فهذا أيضا دليل على ضعف في المسألة عنده .ثم إن السلف أيضا كانوا مختلفين فيها، فحملها على هاتين الركعتين، وإن كان ممكنا في حديث ابن عباس رضي الله عنه، إلا أني تركته لما علمت آنفا .أما في حديث عروة فحملها على هاتين الركعتين مشكل، فإن عروة ممن ينكرهما رأسا كما هو في قيام الليل للمروزي، فهاتان غير ما في حديث عروة قطعا .إن أمكن حملهما عليهما في غير حديثه، إلا أني لما لم أحملهما في حديث عروة على الركعتين بعد الوتر لما علمت، وجعلتهما من صلاة الليل .لهذا المعنى أحببت أن تكون شاكلة الجواب في كلها واحدة، وإن أمكن الحمل عليهما في حديث ابن عباس رضي الله عنه(فيض الباري شرح البخاري، كتاب العلم، باب السمر في العلم)

والآن أتعرض إلى رواية عن عائشة ، قالت :كان يوتر بخمس لا يجلس إلا في آخرهن ، فقال المدرسون :إن ثلاثاً منها وتر وركعتين منها ركعتا النفل جالساً بعد الوتر .أقول :إن قطع الثلاث في حديث عائشة من الخمس متعيّن ولكن الركعتين لا أقول :إنهما اللتان يؤتى بهما جالساً بعد الوتر ، وجواب المدرسين نافذ بلا ريب فإن الركعتين جالساً بعد الوتر ثابتتان في الصحيحين أيضاً ولكني لا أرضى بهذا الجواب ، ووجه عدم الرضا هو أن مالكاً ينكر الركعتين جالساً بعد الوتر مع كون ثبوتهما في الصحيحين ، وسأل عنهما أحمد ؛ فقال :لا أصليهما ولو صلاهما أحد لا أنكر عليه ، وأما البخاري فأخرج حديثهما ولكنه لم يبوب عليهما ، وظني أن وجه عدم تبويبه هو عدم اختياره إياهما ، وأما الشافعي وأبو حنيفة فلم يرد عنهما فيهما شيء ، وأيضاً حديث عائشة حديث الباب عن عروة بن الزبير ، ولم أجد في رواية من روايات عروة الركعتين جالساً ، ولذا أنكرهما مالك فإنه أخرج حديث عائشة في موطأه بسند عروة ، فعندي أن الركعتين ركعتان قبل الوتر وإنما جمع الراوي بين الوتر وبين الركعتين قبل الوتر لعدم الوقفة الطويلة بينهما من وقفة النوم أو غيرها من وقفة الوضوء أو السواك أو أخرى ، وحمل الركعتين على هذا المحتمل عندي أقرب من حملهما على ما حمل المدرسون وأما قطع الثلاث من الخمس فمتيقن والتردد في محمل الركعتين وثبت الركعتان قبل الوتر في الخارج كما في الطحاوي عن أبي هريرة أن لا يكون الوتر خالياً عن شيء قبل الوتر فتم الجواب عن حديث الباب ، وأما حديث الباب عن عروة فأعلّه مالك بن أنس كما نقل في شرح المواهب وأبو عمر في التمهيد ، وحديث الباب أخرجه مالك في موطأه وليست فيه هذه الزيادة وفي شرح المواهب أن هشاماً روى هذه الزيادة ، حين خرج من الحجاز

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اورنوافل کا بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے، لیکن اگر کھڑے ہونے میں کوئی عذر نہ ہو، تو قولی احادیث

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

إلى العراق فبلغت الزيادة ، مالك بن أنس فقال مالك :إن هشاماً حين ذهب إلى العراق نسمع منه أنه يروى أشياء منكرة(العرف الشذى ، ج ا ص ٤٣٠)

ومنها ، الركعتان بعد الوتر ، فظاهر كلام أحمد أنه لا يستحب فعلهما ، وإن فعلهما إنسان جاز .قال الأثرم :سمعت أبا عبد الله يسأل عن الركعتين بعد الوتر ، قيل له :قد روى عن النبى صلى الله عليه وسلم من وجوه ، فما ترى فيهما ؟ فقال :أرجو إن فعله إنسان أن لا يضيق عليه ، ولكن يكون وهو جالس ، كما جاء الحديث .قلت :تفعله أنت ؟ قال :لا ، ما أفعله .وعدهما أبو الحسن الآمدى من السنن الراتبة .والصحيح أنهما ليستا بسنة ؛ لأن أكثر من وصف تهجد النبى صلى الله عليه وسلم لم يذكرهما ؛ من ذلك حديث ابن عباس ، وزيد بن خالد ، وعائشة ، فيما رواه عنهما عروة وعبد الله بن شقيق ، والقاسم ، واختلف فيه عن أبى سلمة ، وأكثر الصحابة ومن بعدهم من أهل العلم على تركهما .ووجه الجواز ، ما روى سعد بن هشام ، عن عائشة ، (أن النبى صلى الله عليه وسلم كان يصلى من الليل تسع ركعات ، ثم يسلم تسليما يسمعنا ، ثم يصلى ركعتين بعدما يسلم ، وهو قاعد ، فتلك إحدى عشرة ركعة) . وقال (أبو سلمة :سألت عائشة عن صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت :كان يصلى ثلاث عشرة ركعة ، يصلى ثمانى ركعات ، ثم يوتر ، ثم يصلى ركعتين وهو جالس ، فإذا أراد أن يركع قام فركع ثم يصلى ركعتين بين النداء والإقامة من صلاة الصبح). رواهما مسلم .وروى ذلك أبو أمامة أيضا ، وأوصى بهما خالد بن معدان ، وكثير بن مرة الحضرمى ، وفعلهما الحسن ، فهذا وجه جوازهما (المغنى لابن قدامة، ج٣ص ٣٢١)

وَأَمَّا الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الْوِتْرِ جَالِسًا ، فَقِيلَ :هُمَا سُنَّةٌ قَدَّمَهُ ابْنُ تَمِيمٍ ، وَصَاحِبُ الْفَائِقِ ، وَهُوَ مِنْ الْمُفْرَدَاتِ ، وَعَدَّهُمَا الْآمِدِيُّ مِنْ السُّنَنِ الرَّوَاتِبِ قَالَ فِي الرِّعَايَةِ :وَهُوَ غَرِيبٌ قَالَ الْمَجْدُ فِي شَرْحِهِ :عَدَّهُمَا بَعْضُ الْأَصْحَابِ مِنْ السُّنَنِ الرَّوَاتِبِ وَالصَّحِيحُ مِنْ الْمَذْهَبِ :أَنَّهُمَا لَيْسَتَا بِسُنَّةٍ ، وَلَا يُكْرَهُ فِعْلُهُمَا نَصَّ عَلَيْهِ اخْتَارَهُ الْمُصَنِّفُ(الإنصاف للمرداوى، ج٢ص ١٨٠ ، كتاب الصلاة،بَابُ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ)

ويجوز فعل ركعتين بعد الوتر جالسا ولا يستحب فى قول الأكثر وعدها الآمدى من السنن الرواتب قال فى الرعاية وهو غريب(المبدع فى شرح المقنع،ج٢ص ٢١،باب صلاة التطوع)

احسن الفتاویٰ میں ہے کہ:

دراصل یہ نوافل آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وتر کے بعد کبھی کبھار بیانِ جواز کے لئے پڑھے ہیں، اگرچہ بہتر اور اولیٰ یہی ہے کہ وتر کے بعد نفل نہ پڑھے جائیں، تاخیرِ وتر کی روایات، خصوصاً وہ روایات جن میں تاخیرِ وتر کا امر موجود ہے، مثلاً ''اجعلوا آخر صلاتکم من اللیل وترا'' وغیرہ سے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں یہ غلط فہمی ہوسکتی تھی کہ وتر کو آخر الصلوات بنانا واجب ہے کما ہو مقتضی الامر، اس غلط فہمی کو دور کرنے لئے محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی سبق دے کر یہ سمجھا دیا کہ یہاں امر اولویّت اور استحباب کے لئے ہے، وجوب کے لئے نہیں (اعدل الانظار فی الشفع بعد الایتار، مشمولہ: احسن الفتاویٰ ج٣ص ٥٠٣)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کی رُو سے بیٹھ کر پڑھنے میں کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلہ میں آدھا ثواب ہے۔ [1]

---

[1] عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ :سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :صَلَاةُ الْقَائِمِ أَفْضَلُ وَصَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ (ابن خزيمه، حديث نمبر ١٢٣٦)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ، وَصَلَاةُ النَّائِمِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَاعِدِ وَهَذَا الْحَدِيثُ لَا نَعْلَمُهُ يُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ النَّائِمِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَاعِدِ إِلَّا فِي هَذَا الْحَدِيثِ، وَإِنَّمَا يُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وجُوهٍ فِي صَلَاةِ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ (مسند البزار، حديث نمبر ٣٥١٣)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَرَأَى أُنَاسًا يُصَلُّونَ قُعُودًا، فَقَالَ :صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ (ابن ماجه، حديث نمبر ١٢٣٠، كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا، بَابُ صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ)

أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ :قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهِيَ مُحَمَّةٌ، فَحُمَّ النَّاسُ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ، وَالنَّاسُ قُعُودٌ يُصَلُّونَ .فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :صَلَاةُ الْقَاعِدِ نِصْفُ صَلَاةِ الْقَائِمِ، فَتَجَشَّمَ النَّاسُ الصَّلَاةَ قِيَامًا (مسند احمد، حديث نمبر ١٢٣٩٥)

فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد رجاله ثقات رجال الشيخين.

عَنِ السَّائِبِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ (مسند احمد، حديث نمبر ١٥٥٠١)

فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح لغيره.

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ، قَالَ :رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُصَلِّي قَاعِدًا فَقَالَ :صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى نِصْفِ صَلَاةِ الْقَائِمِ فَتَجَشَّمَ النَّاسُ الْقِيَامَ (المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ٦٨٨)

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ " :صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ، مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ (مسند احمد، حديث نمبر ٢٥٨٤٩)

فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح لغيره.

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو -قَالَ سُفْيَانُ :أُرَاهُ -عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ ": صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ (مسند احمد، حديث نمبر ٦٨٠٨)

فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

رہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض اوقات نوافل بیٹھ کر پڑھنا، تو اولاً تو بعض احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوافل کو ضعف وکمزوری اور تعب وتھکن کی وجہ سے بیٹھ کر ادا فرمایا ہے۔ [1]

دوسرے بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا عذر نوافل بیٹھ کر ادا کرنے کی صورت میں آدھا ثواب حاصل ہونے کے قاعدے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ تھے (کصوم الوصال) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نوافل ادا کرنے میں بھی پورا ثواب ہی حاصل ہوتا تھا۔

جہاں تک دوسرے لوگوں کا تعلق ہے، تو ان کو بلا عذر بیٹھ کر نوافل پڑھنے کی صورت میں آدھا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ :صَلَاةُ الْقَاعِدِ نِصْفُ صَلَاةِ الْقَائِمِ (السنن الکبریٰ للنسائی، حدیث نمبر ۱۳۷۲)

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :صَلَاةُ الْقَاعِدِ مِثْلُ نِصْفِ صَلَاةِ الْقَائِمِ (المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر ۱۳۱۲۲)

عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ الْكَاهِلِيِّ، قَالَ :صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ (مصنف ابن ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۴۶۷۲، باب صلاۃ القاعد عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ)

وَذَلِكَ عِنْدَنَا وَاللهُ أَعْلَمُ عَلَى الْمُصَلِّي تَطَوُّعًا قَاعِدًا وَهُوَ يُطِيقُ أَنْ يُصَلِّيَ قَائِمًا، فَيَكُونُ لَهُ بِذَلِكَ نِصْفُ مَا يَكُونُ لَهُ لَوْ صَلَّى قَائِمًا ,وَلَيْسَ هُوَ عَلَى صَلَاتِهِ قَاعِدًا، وَهُوَ لَا يُطِيقُ الْقِيَامَ، ذَلِكَ صَلَاتُهُ قَاعِدًا فِيمَا يُكْتَبُ لَهُ مِنَ الثَّوَابِ بِهَا كَصَلَاتِهِ إِيَّاهَا قَائِمًا ;لِأَنَّهُ هَاهُنَا قَدْ قَصَدَ إِلَى الْقِيَامِ وَقَصَّرَ بِهِ عَنْهُ فَاسْتَحَقَّ مِنَ الثَّوَابِ مَا يَسْتَحِقُّهُ لَوْ صَلَّاهَا قَائِمًا ,فَكَانَ إِذَا كَانَ يُطِيقُ الْقِيَامَ فَصَلَّى قَاعِدًا قَدْ تَرَكَ الْقِيَامَ اخْتِيَارًا فَلَمْ يُكْتَبْ لَهُ ثَوَابُهُ ,وَكُتِبَ لَهُ ثَوَابُ الْمُصَلِّي قَاعِدًا عَلَى صَلَاتِهِ كَذَلِكَ (شرح مشکل الآثار للطحاوی، تحت رقم حدیث ۱۶۹۴، بَابُ بَيَانِ مُشْكِلِ مَا رُوِيَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِي كَيْفِيَّةِ الصَّلَاةِ الخ)

[1] عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ :وَالَّذِي تَوَفَّى نَفْسَهُ تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا تُوُفِّيَ حَتَّى كَانَتْ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ قَاعِدًا إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ، وَكَانَ أَعْجَبُ الْعَمَلِ إِلَيْهِ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ الْعَبْدُ، وَإِنْ كَانَ يَسِيرًا (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۶۵۹۹)

عَنْ عَائِشَةَ، "أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَجْدَةً، وَكَانَ أَكْثَرَ صَلَاتِهِ قَائِمًا، فَلَمَّا كَبُرَ وَثَقُلَ، كَانَ أَكْثَرَ صَلَاتِهِ قَاعِدًا (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۴۷۱۵)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ثواب ہی حاصل ہوتا ہے۔ [1]

[1] عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ :حُدِّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ ، قَالَ :فَأَتَيْتُهُ، فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي جَالِسًا، فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ :مَا لَكَ؟ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو قُلْتُ :حُدِّثْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَّكَ قُلْتَ: صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلَى نِصْفِ الصَّلَاةِ ، وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا، قَالَ :أَجَلْ، وَلَكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ(مسلم، حديث نمبر ٧٣٥)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي جَالِسًا قُلْتُ لَهُ حُدِّثْتُ أَنَّكَ تَقُولُ " :صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى نِصْفِ صَلَاةِ الْقَائِمِ "؟ قَالَ " :إِنِّي لَيْسَ كَمِثْلِكُمْ (مسند احمد، حديث نمبر ٦٥١٢)

فی حاشية مسند احمد:

إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين، غير هلال بن يساف، وأبی يحيی -وهو الأعرج، واسمه مصْدع -فمن رجال مسلم.

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :لاَ تُوَاصِلُوا قَالُوا :إِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ: لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ، وَأُسْقَى، أَوْ إِنِّي أَبِيتُ أُطْعَمُ وَأُسْقَى(بخاری، حديث نمبر ١٩٦١)

قال ابن حجر :ومحله فی غير نبينا صلى الله عليه وسلم، أما هو فمن خصائصه أن تطوعه غير قائم كهو قائما ;لأن الكسل مأمون فی حقه .قلت :كونه من الخصائص يحتاج إلى دليل آخر، وإلا فظاهر البشرية أنه يشارك نوعه، نعم هو مأمون من الكسل المانع عن العبادة المفروضة عليه، وأما أمنه من مطلق الكسل فمحل بحث مع أنه لا يلزم من عدم الكسل عدم الضعف والعذر أعم منهما ; إذ ثبت أنه تورمت قدماه من الصلاة فنزلت :(طه -ما أنزلنا عليك القرآن لتشقى) (طه: ١،٢)أی: لتتعب، وقد روى الترمذی عن عائشة :أن النبی صلى الله عليه وسلم لم يمت حتى كان أكثر صلاته، أی النافلة وهو جالس ، وروى عنها أيضا أنه عليه الصلاة والسلام كان إذا لم يصل بالليل منعه من ذلك النوم، أو غلبته عيناه صلى من النهار اثنتی عشرة ركعة .وقد قال تعالى :(قل إنما أنا بشر مثلكم) (الكهف:١١٠) فلا بد للتخصيص من دليل قاطع وإلا فالأصل مشاركته عليه الصلاة والسلام مع أمته فی الأحكام، نعم الحديث الآتی فی أول الفصل الثالث يدل على اختصاصه بأن ثوابه لا ينقص، وهو يحتمل أنه أعم من أن يكون بعذر أو بغير عذر، ويحتمل أن يكون محمولا على أنه لم يصل قاعدا بغير عذر أبدا، فلا يكون مثل غيره ;لأن غيره قد يصلی قاعدا بغير عذر والله أعلم (مرقاة، جزء٣، صفحه ٩٣٦، كتاب الصلاة، باب القصد فی العمل)

(قلت :حدثت يا رسول الله) ، أی :حدثنی الناس (أنك قلت " :صلاة الرجل قاعدا على نصف الصلاة ") : وكذا هنا بلفظ " :على "("وأنت تصلی قاعدا ") : ومن المعلوم أن أعمالك لا تكون إلا على وجه الأكمل وطريق الأفضل، فهل تحديثهم صحيح وله تأويل صريح أم لا؟ (قال " : أجل ") ، أی :نعم الحديث ثابت، أو نعم قد قلت ذلك .("ولكنی لست كأحد منكم ") : يعنی هذا من خصوصياتی أن لا ينقص ثواب صلواتی على أی وجه تكون من جلواتی، وذلك فضل الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پس آج کل جو بعض لوگ بغیر کسی عذر کے وتروں کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھنے کو سنت یا مستحب

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يؤتيه من يشاء ، قال تعالى :(وكان فضل الله عليك عظيما(مرقاة ج۳ص ۹۳۹، كتاب الصلاة، باب القصد فى العمل)

فإن قيل احتمال كونهما ركعتى الفجر بعيد، لأنه لم ينقل أنه صلى الرواتب جالساً.

قلنا :قد ورد ما يدل على أن المراد بصلاتهما جالساً إنما هو حال القراء ة فيهما فقد أخرج ابن خزيمة فى (صحيحه) من طريق يحيى بن أبى كثير عن أبى سلمة عن عائشة رضى الله عنها أنها سئلت عن صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت :(كان يصلى ثلاث عشرة، يصلى ثمان ركعات ثم يوتر ثم يصلى ركعتين وهو جالس فإذا أراد أن يركع قام فركع) وهذه الزيادة تقيد الروايات المطلقة عن عائشة رضى الله عنها وهى صحيحة الإسناد فتعين المصير إلى ما دلت عليه وذلك بحمل المطلق على المقيد .وقد ثبت فى الصحيح أن النبى صلى الله عليه وسلم صلى النافلة قاعداً، وأنه قال لعبد الله بن عمرو لما سأله عن ذلك، وذكر له حديث صلاة القاعد على النصف من صلاة القائم قال:(أجل ولكنى لست كأحدكم) فعرف أنه يختص بكون صلاته النافلة عن قعود يقع له ثوابها تاماً لا على النصف كغيره ممن يصلى النافلة عن قعود بلا عذر، فلو حمل صلاة الركعتين اللتين بعد الوتر جالساً فى جميعها لم يقدح فى كونهما راتبة الفجر.

وقد جنح القرطبى فى (المفهم) إلى أن المراد بالركعتين اللتين صلاهما بعد الوتر ركعتا الفجر، قال:(وقول عائشة رضى الله عنها(ثم يصلى ركعتين بعدما يسلم معناه أنه كان يسلم من وتره وهو قاعد، وأرادت بذلك الإخبار بمشروعية السلام، ولم ترد أنه صلى ركعتى الفجر فتهجد)انتهى، ولا يخفى تعسفه(كشف الستر عن حكم الصلاة بعد الوتر لابنِ حجر، ص ۷۴تا۷۶)

(قوله أجر غير النبى -صلى الله عليه وسلم -) أما النبى -صلى الله عليه وسلم -فمن خصائصه أن نافلته قاعدا مع القدرة على القيام كنافلته قائما؛ ففى صحيح مسلم عن عبد الله بن عمرو قلت : حدثت يا رسول الله أنك قلت :صلاة الرجل قاعدا على نصف الصلاة وأنت تصلى قاعدا، قال : أجل، ولكنى لست كأحد منكم بحر ملخصا :أى لأنه تشريع لبيان الجواز؛ وهو واجب عليه(ردالمحتار، ج۲ ص۳۷، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

(وعن عائشة قالت :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بواحدة) ، أى :مع شفع قبلها جمعا بينه وبين الأحاديث السالفة، (ثم يركع) ، أى :يصلى (ركعتين يقرأ فيهما وهو جالس، فإذا أراد أن يركع قام فركع) : قال ابن حجر :لا ينافى ما قبله ;لأنه كان تارة يصليهما فى جلوس من غير قيام، وتارة يقوم عند إرادة الركوع اهـ .ولعله كان كله قبل قوله -عليه الصلاة والسلام " :اجعلوا آخر صلاتكم بالليل وترا "أو فعله لبيان الجواز(مرقاة، ج۳ص۹۵۷، كتاب الصلاة، باب الوتر)

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے کہ:

> اگر کھڑے ہو کر پڑھے گا تو پورا ثواب ہوگا، اور اگر بیٹھ کر پڑھے گا تو آدھا ثواب ملے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مرتبہ بیٹھ کر پڑھے ہیں، مگر آپ کو بیٹھ کر پڑھنے میں بھی ثواب پورا ہوتا تھا (فتاویٰ رشیدیہ ص۳۷۱، مبوب بطرزِ جدید)

Idara Ghufran

وافضل یا زیادہ ثواب کا باعث سمجھتے ہیں، یہ دلائل کے لحاظ سے راجح نہیں ہے۔ [۱]

وهٰذا عندی آخر الکلام فی هٰذا المقام

فقط، واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم واحکم

محمد رضوان

۷/ ربیع الآخر/۱۴۳۲ھ 13 / مارچ/ 2011ء بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی

---

[۱] اس سلسلہ میں چند فتاویٰ ملاحظہ ہوں:

اس حدیث سے بالتخصیص ان نوافل بعد الوتر میں قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہوا، رہا یہ کہ رکوع کے قبل جلوس فرماتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ قرائت طویل پڑھتے تھے، اور آخر عمر میں ضعف بڑھ گیا تھا، یہ جلوس اس عارض کی وجہ سے تھا، اور جب قرب رکوع کا ہوتا تھا، چونکہ وہ عارض مرتفع ہوجاتا تھا تو پھر کھڑے ہوجاتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ مقصود اصل میں قیام تھا، ورنہ جو لوگ بیٹھ کر پڑھنے کو افضل کہتے ہیں، وہ اس قیام کے بھی قائل نہیں، اور روایتِ مذکورہ کا اطلاق بھی اس کا مؤید ہے، غرض عوام بلکہ خواص میں جو اس کے خلاف مشہور ہے، اس کی کوئی دلیل نہیں، اور بعض رسائل اردو فارسی میں جو لکھ دیا ہے، وہ کسی معتبر جگہ سے نقل نہیں کیا گیا (امداد الفتاویٰ جلد ا صفحہ ۳۰۵)

اور ابنِ ماجہ اور امام احمد نے ''کان یصلیہا وہو جالس'' جو روایت کی ہے، ہمارے نزدیک یہ جلوس تعبداً نہ تھا، بلکہ بوجہ تکان وغیرہ کے تھا، اور ''کان'' ہمیشہ استمرار کے لئے نہیں ہوتا، جو دوام ثابت ہو (امداد الاحکام جلد ا، صفحہ ۶۰۸)

یہ احادیثِ مبارکہ ایک قاعدہ کلیہ بیان کرتی ہیں، لہٰذا اصولِ ترجیح کے مطابق اس قاعدہ کو واقعہ جزئیہ پر ترجیح ہوگی، نیز یہ احادیث قولی ہیں، اور قولی کی ترجیح فعلی پر مسلّم ہے، لہٰذا ان میں تخصیص کی بجائے یہ زیادہ بہتر ہے کہ فعلی احادیث کو بیانِ جواز پر محمول کیا جائے، بالخصوص جبکہ آخری حدیث میں یہ تصریح ہے کہ قعود میں بھی پورا ثواب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی، امت کے لئے وہی قاعدہ کلیہ ہے ''للقاعد نصف اجر القائم'' امام العصر حضرت گنگوہی اور حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرّہما کا بھی یہی فتویٰ ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۰۱، امداد الفتاویٰ ج اص ۳۰۳ تا ۳۰۵) حضرت مولانا محمد اسحاق کا بھی یہی مختار تھا ''کما فی ناشئۃ اللیل'' (حاشیہ فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۰۱) (اعدل الانظار فی الشفع بعد الایتار، مشمولہ: احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۰۷)

جائز دونوں طرح ہے، کھڑے ہوکر بھی، بیٹھ کر بھی، لیکن کھڑے ہوکر پڑھنے سے پورا ثواب ملتا ہے، اور بیٹھ کر پڑھنے سے اس کا نصف ثواب ملتا ہے، لہٰذا کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے (فتاویٰ محمودیہ مبوب جلد ۷ صفحہ ۲۲۹)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نمازِ وتر کی تین رکعات کا ثبوت

سوال

نماز وتر کی تین رکعات ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کا شرعاً کیا ثبوت ہے؟ بعض لوگ اس کا انکار کرتے ہیں، اور طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں۔
اس لئے تفصیلی جواب درکار ہے۔

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وتر کی تین رکعتوں کا ہونا اور اسی طرح ان تین رکعتوں کو ایک سلام کے ساتھ پڑھنا کئی صحیح اور صریح حدیثوں اور صحابہ و تابعین کے عمل سے ثابت ہے، مگر کئی متعصب لوگ ان کو غیر ثابت کہتے ہیں، حالانکہ ان کو غیر ثابت کہنا درست نہیں۔

البتہ بعض احادیث وروایات میں دو پر سلام پھیرنے، اور ایک رکعت الگ سے پڑھنے کا ذکر آیا ہے، اور ان کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن حنفیہ نے ایک سلام کے ساتھ تین رکعت وتر والی احادیث وروایات کو احتیاط اور دوسرے اصولوں کی وجہ سے ترجیح دی ہے۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عام عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ آپ وتر کی نماز تہجد کے بعد ادا فرمایا

---

[1] یہ واضح رہنا ضروری ہے کہ احادیث میں وتر کا لفظ دو معنیٰ میں استعمال ہوا ہے، ایک خاص وتر کے لئے اور دوسرے رات کی عام اس نماز کے لئے جس میں تہجد کے ساتھ وتر بھی شامل ہیں، اور اس فرق کے ملحوظ نہ ہونے کی وجہ سے بعض حضرات کو کئی شبہات پیدا ہو جاتے ہیں (ملاحظہ ہو: درسِ ترمذی، ج۲ ص۲۱۳، وص۲۱۵)

قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ " :مَعْنَى مَا رُوِىَ أَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ، قَالَ: إِنَّمَا مَعْنَاهُ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّى مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مَعَ الوِتْرِ، فَنُسِبَتْ صَلَاةُ اللَّيْلِ إِلَى الوِتْرِ (سنن الترمذی، ابواب الوتر ،بَابُ مَا جَاءَ فِى الوِتْرِ بِسَبْعٍ)

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کرتے تھے،اور وتر و تہجد دونوں مسجد کے بجائے گھر میں ادا فرماتے تھے۔

لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد اور وتر کی نماز کے متعلق صحیح صورتِ حال اُن حضرات کے ذریعہ سے معلوم کی جا سکتی ہے، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے وقت تہجد اور وتر کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات میں سے ہونے کے باعث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کو تہجد اور وتر کے معمول کے بارے میں عام صحابہؑ کرام کے مقابلہ میں زیادہ واقف تھیں، اس لئے پہلے ان کی احادیث و روایات کو ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا (بخاری) [1]

ترجمہ: انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رمضانُ المبارک (کی رات) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی ہوتی تھی؟

---

[1] حدیث نمبر ۱۱۴۷، کتاب الجمعة ؛باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ،دارطوق النجاۃ، بیروت،مسلم ،حدیث نمبر ۷۳۸،باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوداؤد،حدیث نمبر ۱۳۴۱ ؛باب فی صلاۃ اللیل ، ترمذی،حدیث نمبر ۴۳۹ ؛باب ما جاء فی وصف صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل، نسائی،حدیث نمبر ۱۶۹۷ ؛باب کیف الوتر بثلاث،مسند احمد حدیث نمبر ۲۴۰۷۳، مؤطا امام مالک، باب صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الوتر.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ (رمضان کی کیا خصوصیت؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھتے کچھ نہ پوچھو کہ وہ کتنی حسین وطویل ہوتی تھیں، پھر چار رکعتیں پڑھتے کچھ نہ پوچھو کہ وہ کتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں، پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں تین رکعت سے وتر مراد ہیں، اور باقی رکعتیں صلاۃ اللیل اور تہجد کی ہیں۔ البتہ بعض روایات میں رات کی نماز کی رکعات کے بارے میں اس مذکورہ تعداد سے کچھ کم وبیش تعداد کا ذکر ہے، جو کہ دراصل مختلف اوقات وحالات پر محمول ہیں۔ [1]

---

[1] اور بعض روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو رات کو وتروں سمیت تیرہ رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے، ان میں دو رکعتیں فجر کی سنتوں کی بھی شامل ہیں، یا تیرہ کا ذکر اس وجہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات ہلکی پھلکی مزید دو رکعتیں بھی پڑھا کرتے تھے، اور اس طرح ان کی تعداد تیرہ بن جاتی تھی، چنانچہ بعض روایات میں تیرہ رکعتوں میں سے دو رکعتوں کے فجر کی سنتیں ہونے کا، اور بعض روایات میں فجر کی سنتوں کے علاوہ مزید دو ہلکی پھلکی رکعتیں پڑھنے کا صراحتاً ذکر ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ,قَالَتْ " :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِتِسْعٍ فَلَمَّا بَلَغَ سِنًّا وَثَقُلَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ "(شرح معانی الآثار، حدیث نمبر ۱۶۹۱، باب الوتر)

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِتِسْعِ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ، وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ الْوِتْرِ يَقْرَأُ فِيهِمَا، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ، فَرَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ(ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۳۵۱)

أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهُ سَمِعَهَا تَقُولُ :إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِتِسْعِ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، فَلَمَّا ضَعُفَ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ(سنن نسائی، حدیث نمبر ۱۷۲۲)

عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ " :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِتِسْعٍ، فَلَمَّا أَسَنَّ وثَقُلَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۴۰۴۲)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ :كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ، فَلَمَّا كَبُرَ وَضَعُفَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَفِي البَابِ عَنْ عَائِشَةَ :حَدِيثُ أُمِّ سَلَمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ(ترمذی، حدیث نمبر ۴۵۷)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّيْ إِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو (وتروں سمیت) تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے، پھر جب فجر کی اذان سنتے تو دو ہلکی پھلکی (فجر کی دو سنت) رکعتیں پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا الْوِتْرُ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے، ان میں (تین) وتر اور دو فجر کی سنتیں ہوا کرتی تھیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن ابی قیس کی روایت میں مختلف حالات واوقات کی مختلف تعداد کا ذکر ہے، جو کہ تمام روایات کی جامع ہے۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يُوتِرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ فَلَمَّا كَبُرَ وَضَعُفَ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ أَوْ سَبْعٍ شَكَّ إسحاق(مسند إسحاق بن راهويه، حديث نمبر ۸۹۲)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ :قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُوتِرُ بِتِسْعٍ حَتَّى إِذَا بَدَّنَ وَكَثُرَ لَحْمُهُ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ(مسند احمد، حديث نمبر ۲۲۳۱۳)

والمراد بالوتر فى الاحاديث المذكورة ،صلاة اللَّيْلِ مَعَ الوِتْرِ، فَنُسِبَتْ صَلَاةُ اللَّيْلِ إِلَى الوِتْرِ، كما مر.وسيأتى فى حديث قاسم بن محمد عن عائشة.

[1] حديث نمبر ۱۱۷۰ ،كتاب الجمعة،باب مايقرأ فى ركعتى الفجر، دارطوق النجاة، بيروت.

[2] حديث نمبر ۱۱۴۰ ،كتاب الجمعة،باب كيف كان صلاة النبى صلى الله عليه وسلم وكم كان النبى صلى الله عليه وسلم يصلى من الليل، دارطوق النجاة، بيروت.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سَأَلْتُ عَائِشَةَ: بِكَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ؟ قَالَتْ: بِأَرْبَعٍ وَّثَلَاثٍ، وَسِتٍّ وَّثَلَاثٍ، وَثَمَانٍ وَّثَلَاثٍ، وَعَشْرَةٍ وَّثَلَاثٍ، وَلَمْ يَكُنْ يُوْتِرُ بِأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَلَا أَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ، وَكَانَ لَا يَدَعُ رَكْعَتَيْنِ (مسند احمد)[1]

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے وتر (یعنی صلاۃُ اللیل مع الوتر) پڑھا کرتے تھے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ (کبھی) چار اور تین پڑھا کرتے تھے، اور (کبھی) چھ اور تین، اور (کبھی) آٹھ اور تین، اور (کبھی) دس اور تین، اور تیرہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، اور نہ سات سے کم، اور (فجر سے پہلے کی) دو رکعتوں کو نہیں چھوڑتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جن دو رکعتوں کے نہ چھوڑنے کا ذکر فرمایا، وہ فجر سے پہلے کی دو رکعات ہیں، جن کی دوسری روایات میں وضاحت پائی جاتی ہے۔[2]

اس روایت میں مختلف اوقات وحالات کی تعداد کو ذکر کر دیا گیا ہے، جس سے دوسری روایات

---

[1] حدیث نمبر ۲۵۱۵۹، مؤسسة الرسالة، بیروت، واللفظ لہٗ، ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۳۶۲، شرح معانی الآثار، حدیث نمبر ۱۶۹۷.

فی حاشیة مسنداحمد: إسناده صحیح علی شرط مسلم.

[2] قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: وَلَمْ يَكُنْ يُوتِرُ بِرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، قُلْتُ: مَا يُوتِرُ؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يَدَعُ ذٰلِكَ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَحْمَدُ: وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ (سنن أبی داوٗد، کتاب الصلاة، بَابٌ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يُوتِرُ بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ، وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ، وَثَمَانٍ وَثَلَاثٍ، وَعَشْرٍ وَثَلَاثٍ، لَمْ يَكُنْ يُوتِرُ بِأَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ وَلَا بِأَفْضَلَ مِنْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَكَانَ لَا يَتْرُكُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ (مسند الشامیین للطبرانی، حدیث نمبر ۱۹۱۸)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِكَمْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُوتِرُ فَقَالَتْ بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ وَبِسِتٍّ وَثَلَاثٍ وَثَمَانٍ وَثَلَاثٍ وَعَشْرٍ وَثَلَاثٍ وَلَمْ يَكُنْ يُوتِرُ بِأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَلَا أَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ وَكَانَ لَا يَدَعُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (مسند اسحاق بن راهويه، حدیث نمبر ۱۶۷۷)

Idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

میں موجود ظاہری ٹکراؤ کا جواب بھی معلوم ہو گیا۔ ؎۱

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مختلف اوقات وحالات کی تعداد کو ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ تین رکعت کو ہر ایک کے ساتھ ذکر فرمایا، جس سے مراد وتر ہیں، کیونکہ مغرب کی نماز کے علاوہ کوئی فرض ونفل نماز وتر اور طاق عدد نہیں۔

جس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ وتر کی تین رکعات پڑھا کرتے تھے۔ ؎۲

؎۱ وهـذا أصـح مـا وقفت عليه من ذلک وبه يجمع بين ما اختلف عن عائشة من ذلک والله أعلم قـال الـقـرطـبـي أشـكـلـت روايـات عـائـشة عـلى كثير من أهل العلم حتى نسب بعضهم حديثها إلى الاضـطـراب وهـذا إنما يتم لو كان الراوي عنها واحدا أو أخبرت عن وقت واحد والصواب أن كل شـيء ذكـرته من ذلک محمول على أوقات متعددة وأحوال مختلفة بحسب النشاط وبيان الجواز والله أعلم وظهر لي أن الحكمة في عدم الزيادة على إحدى عشرة أن التهجد والوتر مختص بصلاة الـليل وفرائض النهار الظهر وهي أربع والعصر وهي أربع والمغرب وهي ثلاث وتر النهار فناسب أن تـكـون صـلاة الـلـيـل كـصلاة النهار في العدد جملة وتفصيلا وأما مناسبة ثلاث عشرة فبضم صلاة الـصبـح لـكونها نهارية إلى ما بعدها (فتح الباري لابن حجر ج۳ص ۲۱، قوله باب كيف صلاة الليل وكم كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي بالليل)

ودل أيـضـا أنـه كـان يـصلي إحدى عشرة ركعة سوى ركعتي الفجر وهما سنة فتكون الجملة ثلاث عشـرة ركعة فإن قلت في (الموطأ) مـن حـديـث هـشـام عنها أنه كان يصلي ثلاث عشرة ركعة ثم يصلي إذا سمع نداء الصبح ركعتين وسيأتي في باب ما يقرأ في ركعتي الفجر عن عبد الله بن يوسف عـن مـالـک بـه فتـكـون الـجملة خمس عشرة ركعة قلت لعل ثلاث عشرة بإثبات سنة العشاء التي بـعـدهـا أو أنـه عـد الـركـعتين الخفيفتين عند الافتتاح أو الركعتين بعد الوتر جالسا(عمدة القاري، كتاب التهجد، باب كيف صلاة الليل وكيف كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي من الليل)

وَقَوْلُهَا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ يَعْنِي قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَهُمَا الرَّكْعَتَانِ اللَّتَانِ ذَكَرَهُمَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُد فِي حَدِيثِهِ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيهِمَا بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ (شرح معاني الآثار، باب الوتر)

وَقَدْ جَاء ثَلَاث عَشْرَة رَكْعَة فَيُحْمَل عَلَى أَنَّ هَذَا كَانَ أَحْيَانًا أَوْ لَعَلَّهُ مَبْنِيّ عَلَى عَدّ الرَّكْعَتَيْنِ الْخَفِيفَتَيْنِ اللَّتَيْنِ يَبْدَأ بِهِمَا صَلَاة اللَّيْل مِنْ صَلَاة اللَّيْل أَحْيَانًا وَتَرْكه أُخْرَى وَعَلَى كُلّ تَقْدِير فَهَذِهِ الْهَيْئَة لِصَلَاةِ اللَّيْل لَا بُدّ مِنْ حَمْلهَا عَلَى أَنَّهَا كَانَتْ أَحْيَانًا وَإِلَّا فَقَدْ جَاءَتْ هَيْئَات أُخَر فِي قِيَام اللَّيْل(حاشية السندي على ابن ماجة تحت حديث رقم ۱۳۴۸)

؎۲ فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ ذِكْرُهَا لَمَّا كَانَ يُصَلِّيهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ مِنَ التَّطَوُّعِ وَتَسْمِيَتُهَا إِيَّاهُ وِتْرًا إِلَّا أَنَّهَا قَدْ فَصَلَتْ بَيْنَ الثَّلَاثِ وَبَيْنَ مَا ذَكَرَتْ مَعَهَا وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ إِلَّا لِأَنَّ الثَّلَاثَ كَانَ لَهَا مَعْنًى بَائِنٌ مِنْ مَعْنَى مَا قَبْلَهَا(شرح معاني الآثار، باب الوتر، تحت حديث ۱۶۹۷)

فثبت بـمـجموع الروايات عن عائشة رضي الله عنها ان الوتر ثلاث ركعات بتسليمة واحدة (اعلاء السنن، ج۶ ص۳۵، باب الايتار بثلاث الخ)

idaraghufran

اور ان روایات سے بظاہر متبادر یہی ہے کہ وتر کی تینوں رکعتیں ایک سلام کے ساتھ ہوتی تھیں۔ [۱]

کیونکہ ان تین رکعات کو دوسری رکعتوں سے الگ کر کے ذکر کیا گیا ہے، بالخصوص جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایات میں اس کی مکمل وضاحت بھی پائی جاتی ہے۔ [۲]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ، يَقْرَأُ فِي الْأُوْلٰى سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَآ أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (المعجم الاوسط للطبرانی) [۳]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھا کرتے تھے، پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ، اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون، اور تیسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

یہ حدیث ایک دوسری سند کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی خزاعی رضی اللہ عنہ سے براہِ راست صحیح سند کے ساتھ بھی مروی ہے۔ [۴]

وتروں کی تین رکعات اور ہر رکعت میں ایک سورت پڑھنے کی وضاحت وصراحت ہونے

---

[۱] والمتبادر أن الوتر ثلاث بسلام واحد (حاشية مسند احمد، تحت حديث رقم ۲۴۰۷۳)

[۲] اور اگر اس کے برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول دو سلاموں کے ساتھ وتر کی تین رکعتیں پڑھنے کا ہوتا، تو یہ ایک غیر معمولی بات ہوتی، اور اس کا روایت میں ضرور ذکر ہوتا، اور اس صورت میں وتر کو تین رکعات نہ بتلایا جاتا۔

[۳] حديث نمبر ۴۲۸۵، دارالحرمين، القاهرة.

[۴] عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، فَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ "(مسند احمد، حديث نمبر ۱۵۳۵۴)

في حاشية مسند احمد:

إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير عزرة وهو ابن عبد الرحمن الخزاعي فمن رجال مسلم بهز هو ابن أسد العَمِّي وهمام هو ابن يحيى العوذي.

Idaraghufran

سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی تین رکعتیں پڑھا کرتے تھے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ تینوں رکعتیں مغرب کی طرح دو رکعات پر قعدے اور تیسری رکعت پر ہی سلام پھیرنے کے ساتھ ہوتی تھیں۔

کیونکہ دو پر سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت الگ ہو جاتی ہے، ایسی صورت میں تین وتر پڑھنے کے بجائے ایک وتر پڑھنا کہا جاتا۔

اور حضرت عبدالعزیز بن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، وَفِي الثَّانِيَةِ بِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: میں نے اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتروں میں کون سی سورتیں پڑھتے تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ، دوسری میں قل یا ایها الکفرون اور تیسری میں قل هو الله احد اور معوذتین پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عمرہ رحمہ اللہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ، يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ،

---

[1] حدیث نمبر ۲۵۹۰۶، مؤسسة الرسالة، بیروت، واللفظ لهٗ، ترمذی حدیث نمبر ۴۲۵، ابنِ ماجه حدیث نمبر ۱۱۶۳.
فی حاشية مسند احمد: صحيحٌ لغيره، دون قوله: والمُعَوِّذَتَين.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (سنن دار قطنی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے، پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ، دوسری میں قل یٰایھا الکٰفرون اور تیسری میں قل ھوا للہ احد، اور معوذتین پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

ملحوظ رہے کہ اکثر احادیث وروایات میں وتروں کی تیسری رکعت میں صرف قل ھواللہ احد پڑھنے کا ذکر ہے، معوذتین پڑھنے کا ذکر نہیں، اس لئے اہلِ علم حضرات نے تیسری رکعت میں صرف سورہ اخلاص پڑھنے کو راجح قرار دیا ہے۔

اور حضرت اسود، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى مِنَ الْوِتْرِ بِأُمِّ الْكِتَابِ، وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (مسند الامام الاعظم، برواية الحارثي، ج۲ص۴۹۸، حديث نمبر ۷۹۳)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور سبح اسم ربک الاعلیٰ، اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل یٰایھا الکٰفرون اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل ھوا للہ احد پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ان احادیث میں بھی تین رکعات وتر پڑھنے کا ذکر ہے، اور ان میں قرائت کی بھی تفصیل مذکور ہے، مگر درمیان میں سلام پھیرنے یا ایک رکعت کے الگ سے پڑھنے کا ذکر نہیں، جس سے اسی کی تائید ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتروں کی تین

---

[1] حديث نمبر ۱۶۷۲، كتاب الوتر، ما يقرأ في ركعات الوتر والقنوت فيه، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ لهٗ؛ مستدرک حاکم، حديث نمبر ۱۱۴۴.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه.
وقال الذهبي في التلخيص: رواته ثقات عنه وهو على شرط البخاري ومسلم.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

رکعتیں ایک سلام کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔

اور دو پر سلام نہ پھیرنے کی بعض صریح اور واضح احادیث آگے آتی ہیں۔ [1]

چنانچہ حضرت سعد بن ہشام رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَـائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ (نسائی) [2]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سعد بن ہشام سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس حدیث کے تمام رجال ثقہ ہیں۔ [3]

---

[1] وفيــه إشــارـة إلى أن الثلاث بسـلام واحد، وإلا لقـالـت :فـي ركعة بـــ (قل هو اللـه أحد) (الإخلاص: ۱) والمعوذتين(مرقاة، ج۳ص۹۴۸، كتاب الصلاة، باب الوتر)

[2] حـديـث نـمبـر ۱۶۹۸، كتـاب قيـام الـليـل وتـطـوع الـنهـار، بـاب كيف الوتر بثلاث، مكتب الـمطبوعات الإسلامية -حـلـب، والـلـفـظ لـهٗ، السنن الكبرىٰ للنسائى حديث نمبر ۱۴۰۰، سنن الـدارقـطـنـى حـديث نمبر ۱۶۶۵، سنن البيهقى حديث نمبر ۴۸۱۴، المؤطا للامام محمد، حديث نمبر ۲۶۶، مصنف ابن ابى شيبة، حديث نمبر ۶۹۱۲.

[3] چنانچہ نسائی کی سند یہ ہے:

أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ :حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَ :حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ.

سعید بن ابی عروبہ، قتادہ، زرارہ بن اوفیٰ اور سعد بن ہشام، اور بشر بن مفضل بخاری ومسلم کے رجال میں سے ہیں۔

اور اسماعیل بن مسعود جحدری جو کہ امام نسائی کے شیخ ہیں، وہ بھی ثقہ ہیں۔

إسـمـاعيل بن مسعود الجحدرى بصرى يكنى أبا مسعود ثقة من العاشرة مات سنة ثمان وأربعين (تقريب التهذيب ج ۱ ص ۹۹)

اور مؤطا امام محمد کی سند اور رجال کا حال درجِ ذیل ہے:

قال محمد :أخبـرنا سعيدبن أبى عروبة عن قتادة عن زرارة بن أبى أوفى عن سعيد بن هشام عن عائشة (موطأ الإمام محمد بن الحسن)

قوله :أخبـرنـا سعيد بن أبى عروبة بفتح العين وضم الراء وسكون الواو -اسـمه مهران بالكسر - الـعـدوى مولى بنى عدى بن يشكر أبو النضر البصرى قال ابن معين والنسائى وأبو زرعة :ثقة وقال ابن أبى خيثمة :أثبت الناس فى قتادة سعيد بن أبى عروبة وهشام الدستوائى وقال أبو داود

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسَلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الطيالسي :كان أحفظ أصحاب قتادة وقال أبو حاتم :هو قبل أن يختلط ثقة وذكره ابن حبان في " الثقات "وقال مات سنة١٥٥ هـ وبقي في اختلاطه خمس سنين كذا في "تهذيب التهذيب "قوله :عن قتادة هو ابن دعامة -بكسر الدال المهملة وخفة العين المهملة -كما ضبطه الفتني في " المغني "ابن قتادة بن عزيز أبو الخطاب السدوسي البصري الضرير الأكمه المفسر ولد أكمه وحدث عن أنس رضي الله عنه وعبد الله بن سرجس رضي الله عنه وسعيد بن المسيب وغيرهم وعنه مسعر وأبو عوانة وهشام الدستوائي وسعيد بن أبي عروبة وغيرهم قال ابن سيرين :كان أحفظ الناس وقال أحمد :عالم بالتفسير وباختلاف العلماء ووصفه بالحفظ والفقه وأطنب في ذكره وكان من أجلة الثقات عالما بالعربية واللغة وأيام العرب والأنساب مات بواسط بالطاعون سنة ١١٨ هـ وقيل :سنة١١٧ هـ كذا في "تذكرة الحفاظ "للذهبي وله ترجمة طويلة مشتملة على ثناء الناس عليه في "تهذيب التهذيب "وغيره

قوله :عن زرارة بضم الزاء المعجمة وفتح الرائين المهملتين بينهما ألف كما ذكر في "المغني " ابن أبي أوفى هكذا في بعض النسخ وفي كثير من النسخ المصححة ابن أوفى وكذا ذكره في " التهذيب "وغيره أنه زرارة بن أوفى العامري أبو حاجب البصري وثقه النسائي والعجلي وابن حبان وغيرهم مات سنة ٩٣هـ على ما ذكره ابن سعد وقيل غير ذلك

قوله :عن سعيد بن هشام هكذا وجدنا في النسخ الحاضرة والذي في "تهذيب الكمال "و" تهذيبه "و "تقريبه "و "تذهيبه "و "الكاشف "و "جامع الأصول "وكتاب "الثقات "لابن حبان أن اسمه سعد -بدون الياء -بن هشام بن عامر الأنصاري المدني ابن عم أنس روى عن أبيه وعائشة وابن عباس وسمرة وأنس وغيرهم وعنه زرارة والحسن البصري وثقه النسائي وابن سعد استشهد بمكران -بضم الميم -بلدة بالهند وكذا هو في كتاب "الحجج "(التعليق الممجد على المؤطا للامام محمد، تحت حديث رقم ٢٦٦)

اور باقی کتب کی اسناد درج ذیل ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ، عَنْ سَعِيدٍ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ زُرَارَةَ ، عَنْ سَعدِ بْنِ هِشَامٍ ، عَنْ عَائِشَةَ ، (مصنف ابن ابی شیبة)

حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدِ بْنُ صَاعِدٍ ,ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمَانَ ,ثنا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ,ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ,ثنا قَتَادَةُ ,ح وَثنا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ,ثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ , ثنا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ قَيْسٍ ,ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ,عَنْ قَتَادَةَ ,عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى ,عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ ,عَنْ عَائِشَةَ ,قَالَتْ :(دارقطنی)

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، وَأَبُو سَعِيدِ بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَا :ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ثنا يَحْيَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ، أنبأ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، ثنا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ(سنن البيهقی)

Idaraghufran

الْـأُوْلَيَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے (ترجمہ ختم)

امام حاکم اور علامہ ذہبی کی تصریح کے مطابق یہ روایت سند کے اعتبار سے بخاری ومسلم کی شرط پر ہے۔ [2]

اور امام حاکم ہی نے ایک روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُوْتِرُ بِثَلاثٍ لاَ يُسَلِّمُ إِلَّا فِيْ آخِرِهِنَّ وَهٰذَا وِتْرُ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَعَنْهُ أَخَذَهُ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ (مستدرک حاکم) [3]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور سلام فقط آخری رکعت میں پھیرتے تھے (اس کے بعد امام حاکم فرماتے ہیں)

اور یہی امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بھی وتر ہیں، انہیں سے وتروں کو اہلِ مدینہ نے لیا ہے (ترجمہ ختم)

یہ حدیث بھی پہلی حدیث کے مطابق ہے، اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے تین وتروں کے پڑھنے کا ذکر آگے آتا ہے۔ [4]

---

[1] حديث نمبر ۱۱۳۹، كتاب الوتر، دارالكتب العلمية، بيروت، مسند اسحاق بن راهويه حديث نمبر ۱۳۱۰، صلاة الوتر لمحمد بن نصر المروزى، حديث نمبر ۴۷.

[2] قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ وَلَهُ شَوَاهِدُ.
وقال الذهبى فى التلخيص: على شرطهما.

[3] حديث نمبر ۱۱۴۰، كتاب الوتر، دارالكتب العلمية، بيروت.

[4] امام حاکم کی سند یہ ہے:
أَخْبَرَنَاهُ أَبُو نَصْرٍ أَحْمَدُ بْنُ سَهْلٍ الْفَقِيهُ بِبُخَارَى، ثنا صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَبِيبٍ الْحَافِظُ، ثنا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا أَبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سلام سے وتر کی تین رکعتیں پڑھا کرتے تھے، اور خلیفۂ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کی اتباع میں مدینہ کے لوگ بھی ایک سلام

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اس حدیث کو امام حاکم نے پہلی حدیث کا شاہد قرار دیا ہے۔

اور اس حدیث میں حضرت قتادہ سے ابان بن یزید روایت کرتے ہیں، جو کہ ثقہ ہیں۔

أبـان بـن يزيد العطار ، أبو يزيد البَصْرِيّ......قال صالح بن أحمد بن حنبل عَن أبيه :ثبت في كل المشايخ .وَقَال أبو بكر بن أَبي خيثمة عن يحيى بن مَعِين ، :ثقة ، كان يحيى بن سَعِيد يروى عنه ، وكان أحب إليه من همام ، وهمام أحب إلي.وَقَال النَّسَائي :ثقة ،روى له الجماعة ، سوى ابن ماجة(تهذيب الكمال ج۲ ص ۲۴ تا ۲۶ ، ملخصاً)

لہٰذا یہ حدیث بھی درست ہے۔

وقـد رواه عـن سـعيـد بـن ابـى عـروبة هكذا جماعة من الثقات منهم بشر بن المفضل عندالنسائى، ومـحـمـد بـن الـحسن الشيبانى فى مؤطائه ، ويزيد بن زريع وابوبدر شجاع بن الوليد عند دارقطنى وعبـدالـوهـاب بن عطاء وعيسىٰ بن يونس عندالحاكم ومطعم بن المقدام عند الطبرانى فى الصغير كـما فى التعليق الحسن كلهم بلفظ "لايسلم" وخالفه ابان بن يزيد كما فى بعض نسخ المستدرك فقـال لايـقـعـد ووافقه فى بعضها وقال لايسلم كما قاله سعد ، فالحق ترجيح نسخة التى توافق لفظ صـغيـر لاتـفاق الثقات عنه على لفظ "لايسلم " لاسيما وسعيد ابن ابى عروبة ثقة حافظ اثبت الناس فـى قتـادة ......وسعيد تابعه هشام الدستوائى ومعمر وهمام عن قتادة(اعلاء السنن، ج۶ ص ۵۲،باب الايتـار بثـلاث مـوصـولةوعـدم الـفـصـل بيـنهـن بالسلام ووجوب القعدة على الركعتين عنها الخ ، ملخصاً)

پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی احادیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تین وتر پڑھنا اور اس سے بڑھ کر ایک سلام کے ساتھ تین وتر پڑھنا صحیح اسناد کے ساتھ بلکہ بخاری ومسلم کی شرط کے مطابق ثابت ہے۔

مگر بعض متعصب لوگوں کو جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت قتادہ سے مروی اس حدیث میں کوئی اور علت نظر نہیں آئی، تو انہوں نے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا کہ حضرت قتادہ نے اس حدیث کو حضرت زرارہ بن اوفیٰ سے لفظِ ''عَنْ'' کے ساتھ روایت کیا ہے، جس کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔

مگر یہ بات درست نہیں، کیونکہ حضرت قتادہ اور حضرت زرارہ بن اوفیٰ بخاری ومسلم کے رجال میں سے ہیں، نیز حضرت قتادہ کا حضرت زرارہ بن اوفیٰ سے سماع بھی ثابت ہے، جس کی صراحت بخاری ومسلم کی حدیث میں موجود ہے۔ چند اسناد ملاحظہ ہوں:

حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ :سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفَى، يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَثَلُ الَّذِى يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَمَثَلُ الَّذِى يَقْرَأُ، وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ، وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سے وتر کی تین رکعتیں پڑھا کرتے تھے، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

اور ایک اور سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى الْعِشَاءَ دَخَلَ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أَجْرَانِ (بخاری، حدیث نمبر ۴۹۳۷، كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ، باب يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا)

حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا زُرَارَةُ بْنُ أَوْفَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَرْفَعُهُ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا وَسْوَسَتْ، أَوْ حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا، مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَكَلَّمْ (بخاری، حدیث نمبر ۶۶۶۴، كِتَابُ الأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ، بَابُ إِذَا حَنِثَ نَاسِيًا فِي الأَيْمَانِ)

حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفَى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ، فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ فَمِهِ، فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ، فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الفَحْلُ؟ لاَ دِيَةَ لَكَ (بخاری، حدیث نمبر ۶۸۹۲، كِتَابُ الدِّيَاتِ، بَابُ إِذَا عَضَّ رَجُلًا فَوَقَعَتْ ثَنَايَاهُ)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفَى، يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم صَلَّى الظُّهْرَ، فَجَعَلَ رَجُلٌ يَقْرَأُ خَلْفَهُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: أَيُّكُمْ قَرَأَ - أَوْ أَيُّكُمُ الْقَارِئُ - فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا، فَقَالَ: قَدْ ظَنَنْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا (مسلم، حدیث نمبر ۳۹۸، کتاب الصلاة، بَابُ نَهْيِ الْمَأْمُومِ عَنْ جَهْرِهِ بِالْقِرَاءَةِ خَلْفَ إِمَامِهِ)

اور ترمذی میں ایک روایت اس طرح ہے:

حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا ذَكَرَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كُلُّنَا نَكْرَهُ المَوْتَ، قَالَ: لَيْسَ ذَلِكَ، وَلَكِنَّ المُؤْمِنَ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ وَرِضْوَانِهِ وَجَنَّتِهِ، أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ، وَأَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَإِنَّ الكَافِرَ إِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللَّهِ وَسَخَطِهِ، كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ، وَكَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ترمذی، حدیث نمبر ۱۰۶۷)

اس حدیث کو امام ترمذی بھی صحیح قرار دے رہے ہیں، اور ناصر الدین البانی صاحب نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

الْـمَـنْزِلَ ثُمَّ صَلّٰی رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰی بَعْدَهُمَا رَكْعَتَيْنِ أَطْوَلَ مِنْهُمَا ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَا يَفْصِلُ فِيهِنَّ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو گھر تشریف لاتے پھر دو رکعت پڑھتے پھر ان سے لمبی دو رکعتیں اور پڑھتے پھر تین رکعات وتر پڑھتے اور ان تینوں رکعتوں میں فصل نہیں فرماتے تھے (یعنی دو رکعت کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے) (ترجمہ ختم)

یہ حدیث بھی پہلی حدیث کے ساتھ مل کر حسن درجے میں داخل ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اوراس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ حضرت قتادہ کی عَن کے ساتھ سینکڑوں احادیث کو محدثین نے صحیح قرار دیا ہے۔

پس ہمارے نزدیک اس حدیث کے صحیح ہونے میں شبہ نہیں، بالخصوص جبکہ اس کے دوسرے شواہد بھی موجود ہیں۔

البتہ اگر کوئی کسی شافعی وغیرہ کی تقلید میں اس سے اختلاف کرے، تو یہ اس کا اپنا معاملہ ہے، اس کے اختلاف کرنے سے ہمارے نزدیک اس حدیث کا ضعیف ہونا لازم نہیں آتا۔

قتادة مدلس لا يحتج بعنعنته إلا إذا ثبت سماعه لذلك الذى عنعن والواقع فى الرواية الأولى عنه وهى رواية هشام بالعنعة حيث قال عن أنس ولما ثبت من رواية أبان عنه بالتحديث علم اتصال عنعنته وقوى الاحتجاج به(عمدة القارى، ج ا ص ۲۶۱، كتاب الايمان،باب زيادة الإيمان ونقصانه ،باب زيادة الإيمان ونقصانه)

وقال جمهورُ من يقبل المراسيل: تُقبَلُ روايةُ المدلس مطلقاً، حكاه الخطيب.

وأما دعوى النووى فى "شرح المهذب"، تبعاً للبيهقى وابن عبدالبر: أنهم اتفقوا على رد ماعنعنه المدلس، فمحمولةٌ علىٰ اتفاق من لايحتجُّ بالمرسَل (ظفرالامانى للكنوى، صفحه ۳۹۳)

قلت: فان كان المدلس من ثقات القرون الثلاثة يقبل تدليسه كارساله مطلقا، وان كان ممن دون هؤلاء ففيه تفصيل قد مر عن قريب فتذكر، وفى تدريب الراوى وقال جمهور من يقبل المرسل يقبل (المدلس) مطلقا حكاه الخطيب. ونقل المصنف فى شرح المهذب الاتفاق على رد ماعنعنه تبعاً للبيهقى وابن عبدالبر (وهو) محمول على اتفاق من لا يحتج بالمرسل (قواعد فى علوم الحديث، صفحه ۱۵۹)

[1] حديث نمبر ۲۵۲۲۳،مؤسسة الرسالة، بيروت.

[2] واسناده حسن وافقها على ذلک ابى بن كعب (اعلاء السنن، ج۶ص ۳۱ ،باب الايتار بثلاث)

اس حدیث کی سند درج ذیل ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ رَاشِدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ يَعْفُرَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس حدیث میں بھی ایک سلام کے ساتھ تین وتر پڑھنے کا ذکر ہے۔

ملحوظ رہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ احادیث، ان کی طرف منسوب دیگر اُن روایات کے مقابلہ میں زیادہ جامع اور واضح ہیں، جن میں اجمال پایا جاتا ہے۔ ؎ ا

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

اس حدیث کے رجال ثقہ اور شیخین کے رجال ہیں، سوائے یزید بن یعفر اور محمد بن راشد خزاعی مکحولی کے۔

اور محمد بن راشد کو امام احمد اور ابنِ معین اور ابنِ مبارک اور نسائی وغیرہ نے ثقہ قرار دیا ہے، اور ان سے اصحابِ سنن روایت کرتے ہیں۔ اور یزید بن یعفر کو ابنِ حبان نے ثقہ قرار دیا ہے، اور دار قطنی نے ان کے بارے میں یعتبر بہ کہا ہے، اور علامہ ذہبی نے میزان میں لیس بحجۃ کہا ہے، جس سے ان کا حسن الحدیث ہونا معلوم ہوتا ہے۔

محمد بن راشد الخزاعي أبو عبد الله............ قَال أبو طالب ، عن أحمد بن حنبل :ثقة سمع من مكحول .وَقَال إسحاق بن منصور ، والمفضل بن غسان الغلابي ، وإبراهيم بن عَبد الله بن الجنيد عن يحيى بن مَعِين :ثقة .زاد ابن الجنيد :صدوق.وَقَال إبراهيم بن يعقوب الجوزجاني :كان مشتملا على غير بدعة ، وكان فيما سمعت متحريا للصدق في حديثه .وَقَال يعقوب بن شَيْبَة : صدوق.وَقَال يعقوب بن سفيان :سألت عبد الرحمن بن إبراهيم عنه ، فقال :كان يذكر بالقدر إلا أنه مستقيم الحديث .وَقَال أبو حاتم :كان صدوقا ، حسن الحديث.وَقَال النَّسَائي :ثقة.وَقَال في موضع آخر :ليس به بأس .وفي موضع آخر :ليس بالقوي .وَقَال ابن حبان :كان من أهل الورع والنسک ، ولم يكن الحديث من صنعته ، فكثر المناكير في روايته ، فاستحق ترک الاحتجاج به.وَقَال الدَّارَقُطنِيّ :يعتبر به (تهذيب الكمال، جزء۲۵، صفحه ۱۸۶)

يزيد بن يعفر بفتح المثناه التحتانية وسكون المهملة وضم الفاء روى عن الحسن البصرى.وعنه محمد بن راشد الشامي.قال الدار قطني يعتبر به وذكره ابن حبان في الثقات وقال الذهبي في الميزان ليس بحجة (تعجيل المنفعة لابن حجر، جزء ۱، صفحه ۴۵۵)

وهذا تلين هين فالاسناد حسن (اعلاء السنن، ج۶ ص ۳۴، باب الايتار بثلاث)

؎ ا والمفسر قاض على المجمل ،فان قولها يسلم بين كل ركعتين في رواية الجماعة ليس بصريح في التسليم على ركعتي الوتر ، بل يحتمل الذى قلنا حملا للكلام على التغليب ولفظها عند النسائي والحاكم واحمد صريح في نفي التسليم على ركعتي الوتر وفي كون الثلاث موصولة بتسليمة واحدة على ان حديث التسليم بين كل ركعتين انما هو من رواية عروة عن عائشة رضى الله عنها، ورواية عنها في هذا الباب مضطربة كما سنبينه فلاحجة به علينا ولايصح معارضة الاحاديث الصحيحة الغير المضطربة بها (اعلاء السنن، ج۶ ص ۳۳، باب الايتار بثلاث)

ورواية عروة عن عائشة في هذا الباب مضطربة ......قال الطحاوى:فلما اضطرب ما روى ,عن عروة في هذا ,عن عائشة من صفة وتر رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن فيما روى عنها في ذلک حجة ,ورجعنا إلى ما روى عنها غيره الى ان قال بعد سرد روايات غيره عنها :فثبت بذلک ان الوتر ثلاث لايسلم الا في آخرهن غير ان ماروا ه هشام عن ابيه في ذلک ان النبي صلى الله عليه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ ثَلَاثٌ كَثَلَاثِ الْمَغْرِبِ

(المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۷۱۷۰،دارالحرمین، القاهرة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں، مغرب کی تین رکعتوں کی طرح (ترجمہ ختم)

فائدہ: یہ حدیث سند کے لحاظ سے فی نفسہٖ کمزور ہے۔ [1]

مگر وتروں کے مغرب کی طرح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مغرب کی نماز کی طرح دوسری رکعت پر تشہد اور آخری رکعت میں ہی سلام پھیرنا۔

کیونکہ وتروں کی تین رکعات کا ہونا اور دوسری رکعت پر تشہد کرنا کئی دوسری احادیث وروایات سے ثابت ہے، بلکہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث پہلے گزر چکی ہے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وسلم كان يوتر بخمس لايجلس الا فى آخرهن لم نجد له معنى، وقد جاء ت العامة عن ابيه ، وعن غيره عن عائشة بخلاف ذلک ، فما روته العامة اولى مما رواه هو وحده وانفرد به اهـ.

قلت: وكذلک حديث ام سلمة قالت كان النبى صلى الله عليه وسلم يوتر بخمس وبسبع لايفصل بينها بسلام ولا بكلام مضطرب الاسناد ، كما ان حديث عروة عن عائشة مضطربة المتن ......فلاحجة به ، وان سلمنا صحته فهو محمول على نفى الكلام والسلام جهرا وعلى انه ينبغى تقديم تطوع اما ركعتين او اربع ركعات او اكثر من ذلک على ثلاث الوتر ولاينبغى الاختصار على الثلاث وحدها احترازا عن التشبه بالمغرب وهذا هو محمل مارواه ابوسلمة وعبدالرحمن الاعرج عن ابى هريرة مرفوعا (اعلاء السنن، ج٦ ص ٣٥، ٣٦، باب الايتار بثلاث ، ملخصاً)

اور بعض نے جو حدیثِ قتادہ میں یہ رکیک تاویل کی ہے کہ یہ لمبی حدیث کا حصہ ہے، جس میں آخر میں سلام کا ذکر نہیں، اس کی کوئی حیثیت نہیں، کیونکہ احادیث کے صریح الفاظ اس تاویل کی صریح تردید کرتے ہیں۔

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "معارف السنن ج۴ ص ۱۸۹ تا ۱۹۹" و"کشف الستر عن صلاة الوتر" للعلامة الكشميرى، مشموله "مجموعه رسائل الكشميرى، جلد ۱)

[1] قال الطبرانی: لم يرو هذا الحديث عن الحسن إلا إسماعيل بن مسلم تفرد به أبو بحر

قال الهيثمى:

رواه الطبرانى فى الاوسط وفيه أبو بحر البكراوى وفيه كلام كثير (مجمع الزوائد جزء۲ ص ۲۴۲)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کہ تین رکعات وتر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیان میں سلام نہیں پھیرتے تھے، اس لئے ان کے ہوتے ہوئے استشہاداً اس حدیث کے مقبول ہونے میں حرج نہیں، اوراس کے باوجود بھی بعض متعصب لوگوں کے اس حدیث کی سند پر کلام کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ملحوظ رہے کہ وتر کی ایک سلام کے ساتھ تین رکعات کا ثبوت تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی احادیث وروایات سے ہوچکا، مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خالی تین وتر اس طرح پڑھنے کو کہ ان سے پہلے نوافل نہ ہوں، پسند نہیں فرمایا۔

چنانچہ حضرت مسیّب بن رافع سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ:

لَا تُوْتِرْ بِثَلَاثٍ بُتْرٍ، صَلِّ قَبْلَهَا رَكْعَتَيْنِ، أَوْ أَرْبَعًا (مصنف ابن ابی شیبۃ) [1]

ترجمہ: تنہا تین وتر نہ پڑھئے، ان سے پہلے دو رکعتیں یا چار رکعتیں پڑھئے (ترجمہ ختم)

اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں۔ [2]

---

[1] حدیث نمبر ۶۸۹۸، کتاب الصلاۃ، باب من کان یوتر بثلاث او اکثر.

[2] عباد بن العوام(ع) ابن عمر بن عبداللہ بن المنذر، الامام المحدث الصدوق، أبو سهل الكلابی الواسطی......وثقه أبو داود وغيره .وقال ابن سعد :كان من نبلاء الرجال فی كل أمره .قال :وكان يتشيع، فحبسه الرشيد زمانا، ثم خلى عنه، فأقام ببغداد .قلت :أظنه خرج مع إبراهيم، فلذلک سجنه .قال الحسن بن عرفة :سألنی وكيع عن عباد بن العوام، ثم قال :ليس عندكم أحد يشبهه .قلت :توفی سنة بضع وثمانين ومئة .أخبرنا عبد الحافظ، أخبرنا موسى، أخبرنا ابن البناء ، أخبرنا علی بن البسری، أخبرنا المخلص، حدثنا عبدالله بن محمد، حدثنا محمد بن أبی سمينة، حدثنا عباد بن العوام، عن حجاج، عن قتادة، عن زرارة، عن عمران بن حصين " :أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يؤتر بثلاث :يقرأ فی الاولی :بسبح.وفی الثانية :بقل يا أيها الكافرون.وفی الثالثة: بقل هو الله أحد(سير اعلام النبلاء ،ج۸،ص ۱۵۱)

وَقَال أبو بكر الأثرم ، عن أحمد بن حنبل :مضطرب الحديث ، عن سَعِيد بن أَبی عَرُوبَة .وَقَال المفضل بن غسان الغلابی ، وعبد الخالق بن منصور عن يحيى بن مَعِين :ثقة ،وكذلک قال أحمد بن عَبد الله العِجْلِیّ ، وأبو داود ، والنَّسَائی ، وأبو حاتم ، زاد :وهو أحب إلی من عباد بن عباد .وَقَال ابن خراش :صدوق،قال هارون بن حاتم التميمی ، ومحمد بن عَبد الله الحضرمی : مات سنة ثلاث وثمانين ومئة(تهذيب الكمال، ج۱۴، ص ۱۴۳)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بھی تنہا تین وتر پڑھنے کو پسند نہ کرنا ثابت ہے، جس کا ذکر آگے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی احادیث وروایات کے ذیل میں آتا ہے۔

اور تنہا تین وتر پڑھنے سے اس لئے منع کیا گیا، کہ وتروں کو عام سنتوں سے امتیاز حاصل ہے، اور اس کو ایک درجہ میں فرضوں کے ساتھ مشابہت حاصل ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی وتروں سے پہلے عموماً نوافل کا پڑھنا ثابت ہے، اس لئے تین وتروں سے پہلے دو یا چار نفل حسبِ توفیق پڑھ لینا چاہئے، جس طرح ہر فرض نماز کے ساتھ کچھ نہ کچھ سنن ونوافل پڑھے جاتے ہیں۔

اور جب عشاء کے فرض ادا کر کے سنتوں ونفلوں کے بعد تین وتر پڑھے جائیں، تو ان کے پڑھ لینے سے بھی اس حکم پر عمل ہوجاتا ہے، اور وتر تنہا نہیں رہتے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

العلاء بن المُسَيَّب بن رافع......قَال إسحاق بن منصور ، عن يحيى بن مَعِين :ثقة ، مأمون وَقَال محمد بن عَبد الله بن عمار الموصلى :ثقة ، يحتج بحديثه .وَقَال أبو حاتم صالح الحديث .وذكره ابنُ حِبَّان فى كتاب "الثقات ،روى له الجماعة سوى التِّرْمِذِيّ(تهذيب الكمال، ج۲۲، ص۵۴۳)

وقال ابن معين ثقة مأمون وقال أبو حاتم صالح الحديث وقال ابن عمار ثقة يحتج بحديثه وذكره ابن حبان في الثقات .قلت :وقال العجلى ثقة وأبوه من خيار التابعين وقال يعقوب بن سفيان كوفى ثقة وقال ابن سعد كان ثقة وقال الحاكم له أوهام فى الاسناد والمتن وقال الازدى فى بعض حديثه نظر وتعقبه النباتى بأنه كان يجب أن يذكر ما فيه النظر وفى الميزان قال بعضهم كان يهم كثيرا وهو قول لا يعبأ به(تهذيب التهذيب، ج۸ص ۱۷۲)

[۱] حدثنا أحمد بن داود، قال :ثنا ابن أبى عمر، قال :ثنا سفيان، عن عبد الحميد بن جبير بن شيبة، عن سعيد بن المسيب، عن :عائشة، رضى الله عنها ,قالت " :كان الوتر سبعا وخمسا ,والثلاث بتيراء " "فكرهت أن تجعل الوتر ثلاثا لم يتقدمهن شيء حتى يكون قبلهن غيرهن ,فلما كان الوتر عندها أحسن ما يكون هو أن يتقدمه تطوع إما أربع وإما اثنتان جمعت بذلك تطوع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الليل الذى صلح به الوتر الذى بعدها والوتر فسمت ذلك بذلك وترا .إلا أنه قد ثبت فى جملة ذلك عنها أن الوتر ثلاثا فثبت من روايتها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما رواه عنها سعد بن هشام لموافقة قولها من رأيها إياه .فثبت بذلك أن الوتر ثلاثا لا يسلم إلا فى آخرهن .غير أن ما رواه هشام بن عروة عن أبيه فى ذلك "أن النبى صلى الله عليه وسلم كان يوتر بخمس لا يجلس إلا فى آخرهن "لم نجد له معنى .وقد جاء ت العامة عن أبيه وعن غيره ,عن عائشة رضى الله عنها ,بخلاف ذلك ,فما روته العامة أولى مما رواه هو وحده

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

البتہ اگر کوئی پہلے تو عشاء کے صرف فرض اور سنتیں پڑھے، اور وتر بعد میں رات کو کسی وقت پڑھے، اُسے وتروں سے پہلے کچھ نہ کچھ نوافل پڑھنا بہتر ہے۔

ایک سلام کے ساتھ تین وتر پڑھنا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات سے معلوم ہو چکا، جن سے ضمناً یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وتر کی دوسری رکعت میں دوسری عام نمازوں کی طرح قعدہ بھی کرنا چاہیے، کیونکہ جتنی نمازیں بھی دو، تین یا چار رکعات شریعت سے ثابت ہیں، ان سب میں دو رکعت پر قعدہ اور تشہد مقرر ہے، اگر وتر کی نماز میں دوسری رکعت پر قعدہ نہ کیا جاتا، اور اس کو بغیر قعدہ کیے ہوئے دوسری نمازوں سے الگ طریقہ پر پڑھا جاتا، تو اس کا ان احادیث میں صراحتاً ضرور ذکر ہوتا۔

جبکہ شریعت کی طرف سے یہ قاعدہ بھی مقرر اور طے شدہ ہے کہ ہر نماز کی دوسری رکعت میں قعدہ وتشہد مقرر ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وانفرد به .وقد رويت عن عبد الله بن عباس رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم فى ذلك آثار يعود معناها أيضا إلى المعنى الذى عاد إليه معنى حديث عائشة رضى الله عنها (شرح معانى الآثار، تحت حديث رقم ١٦٩٨، كتاب الصلاة، باب الوتر)

وعن ابن عباس ، الوتر سبع أو خمس ، لا نحب ثلاثا بترا .وفى رواية :إنى لأكره ، أن تكون ثلاثا بترا ، ولكن سبع أو خمس وعن عائشة ، الوتر سبع أو خمس ، وإنى لأكره أن تكون ثلاثا بترا ، وفى لفظ :أدنى الوتر خمس (صلاة الوتر لمحمد بن نصر المروزى، تحت حديث رقم ۵۴)

وفيها تأييد لكون الوتر ثلاثاً، وندب إلى الصلاة قبله، كما فى الفرائض كذلك، سوى المغرب، قال :وعن ابن عباس :الوتر سبع، أو خمس، ولا نحب ثلاثاً بتيراء ، وفى رواية :إنى لأكره أن يكون ثلاثاً بتيراء ، ولكن سبع .أو خمس، وعن عائشة :الوتر سبع .أو خمس، وإنى لأكره أن يكون ثلاثاً بتيراء ، وفى لفظ :أدنى الوتر خمس، اهـ .هذه الروايات كلها تدل على أن الوتر ثلاث، وأنه كان من التأكيد بمكان ما يظن به أن يترك، ولكن كرهوا الاكتفاء به، كمن يقول :إنى أكره صلاة الفجر ركعتين، أى بدون سنتى الفجر، والعجب أن ابن نصر بصدد إثبات الوتر، بأقل من ثلاث، وهذه الآثار كلها فى كراهية الاكتفاء بالثلاث، فما ظنك بالاكتفاء بركعة؟!، وقد قال ابن الصلاح، فيما نقل عنه الحافظ فى "تلخيص الحبير "ص :116لا نعلم فى روايات الوتر مع كثرتها أنه عليه السلام أوتر بركعة، فحسب، والله أعلم، وعلمه أحكم(حاشيته بغية الألمعى فى تخريج الزيلعى على هامش نصب الراية لأحاديث الهداية، باب صلاة الوتر)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَكَانَ يَقُوْلُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ (مسلم) ۱؎

ترجمہ: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت میں التحیات پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت ہر دو رکعت پر التحیات پڑھنے کی تھی، اگر وتروں کی دوسری رکعت میں التحیات پڑھنے کی عادت نہ ہوتی، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کا الگ حکم بیان فرماتیں۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَزِيْدُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ عَلَى التَّشَهُّدِ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی) ۲؎

۱؎ حدیث نمبر ۴۹۸، کتاب الصلاۃ، باب ما یجمع صفة الصلاة وما یفتتح به ویختم به الخ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، واللفظ لهٗ، مسند احمد، حدیث نمبر ۲۴۰۳۰، ابوداؤد، حدیث نمبر ۷۸۳، باب من لم یر الجهر ب بسم الله الرحمن الرحیم.

فی حاشیة مسند احمد:

إسناده صحيح على شرط مسلم، بديل -وهو ابن ميسرة العُقيلي -من رجاله، وبقية رجاله ثقات رجال الشيخين .إسحاق الأزرق :هو ابن يوسف، وحسين المُكْتِب :هو ابن ذكوان المعلِّم، وأبو الجوزاء :هو أوس بن عبد الله الرَبَعي.

وأخرجه مطولاً ومختصراً عبد الرزاق في "مصنفه ۲۵۴۰ و ۲۶۰۲ و۲۸۷۳ و ۳۰۱۴و ۳۰۵۰ وابن أبي شيبة ۱/۲۲۹و۲۵۲و۲۸۴و۲۸۵و۲۸۹، وإسحاق بن راهوية في "مسنده ۱۳۳۱، ومسلم ۴۹۸وأبو داود۷۸۳، وابن ماجه۸۱۲و۸۶۹و ۸۹۳ وأبو يعلى ۴۶۶۷ وابن خزيمة۶۹۹وأبو عوانة۲/۹۴و۹۶و۱۶۴و۱۸۹، وابن حبان ۱۷۶۸والبيهقي في "السنن۲/۱۵ "و۸۵و۱۱۳و۱۷۲من طرق عن حسين، بهذا الإسناد .

۲؎ حدیث نمبر ۴۳۷۳، مسند عائشة، دار المأمون للتراث -دمشق.

قال الهيثمي:

رواه أبو يعلى من رواية أبي الحويرث عن عائشة، والظاهر أنه خالد بن الحويرث وهو ثقة، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج۲ص۱۴۲)

وقال حسين سليم أسد في تعليق ابی یعلیٰ:اسناده صحيح.

قلت :له شاهد من حديث عبداللّٰه بن مسعود رواه أبوداود ، والنسائي وا لترمذي (اتحاف الخيرة المهرة للبوصيري، تحت حديث رقم ۱۳۶۹، باب التخفيف في التشهد الأول)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: رسول اللہ دو رکعتوں میں (یعنی قعدۂ اولیٰ میں) تشہد پر زیادتی نہیں فرماتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَشَهُّدٌ وَتَسْلِيْمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (المعجم الکبیر للطبرانی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دو رکعت میں تشہد ہے، اور سلام ہے، رسولوں پر، اور ان کی اتباع کرنے والے عباد اللہ الصالحین پر (ترجمہ ختم)

رسولوں اور عباد اللہ الصالحین پر سلام سے مراد تشہد ہی کے الفاظ ہیں، جس کی تفصیل آگے آتی ہے، اور یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اور آگے آنے والی کئی احادیث کے

---

[1] حدیث نمبر ۸۶۹، مکتبة ابن تیمیة، القاهرة.

یہ حدیث ضعیف ہے، مگر اس مفہوم کی دوسری حدیثوں سے مل کر حسن درجے میں داخل ہے، اور ناصر الدین البانی صاحب نے بھی اس حدیث میں شاہد بننے کی صلاحیت کا اعتراف کیا ہے۔

قال الهيثمي:

وعن أم سلمة أن النبي -صلى الله عليه وسلم -قال :في كل ركعتين تشهد وتسليم على المرسلين وعلى من تبعهم من عباد الله الصالحين .رواه الطبراني في الكبير وفيه علي بن زيد واختلف في الاحتجاج به وقد وثق(مجمع الزوائد، ج۲ص ۱۳۹)

وقال الالباني:

أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير "(۲۳/۳۶۷/۸۶۹) من طريق أبي همام الخاركي :حدثني عدي بن أبي عدي عن علي بن زيد عن الحسن عن أمه عن أم سلمة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال :فذكره .قلت :و هذا حديث حسن ، رجاله ثقات على ضعف في علي بن زيد ، و هو ابن جدعان ، و قال الهيثمي في "المجمع " (۱۳۹/۲) "و اختلف في الاحتجاج به ، و قد وثق . "قلت :فمثله يستشهد بحديثه (السلسلة الصحيحة للالباني، تحت حديث رقم ۲۸۷۶)

قلت :ولهٔ شاهد،محمد رضوان .

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مطابق ہے (فلایضر ضعف ھذا السند)

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں پر تشہد پڑھا کرتے تھے، اور اسی کی دوسروں کو ہدایت فرمایا کرتے تھے، اور اس عام حکم میں جس طرح دوسری سب نمازیں داخل ہیں، اسی طرح وتر کی نماز بھی داخل ہے، کیونکہ وتر کی نماز کو اس حکم سے مستثنٰی اور الگ کر کے بیان نہیں کیا گیا۔

پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ احادیث وروایات سے تین وتروں کا ایک سلام اور دوسری رکعت پر تشہد کے ساتھ پڑھنا معلوم ہوا۔

اس کے باوجود بھی بعض متعصب لوگوں کا وتر کی تین رکعت اور وتر کی دوسری رکعت پر قعدہ وتشہد کا انکار کرنا اور اس طرح وتر کی نماز پڑھنے کو غلط طریقہ قرار دینا سراسر ناانصافی ہے، اور یہ لوگ مذکورہ احادیث وروایات کی رُو سے قابلِ مؤاخذہ ہیں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی روایات

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ بھی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کثرت سے حاضر ہوتے تھے، اور آپ بطورِ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز اور وتر کی نماز کا جائزہ لینے کے لیے بھی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔

اس لیے اب اُن کی احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت علی بن عبداللہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُوْلُ (إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ) فَقَرَأَ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ حَتّٰى خَتَمَ السُّوْرَةَ

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ (مسلم) [1]

ترجمہ: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اپنی خالہ اُمُّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں) سوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے مسواک کی، وضو کیا اور یہ آیات تلاوت فرمائیں "إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ" سورت کے ختم تک، پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائیں۔ دونوں رکعتوں میں قیام، رکوع اور سجود کو خوب لمبا کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوکر سو گئے یہاں تک کہ آپ کے (ہلکے ہلکے) خراٹے کی آواز آنے لگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمل تین بار کیا، سوکر اُٹھتے مسواک اور وضو کرکے دو رکعت ادا فرماتے اور ہر دفعہ سورہ آلِ عمران کی آخری آیات تلاوت فرماتے، اس طرح چھ رکعات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائیں پھر تین رکعات وتر پڑھے، پھر مؤذن نے (فجر کی) اذان دی، تو آپ (دو رکعت فجر کی سنتیں پڑھ کر) نماز کے لیے تشریف لے گئے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَنَّ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ فَاسْتَنَّ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى صَلّٰى

---

[1] حديث نمبر ٧٦٣، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه، دار احياء التراث العربي، بيروت، واللفظ له، ابوداؤد حديث نمبر ١٣٥٣، مستخرج ابوعوانة حديث نمبر ٢٢٩٢.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سِتًّا، ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ، وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ (سنن النسائی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کھڑے ہوئے، پھر مسواک کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر سو گئے، پھر کھڑے ہوئے، اور مسواک کیا، پھر وضو کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں، یہاں تک کہ چھ رکعتیں پڑھیں، پھر تین وتر پڑھے، اور دو رکعتیں پڑھیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت کریب سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ قَالَ فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ (شرح معانی الآثار) [2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر تین وتر پڑھے (ترجمہ ختم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس دن تہجد کی چھ یا آٹھ رکعات ادا فرمائیں، دو رکعتیں آپ صلی

---

[1] حدیث نمبر ۱۷۰۴، کتاب قیام اللیل وتطوع النهار، باب كيف الوتر بثلاث، مكتب المطبوعات الإسلامية -حلب، مسند احمد، حديث نمبر ۳۲۷۱.

في حاشية مسند احمد:

إسناده قوی علی شرط مسلم .معاوية بن هشام :هو القصار الكوفي، ومحمد بن علي: هو محمد بن علي بن عبد الله بن عباس .وأخرجه النسائي ۲۳۶/۳، ۲۳۷من طريق معاوية بن هشام، بهذا الإسناد .وأخرجه أبو يعلى ۲۵۴۵، والطحاوي ۲۸۶/۱ ، والطبراني ۱۰۶۴۸من طريق المنهال بن عمرو، والطبراني ۱۹۶۴۹من طريق منصور بن المعتمر، كلاهما عن علي بن عبد الله بن عباس، به .ورواية أبي يعلى والطبراني مطولة .وأخرجه النسائي ۲۳۷/۳من طريق زيد بن أبي أُنَيسة، والطبراني ۱۰۶۵۴ من طريق حمزة الزيات، كلاهما عن حبيب بن أبي ثابت، عن محمد بن علي، عن جده عبد الله بن عباس بإسقاط علي بن عبد الله من بينهما.

[2] حديث نمبر ۱۷۱۳، كتاب الصلاة، باب الوتر.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے ہی ہلکی پھلکی ادا فرمائی تھیں، جن کا بعض روایات میں ذکر کیا گیا، اور بعض میں ذکر نہیں کیا گیا۔

بہر حال حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے مشاہدہ کے مطابق بھی وتر کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعتیں ہی ادا فرمائیں۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ ان کو الگ سلام کے ساتھ مغرب کی نماز کی طرح دوسری رکعت پر قعدہ وتشہد کر کے پڑھا۔

بالخصوص جبکہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے وتروں کے مغرب کی نماز کی طرح ہونے کی بھی روایت موجود ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ [1]

حضرت یحییٰ بن جزار سے روایت ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَمَانَ

---

[1] قال ابن الملک وهذا الحديث يدل على أن الركعات الست كانت تهجده وأن الوتر ثلاث وإليه ذهب أبو حنيفة اه ولا يخالفه الشافعي بل يكره عنده الاقتصار على الركعة رواه مسلم(مرقاة المفاتيح، ج٣ص ٩٠٦،كتاب الصلاة ، باب صلاة الليل)

قال القاضي ويحتمل أنه لم يعد فى هذه الصلاة الركعتين الأوليين الخفيفتين اللتين كان النبى صلى الله عليه وسلم يستفتح صلاة الليل بهما كما صرحت الأحاديث بها فى مسلم وغيره ولهذا قال صلى ركعتين فأطال فيهما فدل على أنهما بعد الخفيفتين فتكون الخفيفتان ثم الطويلتان ثم الست المذكورات ثم ثلاث بعدها كما ذكر فصارت الجملة ثلاث عشرة كما فى باقى الروايات والله أعلم(شرح النووى علىٰ مسلم، ج٦ ص ٢٥١ تا٢٥٣، كتاب صلاة المسافرين وقصرها ، باب الدعاء فى صلاة الليل)

فَاتَّفَقَ هَذَا الْحَدِيثُ وَحَدِيثُ ابْنِ أَبِي دَاوُدَ ,عَلَى أَنَّ جَمِيعَ مَا صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ,وَبَيَّنَ هَذَا أَنَّ الْوِتْرَ فِيهَا ثَلَاثٌ فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ أَبِي دَاوُدَ ,ثُمَّ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ ,أَيْ مَعَ اثْنَتَيْنِ قَدْ تَقَدَّمَتَاهَا هُمَا مَعَهَا وِتْرٌ(شرح معانى الآثار،تحت حديث رقم ١٧١٣، كتاب الصلاة، باب الوتر)

فالحديث صحيح سالم من العلة وفيه انه اوتر بثلاث ، وهذا يدل بظاهره على كونها موصولة فما رواه كريب عنه بلفظه ثم اوتر بركعة عند الطحاوى معناه اوتر بواحدة مع ثنتين قد تقدمتها فتكونان مع هذا الواحدة ثلاثا ليستوى معنى هذا الحديث ومعنى حديث على بن عبدالله وسعيد بن جبير كيف وقد مر عن كريب نفسه قوله ثم اوتر بثلاث وقد روى يحيىٰ الجزار ايضا عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يوتر بثلاث ركعات عند النسائى والطحاوى وسنده صحيح (اعلاء السنن ،ج٦ ص ٣٩، باب الايتار بثلاث)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

Idaraghufran

رَكَعَاتٍ وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ (نسائی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو پہلے آٹھ رکعات پڑھتے پھر تین رکعات وتر پڑھتے، پھر دو رکعت (سنت) فجر کی نماز سے پہلے پڑھتے (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تین رکعت وتر پڑھنے کا معمول معلوم ہوا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر کی یہ تین رکعتیں نوافل اور تہجد کی نماز سے الگ سلام اور الگ نیت کے ساتھ پڑھتے تھے۔

اور حضرت امام عامر شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَا ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا ثَمَانٍ وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ (ابنِ ماجه) [2]

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کو نماز کیسی ہوتی تھی، ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعات پڑھتے تھے پہلے آٹھ رکعات (تہجد) پھر تین رکعات وتر اور پھر دو رکعات (سنت) طلوعِ فجر کے بعد (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دونوں نے فجر

---

[1] حدیث نمبر ۱۷۰۷، کتاب قیام اللیل وتطوع النهار، باب کیف الوتر بثلاث، مکتب المطبوعات الإسلامية -حلب، السنن الكبرىٰ للنسائی حدیث نمبر ۱۳۴۶.
حکم الألباني: صحيح لغيره.

[2] حدیث نمبر ۱۳۶۱، کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فی کم یصلی باللیل، واللفظ لهٗ، شرح معانی الآثار باب الوتر.
ورجاله رجال الصحيح الا شيخ الطحاوی ابن ابی داؤد وهو ثقة كما مر غير مرة (اعلاء السنن ٦ ص ٤٥، باب الايتار بثلاث والنهی عن الايتار بركعة فردة وذكر القراءة فيه)

Idara ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کی سنتوں سمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ رکعتیں پڑھنے کا معمول بتلایا، فجر کی دو سنتوں کو نکال کر آٹھ رکعتیں تہجد کی اور تین رکعتیں وتروں کی ہوتی تھیں۔

اور سعید بن جبیر، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ، يَقْرَأُ فِي الْأُولٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (سنن النسائی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھا کرتے تھے، پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ، اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون، اور تیسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو منصور رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ ثَلَاثٌ

(شرح معانی الآثار، حدیث نمبر ۱۷۲۱، کتاب الصلاۃ، باب الوتر) [2]

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے وتروں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا تین (رکعات) ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت عطاء ابنِ رباح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] حدیث نمبر ۱۷۰۲، کتاب قیام اللیل وتطوع النهار، باب کیف الوتر بثلاث، مکتب المطبوعات الإسلامیة -حلب، سنن الدارمی، حدیث نمبر ۱۶۳۰، ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ مَا يُقْرَأُ فِي الوِتْرِ، مسند أحمد، حدیث نمبر ۲۷۲۰.

وقال الترمذی: وَفِي البَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَائِشَةَ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَيُرْوَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وفی حاشیة مسند احمد:

حدیث صحیح، شریک -وهو ابن عبد الله، وإن کان سیء الحفظ -قد توبع، وباقی رجاله ثقات رجال الصحیح.

[2] وفیه ابن لهیعة، وهو عند البعض حسن الحدیث، وعند البعض سیئ الحفظ، ولکن لاشبهة فی استشهاده، وله شواهد کثیرة.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَلْوِتْرُ کَصَلَاۃِ الْمَغْرِبِ (مؤطاامام محمد حدیث نمبر ۲۶۳،ابواب الصلاۃ، باب السلام فی الوتر) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وتر نمازِ مغرب کی طرح ہیں (ترجمہ ختم)

وتر کی نماز کے مغرب کی طرح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مغرب کی تین رکعتیں ایک سلام اور دوقعدوں کے ساتھ ہیں، اسی طرح ایک سلام اور دوقعدوں کے ساتھ وتر کی تین رکعات بھی ہیں۔

بعض دیگر روایات میں اس طرح وضاحت وصراحت موجود ہے، جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

اور جن روایات میں مغرب کی طرح ہونے یا کسی دوسرے خاص طریقہ سے پڑھنے کا ذکر نہیں، مگر تین رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے، ان سے بھی اسی طرح پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔

حضرت ابو یحیٰؒ فرماتے ہیں کہ:

---

[1] قال محمد :أخبرنا إسماعيل بن إبراهيم عن ليث عن عطاء (مؤطا امام محمد)

قوله :إسماعيل بن إبراهيم ذكر فى "تهذيب التهذيب "و "الميزان "كثيرا بهذا الاسم والنسب بعضهم ثقات وبعضهم ضعفاء .والظاهر أن المذكور ههنا إسماعيل بن إبراهيم بن مهاجر البجلى والنخعى الكوفى ضعفه البخارى والنسائى وقال أبو حاتم :ليس بقوى يكتب حديثه روى عن أبيه وإسماعيل بن أبى خالد وغيرهما وعنه ابن نمير ووكيع وطلق بن غنام وأبو على الحنفى وغيرهم فليحرر هذا المقام.

قوله : عن ليث هو ليث بن أبى سليم بالضم قال الحافظ عبد العظيم المنذرى فى آخر كتاب " الترغيب والترهيب : "فيه خلاف وقد حدث عنه الناس وضعفه يحيى والنسائى وقال ابن حبان : اختلط فى آخر عمره وقال الدارقطنى :كان صاحب سنة إنما أنكروا عليه الجمع بين عطاء وطاووس ومجاهد فحسب ووثقه ابن معين فى رواية .انتهى .وقد بسطت فى ترجمته فى رسالتى فى بحث الزيارة النبوية "الكلام المبرور فى رد القول المنصور ورد المذهب المأثور "المسمى بـ "السعى المشكور "حين ظن بعض أفاضل عصرنا أن ضعفه بلغ إلى أن لا يحتج به.

(عطاء) هو ابن أبى رباح المكى أو ابن يسار المدنى وقد وجد فى بعض النسخ كذلك عطاء بن يسار(التعليق الممجد على المؤطا،للكنوى، تحت حديث رقم۲۶۳)

ومحمد نشأ بالكوفة وسكن بغداد وحدث بها كما فى الانساب للسمعانى ،فلايبعد سماع محمد منه، ولاسماع ابن علية من ليث ، فانه يروى عن طبقته ، فالسند حسن (اعلاء السنن ،ج۶ ص۴۸، ۴۹)

Idara Ghufran

سَمَرَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى طَلَعَتِ الْحَمْرَاءُ ثُمَّ نَامَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ إِلَّا بِأَصْوَاتِ أَهْلِ الزَّوْرَاءِ فَقَالَ لِأَصْحَابِهٖ أَتَرَوْنَنِيْ أُدْرِكُ أُصَلِّيْ ثَلَاثًا، يُرِيْدُ الْوِتْرَ وَرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَصَلَاةَ الصُّبْحِ، قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَالُوْا : نَعَمْ، فَصَلّٰى ، وَهٰذَا فِي آخِرِ وَقْتِ الْفَجْرِ (شرح معانی الآثار حدیث نمبر ۱۷۲۳، کتاب الصلاۃ، باب الوتر) [۱]

ترجمہ: (ایک دفعہ) حضرت مسور بن مخرمہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رات کو باتیں کرنے لگے، یہاں تک کہ سُرخ ستارہ (جو صبح صادق سے پہلے نکلا کرتا ہے) نکل آیا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سو گئے اور پھر اہل زَوراء (یعنی مدینہ منورہ کے بازار کے ایک مقام والوں) کی آوازوں کی وجہ سے بیدار ہوئے آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کیا خیال ہے کیا مجھے اتنا وقت مل جائے گا کہ میں سورج نکلنے سے پہلے پہلے تین رکعات وتر، دو رکعت سنت اور فجر کی نماز پڑھ سکوں، انہوں نے کہا کہ جی ہاں، چنانچہ آپ نے (یہ تمام) نماز پڑھی، اور یہ فجر کے اخیر وقت میں تھا (ترجمہ ختم)

باوجویکہ وقت بہت تنگ تھا، پھر بھی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے وتر کی تین ہی رکعات ادا فرمائیں۔

جس سے معلوم ہوا کہ وتر کی تین رکعات ہیں۔ [۲]

---

[۱] واسناده صحيح، وابويحيىٰ اسمه زياد هو مولى قيس بن مخرمة، ويقال مولى الانصار، روى عن الحسنين وابن عباس وغيرهم وعنه حصين بن عبدالرحمن وعطاء بن السائب، وثقه ابن معين وابوداؤد وغيرهما، كذا فى "التهذيب" (۳: ۲۹۱) (اعلاء السنن ج۶ ص۴۷، باب الايتار بثلاث)

[۲] فَصَلّٰى وَهٰذَا فِي آخِرِ وَقْتِ الْفَجْرِ "فَمُحَالٌ أَنْ يَكُونَ الْوِتْرُ عِنْدَهُ يُجْزِءُ فِيهِ أَقَلُّ مِنْ ثَلَاثٍ ثُمَّ يُصَلِّيهِ حِينَئِذٍ ثَلَاثًا مَعَ مَا يَخَافُ مِنْ فَوْتِ الْفَجْرِ فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى صِحَّةِ مَا صَرَفْنَا إِلَيْهِ مَعَانِي أَحَادِيثِهِ فِي الْوِتْرِ أَنَّهُ ثَلَاثٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي الْوِتْرِ أَيْضًا أَنَّهُ ثَلَاثٌ (شرح معانى الآثار، تحت حديث رقم ۱۷۲۳، كتاب الصلاة، باب الوتر)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ذَكَرْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَوْلَ عَبْدِ اللّٰهِ، اَلْوِتْرُ بِسَبْعٍ، أَوْ بِخَمْسٍ، وَلاَ أَقَلَّ مِنْ ثَلاَثٍ ، فَقَالَ سَعِيْدٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنِّيْ لَأَكْرَهُ أَنْ يَكُوْنَ ثَلاَثًا بُتْرًا ، وَلٰكِنْ سَبْعًا ، أَوْ خَمْسًا (مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت سعید بن جبیر سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کے بارے میں سوال کیا کہ وتر سات ہیں، یا پانچ ہیں، اور تین سے کم نہیں ہیں، تو حضرت سعید بن جبیر نے جواب میں فرمایا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ ہے کہ میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ تین وتر تنہا ہوں، بلکہ سات یا پانچ ہوں (ترجمہ ختم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے صحیح سندوں کے ساتھ تین وتر کا پڑھنا صراحتاً پیچھے احادیث وروایات سے ثابت ہو چکا ہے، اس لئے ان روایات کا یہ مطلب ہرگز نہیں بنتا کہ ایک سلام سے تین وتر پڑھنا ناپسند ہوں، بلکہ صحیح مطلب یہ ہے کہ تنہا تین وتر نہ ہوں بلکہ اس کے ساتھ دو یا چار رکعتیں نفل کی پڑھ لی جائیں، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی منقول ہے۔

جس کی تفصیل پیچھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایات

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے، اور کثرت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے، ان سے بھی وتر کی تین رکعات کا ثبوت ملتا ہے۔

چنانچہ ابو محمد یعنی حضرت ثابت رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] حدیث نمبر ۶۸۹۰، کتاب الصلاۃ، باب من کان یوتر بثلاث ، أو أکثر.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قَالَ لِیْ أَنَسٌ یَا أَبَا مُحَمَّدُ! خُذْ عَنِّیْ فَإِنِّیْ أَخَذْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ رَبِّہٖ عَزَّوَجَلَّ، وَلَنْ تَأْخُذَ عَنْ أَحَدٍ أَوْثَقَ مِنِّیْ قَالَ ثُمَّ صَلّٰی بِیَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ صَلّٰی سِتَّ رَکْعَاتٍ یُسَلِّمُ بَیْنَ الرَّکْعَتَیْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلاَثٍ یُسَلِّمُ فِیْ آخِرِھِنَّ (تاریخ دمشق) [۱]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ اے ابومحمد! مجھ سے اخذ کرلو (یعنی دین کی باتیں حاصل کرلو) کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب اللہ عزوجل سے اخذ کیا ہے اور تم ہرگز مجھ سے زیادہ ثقہ آدمی سے اخذ نہیں کرسکتے۔

حضرت ثابت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے عشاء کی نماز پڑھائی پھر چھ رکعات نفل ادا کئے ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے رہے پھر آپ نے تین رکعات وتر پڑھے اور ان کے آخر میں سلام پھیرا (ترجمہ ختم)

---

[۱] لابن عساكر.ج۹ص۳۶۳ ،تحت ترجمة،أنس بن مالک خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم وصاحبه،دارالفكر،بيروت،كنزل العمال حديث نمبر ۲۱۹۰۲،بحواله الروياني كر ورجاله ثقات.
ورجاله ثقات كما فى منتخب كنز العمال ، وهو فى الكنز(۴-۱۹۶) ورمز له الروياني "كر" و"كر" رمز ابن عساكر، قال ورجاله ثقات اهـ، قال الشيخ وان لم اجد حال ميمون بن ابى عبدالله ، غير ذكره ابن حبان فى الثقات كما "التهذيب" (۱۰-۳۸۷) ورمز لابن ماجه من الستة فقط، وسماه فى "الميزان" ميمون بن عبدالله ، قال :ولايعرف، ورمز لابى داوٗد فقط والله اعلم، وصرح ابن عبدالهادى الحنبلى : ان من ذكره ابن حبان فى الثقات ولم يطعن احد فهو ثقة، قال الشيخ وظنى ان حديث "من كنت مولاه فعلي مولاه" يرويه شعبة عن ميمون ابى عبدالله هذا، قال الترمذى بعد رواية الحديث فى مناقب على (۲-۲۱۳) وروى شعبة هذا الحديث عن ميمون ابى عبدالله اهـ وشعبة لايروى الا من الثقات، فاذن الحديث سنده قوى (معارف السنن ج۴ص ۲۰۹ بيان الوتر بثلاث بسلام واحد)
ميمون بن أَبَان الهذلى ، ويُقال :الجشمى ، أبو عَبد الله البَصْرِيّ.رَوَى عَن :ثابت البنانى (ف ق)رَوَى عَنه :زيد بن الحباب (ف ق) ، وابو عاصم النبيل.ذكره ابنُ حِبَّان فى كتاب "الثقات.روى له أبو داود فى كتاب "التفرد "، وابن ماجة(تهذيب الكمال مع حواشيه، تحت رقم الترجمة ۶۳۳۱)

Idaraghufran

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد مرفوع حدیث کا درجہ رکھتا ہے، جیسا کہ اس کے انداز سے معلوم ہورہا ہے۔ [1]

اوراس حدیث کے رجال کو اہلِ علم نے ثقہ قرار دیا ہے، اور اگراس کی سند میں تھوڑا بہت ضعف بھی ہو، تو وہ اس لئے مضر نہیں کہ اس کی دوسری احادیث اور خود حضرت انس رضی اللہ عنہ کے قول وفعل سے تائید ہوتی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وتر کا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا ہے۔

چنانچہ حضرت ثابت رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں کہ:

صَلّٰی بِیُ أَنَسٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلْوِتْرَ أَنَا عَنْ یَمِیْنِهٖ وَأُمُّ وَلَدِهٖ خَلْفَنَا ، ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ، لَمْ یُسَلِّمْ إِلَّا فِیْ آخِرِهِنَّ ، ظَنَنْتُ أَنَّهٗ یُرِیْدُ أَنْ یُعَلِّمَنِیْ

(شرح معانی الآثار، حدیث نمبر ۱۷۴۷، کتاب الصلاۃ، باب الوتر)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھے وتر کی تین رکعتیں پڑھائیں اس حالت میں کہ میں اُن کی دائیں جانب تھا اوران کی اُمِّ ولد ہمارے پیچھے، آپ نے سلام فقط آخر میں پھیرا میرا غالب گمان یہ ہے کہ آپ مجھے وتر کا طریقہ سکھلا رہے تھے (ترجمہ ختم)

اس حدیث کے تمام رجال ثقہ اور مسلم کے رجال ہیں، سوائے ابنِ مرزوق کے، اور وہ بھی حسن الحدیث سے کم درجے کے نہیں ہیں۔ [2]

اور یہ حدیث دوسری صحیح سندوں سے بھی مروی ہے۔

---

[1] قلت :وهذا فی حکم المرفوع (اعلاء السنن ج٦ ص ٥٠، باب الایتار بثلاث الخ)

[2] چنانچہ شرح معانی الآثار کی حدیث کی سند یہ ہے:

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا عَفَّانُ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ :ثنا ثَابِتٌ، قَالَ" :

إبراهيم بن مرزوق بن دينار الأُمَوِی ، أبو إسحاق البَصْرِیّ ، نزيل مصر ، مولی عثمان بن عفان ...... قال النَّسَائی :صالح.وَقَال فی موضع آخر :لا بأس به.وَقَال فی موضع آخر :ليس لی به علم.وَقَال الدَّارَقُطْنِیُّ :ثقة .إلا أنه كان يخطء ، فيقال له ، فلا يرجع(تهذيب الكمال ج٢ص١٩٧، ١٩٨)

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

امام عبدالرزاق نے، حضرت معمر سے، اور انہوں نے حضرت ثابت بنانی سے (جو کہ ثقہ ہیں) ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ:

صَلَّيْتُ مَعَ أَنَسٍ وَبِتُّ عِنْدَهُ قَالَ فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّيْ مَثْنٰى مَثْنٰى حَتّٰى إِذَا كَانَ فِيْ آخِرِ صَلَاتِهٖ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ مِثْلَ الْمَغْرِبِ (مصنف عبد الرزاق) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی، اور ان کے ساتھ رات گزاری، میں نے ان کو دیکھا کہ وہ (رات کو) دو دو رکعتیں پڑھ رہے تھے، یہاں تک کہ جب آخر نماز میں پہنچے تو تین وتر مغرب کی طرح پڑھے (ترجمہ ختم)

اور مغرب کی طرح پڑھنے کا مطلب پہلے بیان ہو چکا کہ دوسری رکعت پر قعدہ کیا، اور تیسری وآخری رکعت پر سلام پھیرا۔

اور ابنِ ابی شیبہ نے حضرت وکیع سے، اور انہوں نے حضرت ثابت بنانی سے (جو کہ سب ثقہ ہیں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت بیان کی ہے کہ:

أَنَّهُ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ، لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِيْ آخِرِهِنَّ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [2]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تین وتر پڑھے، اور ان کے صرف آخر میں ہی سلام پھیرا (ترجمہ ختم)

اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت صالح بن عبدالرحمٰن سے، اور انہوں نے حضرت سعید بن منصور سے، اور انہوں نے حضرت ہشیم سے، اور انہوں نے حضرت حمید سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ارشاد اس طرح روایت کیا ہے کہ:

اَلْوِتْرُ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ، وَكَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ (شرح معانی الآثار، حدیث نمبر ۱۷۴۶، کتاب الصلاۃ، باب الوتر)

ترجمہ: وتر تین رکعات ہیں اور آپ وتر کی تین رکعات ہی پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

---

[1] حدیث نمبر ۴۶۳۶، کتاب الصلاۃ، باب کم الوتر، المکتب الاسلامی، بیروت.

[2] حدیث نمبر ۶۹۱۰، کتاب الصلاۃ، باب من کان یوتر بثلاث او اکثر.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت حمید سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ (مصنف ابن ابی شیبة) [1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ وتر کی تین رکعات ادا فرمایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

ان تمام مستند روایات کے مجموعہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی وتر کی تین رکعات، مغرب کی طرح درمیان میں تشہد کر کے اس طرح پڑھا کرتے تھے کہ آخر میں ہی سلام پھیرتے تھے۔ [2]

اور یہ محدثین کا اصول ہے کہ اگر کوئی ایک حدیث سند کے لحاظ سے کچھ کمزور ہو، مگر دوسری روایات اور اس سے بڑھ کر خود راوی کا اپنا عمل اس کا مؤید ہو، تو وہ ضعف نقصان دہ نہیں ہوتا، پس بعض متعصبین جو الگ الگ روایات میں بعض جزوی علتیں نکال کر ہر ہر حدیث و روایت کا انکار کرتے ہیں، یہ انتہائی خطرناک طرزِ عمل ہے۔

---

[1] حدیث نمبر ۶۸۹۳، کتاب الصلاۃ، باب من کان یوتر بثلاث أو أکثر.

[2] اور بعض آثار میں جو وتروں کو مغرب کے مشابہ کرنے کو ناپسند قرار دیا گیا ہے، اس سے مراد خود تین وتروں کو دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھنا نہیں ہے، بلکہ دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ اس طرح پڑھنا مراد ہے کہ ان سے آگے پیچھے کچھ نوافل نہ پڑھے جائیں، جس کی تفصیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کی احادیث میں مذکور ہے۔

اس طرح تین وتر مغرب کی طرح پڑھنے کے حکم اور وتروں کو مغرب کے مشابہ نہ بنانے کی روایات و آثار میں کوئی تعارض و ٹکراؤ نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگوں کو غلط فہمی پیدا ہوئی ہے۔

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، عَنِ الْعَوَّامِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ ، قَالَ : كَانُوا يَكْرَهُونَ أَنْ يُشَبِّهُوا الْوِتْرَ بِالْمَغْرِبِ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۶۹۰۲، کتاب الصلاۃ، باب من کان یوتر بثلاث او اکثر)

إبراهيم بن يزيد بن شَرِيک التَّيْمِيّ ، تيم الرباب ، أبو أسماء الكوفى ، كان من العباد...... قال إسحاق بن منصور عن يحيى بن مَعِين : ثقة. وَقَال أبو زُرْعَة : ثقة مرجء ، قتله الحجاج بن يوسف. وَقَال أبو حاتم : صالح الحديث . وَقَال الأخنسى عَن أبى بكر بن عياش عن الأعمش : سمعت إبراهيم التَّيْمِيّ يقول إنى لامكث ثلاثين يوما لا آكل. قال أبو داود : مات ولم يبلغ أربعين سنة. وَقَال غيره : مات سنة اثنتين وتسعين . روى له الجماعة (تهذيب الكمال ج۲ ص ۲۳۲، ۲۳۳، ملخصاً)

قلت : وقال الواقدى مات سنة ۹۴ وقال الاعمش كان ابراهيم إذا سجد تجء العصافير فتنقر ظهره. وقال الكرابيسى حدث عن زيد بن وهب قليلا أكثرها مدلسة (تهذيب التهذيب ج ۱ ص ۱۵۴)

Idara ghufran

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایات

تین رکعت وتر اور وتر کی تیسری وآخری رکعت پر ہی سلام پھیرنے کی احادیث وروایات صحابیٔ رسول حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہیں۔

چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ، كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ

(نسائی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے، اور پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ، اور دوسری رکعت میں قل یایھا الکفرون اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے، اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اسی قسم کی حدیث حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے بھی براہِ راست مروی ہے۔ [2]

---

[1] حدیث نمبر ۱۶۹۹، کتاب قیام اللیل وتطوع النهار، باب کیف الوتر بثلاث، مکتب المطبوعات الإسلامية -حلب، واللفظ لہ، السنن الکبریٰ للنسائی، حدیث نمبر ۱۰۵۰۲، سنن دارقطنی، حدیث نمبر ۱۶۵۹.

حکم الالبانی: صحیح .

[2] أَنَّهُ (صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوِتْرَ فَقَرَأَ فِي الْأُولَى : بِسَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ثَلَاثًا ، يَمُدُّ صَوْتَهُ بِالثَّالِثَةِ (شرح معانی الآثار ، باب الوتر، واللفظ لہ، نسائی حدیث نمبر ۱۶۸۳، وحدیث نمبر ۱۷۱۰ وحدیث نمبر ۱۷۱۴، مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۳۵۴، وحدیث نمبر ۱۵۳۵۵، وحدیث نمبر ۱۵۳۶۱؛ مسند

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِيْ آخِرِهِنَّ، وَيَقُوْلُ ـ يَعْنِيْ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ ـ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ، ثَلَاثًا (نسائی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر (کی پہلی رکعت) میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکفرون اور تیسری رکعت میں قل ھوا للہ احد پڑھتے تھے، اور سلام فقط آخری رکعت ہی میں پھیرتے تھے اور سلام پھیرنے کے بعد تین دفعہ سبحان الملک القدوس کہتے تھے (ترجمہ ختم)

اور بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَا يُسَلِّمُ فِيْهِنَّ حَتّٰى يَنْصَرِفَ، أَوَّلُ رَكْعَةٍ بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، وَالثَّانِيَةُ بِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ، وَالثَّالِثَةُ بِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَأَنَّهُ قَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ (شرح مشكل الآثار للطحاوی) [2]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الطیالسی، حدیث نمبر ۵۴۲)

فی حاشیۃ مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات یقرأ فیھا ب سبح اسم ربک الاعلیٰ، وقل یاایھاالکافرون وقل ھو اللہ احد (مسند الامام الاعظم، روایة الحارثی، ج۲ ص ۸۶۹، حدیث نمبر ۱۵۶۷)

[1] حدیث نمبر ۱۷۰۱، کتاب قیام اللیل وتطوع النھار، باب کیف الوتر بثلاث، مکتب المطبوعات الإسلامیة -حلب، واللفظ لہ، سنن البیہقی، حدیث نمبر ۴۸۶۴، عمل الیوم واللیلة لابن السنی، حدیث نمبر ۷۰۴.

حکم الألبانی: صحیح.

[2] حدیث نمبر ۴۵۰۱، باب بیان مشکل ما اختلف أھل العلم فیه من القنوت فی الوتر، مؤسسة الرسالة، بیروت، مسند الشاشی، حدیث نمبر ۱۳۵۶ .

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے، اور ان کو ختم کرنے سے پہلے سلام نہیں پھیرتے تھے، پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکفرون اور تیسری رکعت میں قل ھوا للہ احد پڑھتے تھے، اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی تین رکعات ایک سلام کے ساتھ پڑھتے تھے، اور سلام تیسری رکعت کے آخر میں ہی پھیرتے تھے۔ [1]

اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل بھی اسی طرح وتر پڑھنے کا تھا۔

چنانچہ امام عبدالرزاق، حضرت ابنِ جریج سے، اور وہ عمران بن موسیٰ سے اور وہ یزید بن خصیفہ سے، اور وہ حضرت سائب بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ (مصنف عبدالرزاق) [2]

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وتر تین رکعات پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

اور امام عبدالرزاق، حضرت معمر سے، اور وہ حضرت قتادہ سے، نیز حضرت ہشام سے، اور وہ حضرت حسن سے (جو کہ تمام ثقہ راوی ہیں) روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي الثَّالِثَةِ مِثْلَ الْمَغْرِبِ (مصنف عبد الرزاق) [3]

---

[1] وفی الثانية منها قل للذين كفروا ای قل یاایها الكافرون كما فی نسخة، وفی الركعة الثالثة الله الواحد الصمد ای سورة قل هو الله احد وذكر تسميتهما بمعنى اوائل السورة وفی مسند ابی حنيفة بعد تخريج هذا الحديث مرسلا وفی الثانية قل للذين كفروا يعنی قل یاایها الكافرون فهكذا فی قراء ة ابن مسعود انتهی.

وهذا الحديث يدل على انه صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث ركعات بسلام واحد لانه وقع فيما اخرجه النسائی هذا الحديث من طريق قتادة عن عزرة انه قال فيه ولايسلم الا فی آخرهن (بذل المجهود فی حل ابی داؤد، ج۲ ص۳۲۵، باب مايقرأ فی الوتر)

[2] حديث نمبر ۴۶۶۱، كتاب الصلاة، باب كيف التسليم فی الوتر، المكتب الاسلامی، بيروت.

[3] حديث نمبر ۴۶۵۹، وحديث نمبر ۴۶۶۰، كتاب الصلاة، باب كيف التسليم فی الوتر، المكتب الاسلامی، بيروت.

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب تین وتر پڑھا کرتے تھے، اور تیسری (رکعت) میں ہی سلام پھیرتے تھے مغرب کی طرح (ترجمہ ختم)

اس قسم کی روایت کیونکہ حضرت حسن کے علاوہ دیگر سندوں سے بھی مروی ہے، اور حضرت ابی بن کعب سے مرفوع طریقہ پر بھی مروی ہے، اس لئے یہ کہنا کہ حضرت حسن نے، حضرت ابی بن کعب کو نہیں پایا، درست نہیں۔

بالخصوص جبکہ حضرت حسن ایسی بات بغیر مستند سماع کے نہیں کہہ سکتے، اور ان کی مرسل احادیث بھی متعدد محدثین کے نزدیک مقبول ہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے ان کے دورِ خلافت میں رمضان کے مہینے میں مسجدِ نبوی میں اسی طرح تین وتر پڑھایا کرتے تھے، اور صحابۂ کرام وتابعینِ عظام ان کی اقتداء میں اسی طرح تین وتر پڑھتے تھے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

مگر کسی نے اس طرح وتر پڑھنے کے طریقہ پر انکار نہیں کیا، اور آج جو لوگ انکار کرتے ہیں، وہ ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے کرتے ہیں۔

پس حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اتباع میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا تین وتر اس طرح پڑھنا کہ دوسری رکعت پر قعدہ کرنا اور تیسری رکعت کے آخر میں سلام پھیرنا، اور صحابۂ کرام کے دور میں بلانکیر اس پر تعامل ہونا معلوم ہوا۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی روایات

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ، اُن جلیلُ القدر صحابۂ کرام میں سے ہیں، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر وحضر میں طویل صحبت کا شرف حاصل ہوا۔

آپ کی سند سے بھی تین وتر کا ثبوت ملتا ہے۔

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وِتْرُ اللَّيْلِ ثَلَاثٌ كَوِتْرِ النَّهَارِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ (سنن دارقطنی) [1]

ترجمہ: رات کے وتر تین ہیں دن کے وتر یعنی نمازِ مغرب کی طرح (ترجمہ ختم)

بعض حضرات نے اس حدیث کے مرفوع ہونے کی سند کو ضعیف اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف ہونے کو صحیح قرار دیا ہے۔ مگر یہ روایت پھر بھی مرفوع کا حکم رکھتی ہے۔ [2]

---

[1] حدیث نمبر ۱۶۵۳، کتاب الوتر، باب الوتر ثلاث کثلاث المغرب، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۹۳۰۳، شرح معانی الآثار، باب الوتر.

[2] وقال الدارقطنی: يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا هَذَا يُقَالُ لَهُ ابْنُ أَبِي الْحَوَاجِبِ ضَعِيفٌ .وَلَمْ يَرْوِهِ عَنِ الْأَعْمَشِ مَرْفُوعًا غَيْرُهُ.

والحاصل :أن النهاريات كما اختتمت بصلاةِ وِتْرٍ كذلک اختموا صلاةَ الليلِ بالوتر، وعلى الوتر - وبعبارةٍ أخرى -إن وِتْر النهار كما لم يكن مقومًا لسائر النهاريات، كذلک وتر الليل ليس مقومًا لسائر ركعات الليل ليكون تَعَلُّقُه بالجميع سواء ، بل معناه أن آخِرَ النهاريات صلاةٌ وِتْرٌ كذلک فلتكن صلاةُ الليل وترًا، لتصير الوظيفتان -أي وظيفة الليل والنهار -على شاكلةٍ واحدة .وتتصف الوظيفتان بصفة الوترية فتجلبان معنى الأَحِبِّية، إن اللَّهَ وِتْرٌ يحِبُّ الوِتْر فكان الإيتار لمعنىً(فيض البارى للكشميرى ج۳ص ۱۸۹، باب ماجاء فى الوتر)

وقال العينى:قال الدارقطنى لم يروه عن الأعمش مرفوعًا غير يحيى بن زكرياء ، وهو ضعيف، وقال البيهقى :الصحيح، وقفه على ابن مسعود، ورفعه يحيى بن زكرياء بن أبى الحواجب، وهو ضعيف، ورواه الثورى، وعبد اللّه بن نمير، وغيرهما عن الأعمش، فى فوقفوه انتهى(شرح ابى داوٗد للعينى ، ج۵ص ۳۳۰، كتاب الصلاة، باب كم الوتر)

ثم قال :وخبر الوتر ثلاث كوتر النهار المغرب .لا يصح مرفوعا، وإنما هو قول ابن مسعود .قلت: لو سلم عدم صحة المرفوع، فهذا الموقوف فى حكم المرفوع(مرقاة المفاتيح،ج۳ص ۹۴۰، كتاب الصلاة ،باب الوتر)

قلت: ابن ابى الحواجب ذكره ابن حبان فى الثقات كما فى "اللسان" فالرجل مختلف فيه، ومثله يعتبر فه لاسيما ولما رواه شاهد ، فقد اخرج الدارقطنى ايضا عن اسماعيل بن مسلم المكى، عن الحسن، عن سعد بن هشام، عن عائشة مرفوعا نحوه سواء، كما فى "نصب الراية" واسماعيل هذا وان ضعفه الناس ولكن قال ابوحاتم : ليس بمتروک يكتب حديثه، وكذا قال ابن عدى: انه ممن يكتب حديثه ، وقال ابن سعد: قال محمد بن عبدالله الانصارى: كان له رأى وفتوى وبصر وحفظ لحديث كنت اكتب عنه لنباهته اهـ من "التهذيب" ملخصا فالحديث حسن مرفوعا على الاصل الذى ذكرناه غير مرة، والرفع زياده لاتنافى الوقف، فتقبل ممن اختلف فى توثيقه، فبالاولىٰ اذا كان له شاهد مثله (اعلاء السنن ،ج۶ ص ۴۹، باب الايتار بثلاث)

idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

اَلْوِتْرُ ثَلاثُ رَکَعَاتٍ کَصَلاۃِ الْمَغْرِبِ (المعجم الکبیر للطبرانی) [1]

ترجمہ: وتر کی تین رکعتیں ہیں مغرب کی نماز کی طرح (ترجمہ ختم)

اور مصنف ابنِ ابی شیبہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ اَلْوِتْرُ ثَلَاثٌ، کَصَلاۃِ الْمَغْرِبِ وِتْرِ النَّھَارِ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وتر تین ہیں مغرب کی

---

[1] حدیث نمبر ۹۴۲۱، مکتبۃ ابنِ تیمیۃ، قاھرۃ، واللفظ لہٗ، مؤطا امام محمد، حدیث نمبر ۲۶۲.
حدثنا أبو معاویۃ المکفوف عن الأعمش عن مالک بن الحارث عن عبد الرحمن بن یزید عن عبد اللہ بن مسعود قال (مؤطا امام محمد)

قلت: رجالہ رجال مسلم (اعلاء السنن، جلد۶، صفحہ ۴۴باب الایتار بثلاث)

قولہ :أبو معاویۃ المکفوف أی :الممنوع عنہ البصر یعنی الأعمی وھو محمد بن خازم الضریر الکوفی عمی وھو صغیر ثقۃ أحفظ الناس لحدیث الأعمش وقد یھم فی حدیث غیرہ روی عن الأعمش وسفیان وعنہ أحمد وإسحاق وابن معین مات سنۃ ۱۹۵ ھ کذا فی "التقریب" (۱۵۷/۲)و "الکاشف "قولہ :عن الأعمش :بالفتح من العمش بفتحتین وھو عبارۃ عن ضعف البصر وکونہ بحیث یجری منہ الدمع لمرض والمشھور بہ سلیمان بن مھران -بالکسر -الأسدی الکاھلی مولاھم أبو محمد الکوفی أصلہ من طبرستان وولد بالکوفۃ وروی عن أنس ولم یثبت لہ منہ سماع وابن أبی أوفی وأبی وائل وقیس بن أبی حازم والشعبی والنخعی وغیرھم وعنہ أبو إسحاق السبیعی وشعبۃ والسفیانان وغیرھم قال ابن معین :ثقۃ والنسائی :ثقۃ ثبت وابن عمار : لیس فی المحدثین أثبت من الأعمش ومنصور ثبت أیضا إلا أن الأعمش أعرف منہ بالمسند مات سنۃ ۱۴۷ھ وقیل سنۃ ۱۴۶ھ وترجمتہ مطولۃ فی "تھذیب التھذیب"

قولہ :عن مالک بن الحارث قال الذھبی فی "الکاشف "مالک بن الحارث السلمی عن أبی سعید الخدری وعلقمۃ النخعی وعنہ منصور والأعمش ثقۃ مات سنۃ ۹۴ ھ .انتھی

قولہ :عن عبد الرحمن بن یزید بن قیس النخعی نسبۃ إلی نخع بفتحتین قبیلۃ أبو بکر الکوفی روی عن أخیہ الأسود بن یزید وعمہ علقمۃ بن قیس وعن حذیفۃ وابن مسعود وأبی موسی وعائشۃ وغیرھم وعنہ ابنہ محمد وإبراھیم النخعی وأبو إسحاق السبیعی ومنصور وغیرھم قال ابن سعد وابن معین والعجلی والدارقطنی :ثقۃ مات سنۃ ۷۳ھ وقیل سنۃ ۸۳ھ کذا فی "تھذیب التھذیب"(التعلیق الممجد علی المؤطا للامام محمد ،للکنوی، تحت حدیث رقم ۲۶۲)

[2] حدیث نمبر ۶۷۷۹، کتاب الصلاۃ، باب مَنْ قَالَ وِتْرُ النَّھَارِ الْمَغْرِبُ.

Idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نماز کی طرح، جو کہ دن کے وتر ہیں (ترجمہ ختم)

اور معجم کبیر طبرانی اور شرح معانی الآ ثار کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

اَلْوِتْرُ ثَـلَاثٌ، کَوِتْرِ النَّھَارِ، صَلَاۃِ الْمَغْرِبِ (المعجم الکبیر للطبرانی) [1]

ترجمہ: وتر کی تین رکعات ہیں، دن کے وتر مغرب کی نماز کی طرح (ترجمہ ختم)

اور معجم کبیر طبرانی اور مصنف عبدالرزاق کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وِتْرُ اللَّیْلِ کَوِتْرِ النَّھَارِ صَلَاۃِ الْمَغْرِبِ ثَلَاثًا (المعجم الکبیر للطبرانی) [2]

ترجمہ: رات کے وتر دن کے وتر نمازِ مغرب کی طرح تین ہیں (ترجمہ ختم)

مغرب کو دن کے وتر اس لیے فرمایا گیا کہ یہ دن کی باقی ماندہ روشنی میں پڑھے جاتے ہیں، اور یہ بھی تین رکعتیں ہیں، جن میں دوسری رکعت پر قعدہ وتشہُّد اور تیسری رکعت کے آخر میں سلام پھیرا جاتا ہے۔

اور رات کے وتر مغرب کی طرح ہونے کا مطلب بھی واضح طور پر یہی ہے کہ وتر بھی اسی طریقہ سے پڑھے جاتے ہیں۔

اور حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ أَھْوَنُ مَا یَکُوْنُ الْوِتْرُ ثَلَاثَ رَکْعَاتٍ (مؤطا امام محمد) [3]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں خبر دی ہے کہ ہلکے (یعنی نفلوں کے بغیر) وتر تین رکعتیں ہیں (ترجمہ ختم)

---

[1] حدیث نمبر ۹۳۱۰، مکتبۃ ابنِ تیمیۃ، قاھرۃ، وشرح معانی الآثار، حدیث نمبر ۱۷۴۴، باب الوتر.

[2] حدیث نمبر ۹۳۰۹، مکتبۃ ابنِ تیمیۃ، قاھرۃ، مصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر ۴۶۳۵.
قال الھیثمی:
رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد ج۲ ص۲۴۲)

[3] حدیث نمبر ۲۶۵، ابواب الصلاۃ، باب السلام فی الوتر، دار القلم، دمشق.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت ابو عبیدہ سے مروی ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلاَثٍ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَاعِدًا (مصنف ابن ابی شیبۃ) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر تین رکعات پڑھا کرتے تھے رات کے آخری حصہ میں بیٹھ کر (ترجمہ ختم)

ممکن ہے، اس وقت کسی عذر سے آپ بیٹھ کر وتر ادا فرماتے ہوں۔

حضرت محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ اپنی سند سے حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُصَلِّيْ بِنَا فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَيَنْصَرِفُ وَعَلَيْهِ لَيْلٌ، قَالَ الْاَعْمَشُ كَانَ يُصَلِّيْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلاَثٍ (قیام رمضان لمحمد بن نصر المروزی) [2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں رمضان کے مہینے میں تراویح پڑھاتے تھے، اور جب فارغ ہو کر واپس ہوتے تو ابھی رات باقی ہوتی۔

حضرت اعمش کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ان روایات کے مجموعہ سے بھی وتر کی تین رکعت کا پڑھنا ثابت ہوا، جن میں دوسری رکعت پر قعدہ اور آخری رکعت میں سلام پھیرنا بھی شامل ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث میں دو رکعت پر تشہُّد کا حکم بھی ثابت ہے، جو وتر کی نماز کو بھی شامل ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] حدیث نمبر ۶۹۱۵، کتاب الصلاۃ، باب من کان یوتر بثلاث او اکثر.

[2] ص ۲۲۱، باب عدد الرکعات التی یقوم بها الإمام للناس فی رمضان، حدیث أکادمی، فیصل آباد - باکستان.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ وَيَقُوْلُ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِتَشَهُّدٍ (السنن الكبرى للبيهقى) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد اس طرح سکھلایا کرتے تھے، جس طرح قرآن کی سورت سکھلاتے تھے، اور فرماتے تھے کہ تشہد کے بغیر نماز نہیں ہوتی (ترجمہ ختم)

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کا ارشاد مروی ہے۔ [2]

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّشَهُّدَ فِيْ وَسَطِ الصَّلَاةِ وَفِيْ آخِرِهَا (مسند احمد، حديث نمبر ۴۳۸۲، مؤسسة الرسالة، بيروت) [3]

---

[1] حديث نمبر ۳۹۶۳، كتاب الصلاة، باب وجوب التشهد الآخر، دارالكتب العلمية، بيروت، واللفظ لهٔ، مسند البزار حديث نمبر ۱۵۷۱، المعجم الاوسط للطبرانى، حديث نمبر ۴۵۷۴.

قال الهيثمى:

قلت: في الصحيح طرف منه. رواه الطبرانى فى الأوسط وفيه صفدى بن سنان ضعفه ابن معين ورواه البزار برجال موثقين وفى بعضهم خلاف لا يضر إن شاء الله (مجمع الزوائد ج۲ص ۱۴۰)

[2] عن عمر بن الخطاب قال لا تجوز صلاة إلا بتشهد (مصنف عبد الرزاق، حديث نمبر ۳۰۸۰، باب من نسى التشهد)

عَنْ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: لاَ صَلاَةَ إِلَّا بِتَشَهُّدٍ (مصنف ابنِ ابى شيبة، حديث نمبر ۸۸۰۵، كتاب الصلاة، باب فى الرجل ينسى التشهد)

عَنْ مُسْلِمٍ أَبِى النَّضْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ حَمَلَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: قَالَ عُمَرُ: لاَ صَلاَةَ إِلَّا بِتَشَهُّدٍ (مصنف ابنِ ابى شيبة، حديث نمبر ۸۸۰۷، كتاب الصلاة، باب فى الرجل ينسى التشهد)

[3] قال الهيثمى:

رواه أحمد ورجاله موثقون (مجمع الزوائد ج۲ص ۱۴۲)

فى حاشية مسند احمد:

صحيح، وهذا إسناد حسن من أجل ابن إسحاق -وهو محمد- وقد صرح بالتحديث، فانتفت شبهة تدليسه، وباقى رجاله ثقات رجال الشيخين. يعقوب: هو ابن إبراهيم بن سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف. وأخرجه ابن خزيمة (۷۰۲) و (۷۰۸)، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار" (۲۶۲/۱) من طريق ابن إسحاق، بهذا الإسناد.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے درمیان میں (یعنی دوسری رکعت پر) اور نماز کے آخر میں تشہد پڑھنے کی تعلیم دی (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوالاحوص سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُلِّمَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَجَوَامِعَهُ، وَإِنَّا كُنَّا لاَ نَدْرِيْ مَا نَقُوْلُ إِذَا جَلَسْنَا فِي الصَّلَاةِ إِلٰى أَنْ نَذْكُرَ اللّٰهَ حَتّٰى عَلَّمَنَا : "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ الْمُطَيِّبَاتُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ " يَقُوْلُهُ الرَّجُلُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ (مسند ابن أبی شيبة) [1]

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کو فتح اور جمع کرنے والے کلمات کی تعلیم دی گئی، اور ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ جب ہم نماز میں بیٹھیں تو اللہ کا کس طرح ذکر کریں، یہاں تک کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کی تعلیم دی کہ:

"اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ الْمُطَيِّبَاتُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ "

ان کلمات کو آدمی ہر دو رکعت میں کہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت حصین سے بسندِ حسن مروی ہے کہ:

بَلَغَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ أَنَّ سَعْدًا يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ، قَالَ مَا أَجْزَأَتْ رَكْعَةٌ قَطُّ

(المعجم الكبير للطبرانی، حديث نمبر ۹۴۲۲،مكتبة ابنِ تيمية، القاهرة) [2]

---

[1] حديث نمبر ۴۲۳، ج ۱ ص ۲۸۰، دار الوطن ،الرياض.

[2] قال الهيثمی:

رواه الطبرانی فی الكبير، وحصين لم يدرک ابن مسعود وإسناده حسن(مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۴۲)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی کہ سعد ایک رکعت وتر پڑھتے ہیں، تو حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک رکعت کبھی بھی کافی نہیں ہوتی (ترجمہ ختم)

اور مؤطا امام محمد میں حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

مَا أَجْزَأَتْ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ قَطُّ (موطأ الإمام محمد) [1]

ترجمہ: ایک رکعت کبھی بھی کافی نہیں ہوتی (ترجمہ ختم)

کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تین وتر کے قائل تھے، اور تشہد کے بغیر نماز کے جائز ہونے کو درست نہیں سمجھتے تھے، اور تشہد اُن کے نزدیک دوسری رکعت پر ہوتا ہے نہ کہ ایک رکعت پر، اور ایک رکعت وتر پڑھنے کی صورت میں دوسری رکعت کے بجائے پہلی رکعت پر ہی تشہُّد لازم آتا ہے۔

جس کی وجہ سے نماز خلافِ قواعد ہوتی ہے، اس جیسی وجوہات کی بناء پر انہوں نے ایک رکعت وتر کا انکار فرمایا۔ [2]

پس حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ایک سلام کے ساتھ مغرب کی نماز کی طرح وتر کی تین رکعتوں کا دوسری رکعت پر تشہُّد کے ساتھ پڑھنا ثابت ہوا۔

---

[1] حدیث نمبر ۲۶۴، ابواب الصلاۃ، باب السلام فی الوتر، دارالقلم، دمشق.

[2] وَقَدْ حَدَّثَنَا بَكَّارٌ قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ :ثنا حَمَّادٌ ,عَنْ حَمَّادٍ ,عَنْ إِبْرَاهِيمَ ,أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ عَابَ ذَلِكَ عَلَى سَعْدٍ وَمُحَالٌ عِنْدَنَا أَنْ يَكُونَ عَبْدُ اللهِ عَابَ ذَلِكَ عَلَى سَعْدٍ مَعَ نُبْلِ سَعْدٍ وَعِلْمِهِ إِلَّا لِمَعْنًى قَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ ,وَهُوَ أَوْلَى مِنْ فِعْلِهِ ,وَلَوْ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِنَّمَا خَالَفَهُ بِرَأْيِهِ لَمَا كَانَ رَأْيُهُ أَوْلَى مِنْ رَأْيِ سَعْدٍ ,وَلَمَا عَابَ ذَلِكَ عَلَى سَعْدٍ ,إِذَا كَانَ مَا أَخَذَ ذَلِكَ مِنْهُ هُوَ الرَّأْيُ ,وَلَكِنِ الَّذِي عَلِمَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِمَّا خَالَفَ فِعْلَ سَعْدٍ فِي ذَلِكَ هُوَ غَيْرُ الرَّأْيِ (شرح معانی الآثار، تحت حدیث رقم ۱۷۵۵، کتاب الصلاۃ، باب الوتر)

عن ابی حنیفة عن حماد عن ابراهیم انه قال ان سعد بن مالک رضی الله عنه کان یوتر برکعة واحدة فنهاه ابن مسعود رضی الله عنه فقال له انت تورث الجدات فلا تورث الحواء الرکوع (کتاب الآثار لابی یوسف، حدیث نمبر ۳۴۴)

Idaraghufran

نیز حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد بھی تین وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھا کرتے تھے، جس کا ذکر آگے آتا ہے، جن سے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا روایات کو مزید تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔

اور بعض روایات کی سند میں ضعف ہونا نقصان دہ نہیں، کیونکہ مختلف روایات ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں، جیسا کہ پہلے گزرا۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایات

جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنِّيْ تَرَكْتُ الْوِتْرَ بِثَلَاثٍ وَإِنَّ لِيْ حُمْرَ النَّعَمِ (مؤطا امام محمد) [2]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے پسند نہیں کہ میں تین رکعات وتر چھوڑ دوں چاہے مجھے اس کے بدلے سُرخ اونٹ کیوں نہ ملیں (ترجمہ ختم)

ملحوظ رہے کہ حضرت ابراہیم نخعی کی مراسیل محدثین کے نزدیک معتبر ہیں، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

اور ابنِ ابی شیبہ، حمید بن عبدالرحمٰن سے اور وہ حسن بن صالح سے اور وہ عبدالعزیز بن رفیع

---

[1] اور بعض لوگ جو اس موقع پر ہر حدیث میں الگ الگ جزوی علتیں نکال کر تمام حدیثوں پر جرح کرتے ہیں، ان کا یہ طرزِ عمل محدثین کے اصول وقواعد کے مطابق درست نہیں، کیونکہ اولاً تو حدیثِ حسن کی دو قسمیں ہیں، ایک لعینہٖ، اور ایک لغیرہٖ، اور پھر حدیثِ حسن دوسرے شواہد ومؤیدات سے مل کر بعض اوقات صحیح کے درجہ میں پہنچ جاتی ہے۔
اور جس کے کثرت سے شواہدات ومؤیدات موجود ہوں، ان پر فرداً فرداً جرح کر کے تمام احادیث وروایات کا انکار کرنا انتہائی خطرناک طرزِ عمل ہے، جس سے متعصبین کو توبہ کرنی چاہئے، ورنہ آخرت میں ان کی یہ تاویلات کارگر ثابت نہ ہوں گی، اور مؤاخذہ سے بچنے کے لئے مؤثر نہ ہوں گی۔

[2] حدیث نمبر ۲۶۰، ابواب الصلاۃ، باب السلام فی الوتر، دارالقلم، دمشق.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سے روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِالْمَدِيْنَةِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلاَثٍ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [1]

ترجمہ: رمضانُ المبارک میں مدینہ منورہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ [2]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں رمضان میں تراویح اور وتر پڑھانے کے لئے مامور فرمایا تھا، اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے تراویح اور وتر پڑھاتے تھے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ وہ ایک سلام کے ساتھ تین وتر پڑھایا کرتے تھے، کیونکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خود رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سلام کے ساتھ تین وتر پڑھنے کی حدیث کو روایت کرتے ہیں، اور خود بھی ان کا عمل اسی طرح تین وتر پڑھنے کا تھا، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سب لوگوں کو تین وتر پڑھانا اور ان کی اقتداء میں

---

[1] حدیث نمبر ۷۷۶۶، کتاب الصلاة، باب کم یصلی فی رمضان من رکعة.

[2] اس روایت کے تینوں راویوں پر مختصر کلام درجِ ذیل ہے:

(۱) حـمـيـد بن عبد الرحمن بن حميد بن عبد الرحمن الرؤاسى بضم الراء بعدها همزة خـفيفة أبو عوف الكوفى ثقة من الثامنة مات سنة تسع وثمانين وقيل تسعين وقيل بعدها (تقريب التهذيب ج ا ص ۲۴۵)

(۲) الحسن بن صالح بن صالح بن حى وهو حيان بن شفى بضم بالمعجمة والفاء مصغر الهـمـدانـى بسكون الميم الثورى ثقة فقيه عابد رمى بالتشيع من السابعة مات سنة تسع وستين وكان مولده سنة مائة (تقريب التهذيب ج ا ص ۲۰۵)

(۳) عبـد الـعزيز بن رفيع بفاء مصغر الأسدى أبو عبد الملك المكى نزيل الكوفة ثقة مـن الـرابـعة مـات سـنة ثـلاثيـن ويـقـال بـعـدهـا وقـد جـاوز التسعين (تقريب التهذيب ج ا ص ۲۰۳)

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

لوگوں کا مذکورہ طریقہ پر تین وتر پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ جمہور صحابۂ کرام اس طریقہ پر متفق ومجتمع ہوگئے تھے، اسی کو بعض نے اجماع سے تعبیر کردیا ہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ، یزید بن رومان سے، روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً (مؤطاامام مالک) [1]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ بیس رکعات (تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس روایت کی سند قوی ہے۔ [2]

اورامام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی متعدد مقامات پر اس کو روایت کیا ہے۔ [3]

اور ابنِ ابی الدنیا، حضرت شجاع بن مخلد سے اور وہ حضرت ہشیم سے اور وہ حضرت یونس بن

---

[1] حدیث نمبر ۳۸۰، کتاب السهو، باب ما جاء فی قیام رمضان، مؤسسة زاید بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية -أبو ظبی -الإمارات.

[2] يزيد بن رومان المدنی أبو روح مولى آل الزبير ثقة من الخامسة مات سنة ثلاثين وروايته عن أبي هريرة مرسلة ع.(تقريب التهذيب ج ا ص۳۲۳)

قال النسائی :ثقة.وذكره ابن حبان فی كتاب "الثقات"وقال الواقدی وكاتبه محمد بن سعد ، وعمرو بن علی ، ومحمد بن عبد الله بن نمير ، والترمذی :مات سنة ثلاثين ومئة .زاد محمد بن سعد : وكان عالما كثير الحديث ، ثقة.(تهذيب الكمال ج۳۲ص۱۲۳ ، تحت ترجمة يزيد بن رومان ، رقم الترجمة ۶۹۸۶)

رہا اس روایت کا مرسل ہونا تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ ایسی مرسل ہے، جس کو دوسری روایات سے انتہائی قوت حاصل ہے، اور ایسی روایت کے معتبر ہونے میں ایک منصف (نہ کہ متعصب) کے لیے کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔

وعلى مذهب الأكثرين يكون مرسلا لبعض كبار التابعين، وقد سبق أن مرسل التابعی الكبير يحتج به عندنا إذا اعتضد بقول الصحابة. أو قول أكثر العلماء، أو غير ذالک مماسبق. وقد اعتضد هذا الحديث، فقال به من الصحابة رضی الله عنهم، من سنذكره فی فرع مذاهب العلماء اه، كلام النووی. فظهرت صحة الاحتجاج بالحديث المذكور على كل التقديرات (أضواء البيان لمحمد الامين الشنقيطی ، متوفیٰ ۱۳۹۳ھ، ج ا ص ۴۵۷ درذیل سوره مائدة آیت نمبر ۹۶)

[3] (ملاحظه هو:معرفة السنن والآثار للبيهقی، كتاب الصلاة، باب قيام رمضان،شعب الايمان للبيهقی كتاب الصيام ، باب قيام شهر رمضان،السنن الكبرىٰ للبيهقی ،باب ما روی فی عدد ركعات القيام فی شهر رمضان)

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عبید سے اور وہ حضرت حسن سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ:

كَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً، وَالْوِتْرَ ثَلَاثًا (فضائل رمضان لابنِ ابی الدنیا، حدیث نمبر ۴۸، ص۷۸، دار السلف، الریاض -السعودیة)

ترجمہ: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں) رمضان کے مہینہ میں لوگ بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس روایت کے تمام راوی انتہائی اعلیٰ درجہ کے معتبر اور ثقہ راوی ہیں، چنانچہ ابنِ ابی الدنیا جو اس کو روایت کرنے والے ہیں، وہ حافظُ الحدیث ہیں، اوران کی بے شمار تصانیف ہیں۔ [1]

اوراس روایت کے پہلے راوی شجاع بن مخلد ہیں، ان کو بھی محدثین نے ثقہ شمار کیا ہے۔ [2]

اوراس روایت کے دوسرے راوی ہشیم بن بشیر ہیں، یہ بھی معتبر راوی ہیں۔ [3]

---

[1] أبو بكر بن أبي الدنيا البغدادي صدوق حافظ صاحب تصانيف من الثانية عشرة مات سنة إحدى وثمانين وله ثلاث وسبعون(تقريب التهذيب ج ا ص ۵۳۰)

[2] شجاع بن مخلد الفلاس ، أبو الفضل البغوى ،نزيل بغداد ....قال عبد الله بن أحمد بن حنبل : سألت يحيى بن معين عن شجاع بن مخلد ، فقال :أعرفه ، ليس به بأس ، نعم الشيخ أو نعم الرجل ، ثقة.وقال صالح بن محمد البغدادى : صدوق.وقال إبراهيم الحربى : حدثنى شجاع بن مخلد ولم نكتب ها هنا عن أحد خير منه .وذكره ابن حبان فى كتاب "الثقات "وقال الحسين بن فهم : شجاع بن مخلد من أبناء أهل خراسان من البغيين ، وهو ثقة ثبت ، (تهذيب الكمال ج۱۲ ص ۳۷۹ تحت ترجمة شجاع بن مخلد)

شجاع بن مخلد الفلاس أبو الفضل البغوى نزيل بغداد صدوق وهم فى حديث واحد رفعه وهو موقوف فذكره بسببه العقيلى من العاشرة مات سنة خمس وثلاثين(تقريب التهذيب ج ا ص ۴۱۲)

[3] رہا بعض حضرات کا ان کو مدلس قرار دینا تو مبحوث فیہ روایت میں انہوں نے عنعنہ کے بغیر اس کو تحدیث کے ساتھ روایت کیا ہے۔

هشيم بن بشير بن القاسم بن دينار السلمى ، أبو معاوية بن أبى خازم ، وقيل :أبو معاوية بن بشير بن أبى خازم ، الواسطى ، قيل :إنه بخارى الاصل ....قال أبو داود : قال أحمد بن حنبل :ليس أحد أصح حديثا عن حصين بن هشيم .وقال أحمد بن على الابار : سمعت على بن حجر يقول :هشيم فى أبى بشر مثل ابن عيينة فى الزهرى ، سبق الناس هشيم فى أبى بشر .وقال إبراهيم بن موسى الرازى ، عن عنبسة بن سعيد ، عن ابن المبارك :من غير الدهر حفظه ، فلم يغير حفظ هشيم.وقال أحمد بن سنان القطان : سمعت عبد الرحمن بن مهدى يقول :حفظ هشيم عندى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara ghufran

اوراس روایت کے تیسرے راوی یونس بن عبید ہیں، جو بہت بڑے محدث ہیں۔ [1]
اوراس روایت کے آخری راوی مشہور تابعی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ ہیں، جن کی مرسل احادیث کو بھی قبولیت کا مقام حاصل ہے، اوراس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أثبت من حفظ أبي عوانة ، وكتاب أبي عوانة أثبت عندى من حفظ هشيم .وقال محمد بن عبد الله بن عمار الموصلى : إذا اختلف أبو عوانة وهشيم فالقول قول هشيم ، لم يعد عليه خطأ .وقال أحمد بن عبد الله العجلى : هشيم واسطى ثقة ، وكان يدلس .وقال عبد الرحمن بن أبي حاتم : سئل أبي عن هشيم ، ويزيد بن هارون ، فقال :هشيم أحفظهما .وقال أيضا سألت أبي عن هشيم ، فقال :ثقة ، وهشيم أحفظ من أبي عوانة .وقال أيضا : سئل أبو زرعة عن جرير وهشيم ؟ فقال : هشيم أحفظ .وقال محمد بن سعد : كان ثقة ، كثير الحديث ، ثبتا ، يدلس كثيرا ، فما قال في حديثه أخبرنا فهو حجة ، وما لم يقل فيه أخبرنا فليس بشىء .وقال سليمان بن إسحاق الجلاب أيضا ، عن إبراهيم(تهذيب الكمال ج٣٠ص ٢٧٢، تحت ترجمة هشيم بن بشير)

[1] يونس بن عبيد بن دينار العبدى ، أبو عبد الله ، ويقال :أبو عبيد البصرى ، مولى عبدالقيس .رأى إبراهيم النخعي ، وأنس بن مالك ، وسعيد بن جبير ....وذكره محمد بن سعد في الطبقة الرابعة من أهل البصرة ، وقال : كان ثقة كثير الحديث .وقال أبو طالب عن أحمد بن حنبل ، وإسحاق بن منصورعن يحيى بن معين ، وأبو عبد الرحمن النسائى :ثقة.وقال عثمان بن سعيد الدارمى : قلت ليحيى بن معين :يونس بن عبيد أحب إليك في الحسن أو حميد ، يعنى الطويل ؟ فقال :كلاهما.وقال على ابن المدينى : يونس بن عبيد أثبت في الحسن من ابن عون .وقال أبو زرعة : يونس بن عبيد أحب إلي في الحسن من قتادة ، لان يونس من أصحاب الحسن ، وقتادة ليس من أقران يونس ، ويونس أحب إلي من هشام بن حسان.وقال أبو حاتم : ثقة ، وهو أحب إلي من هشام بن حسان وأكبر من سليمان التيمى ، ولا يبلغ التيمى منزلة يونس بن عبيد(تهذيب الكمال ج٣٢ص٥١٧،تحت ترجمة يونس بن عبيد)

يونس بن عبيد بن دينار العبدى أبو عبيد البصرى ثقة ثبت فاضل ورع من الخامسة مات سنة تسع وثلاثين(تقريب التهذيب ج٢ص ٣٤٩)

[2] الحسن بن أبي الحسن ، واسمه يسار ،البصرى ، أبو سعيد ، مولى زيد بن ثابت ، ويقال : مولى جابر بن عبد الله ، ويقال :مولى جميل بن قطبة بن عامر بن حديدة ، ويقال :مولى أبي اليسر ، وأمه خيرة مولاة أم سلمة ، زوج النبي صلى الله عليه وسلم ....وقال محمد بن أحمد بن محمد بن أبي بكر المقدمى :سمعت على ابن المدينى ، يقول :مرسلات يحيى بن أبي كثير ، شبه الريح ، ومرسلات الحسن البصرى التي رواها عنه الثقات صحاح ما أقل ما يسقط منها .وقال أبو أحمد بن عدى :سمعت الحسن بن عثمان يقول :سمعت أبا زرعة يقول :كل شىء قال الحسن : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "، وجدت له أصلا ثابتا ، ما خلا أربعة أحاديث(تهذيب الكمال ج٦ص ٩٦)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

كَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً يُطِيْلُوْنَ فِيْهَا الْقِرَاءَةَ وَيُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ (قيام رمضان لمحمد بن نصر المروزى) [۱]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ رمضان کے مہینہ میں بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے، جن میں لمبی قرائت کیا کرتے تھے، اور تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت محمد بن کعب قرظی، جلیل القدر تابعی ہیں۔

جنہوں نے متعدد صحابۂ کرام کی زیارت کی ہے، اور آخر میں مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی، اور بعض حضرات کے بقول ان کی ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوئی ہے۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحسن بن أبى الحسن البصرى واسم أبيه يسار بالتحتانية والمهملة الأنصارى مولاهم ثقة فقيه فاضل مشهور وكان يرسل كثيرا ويدلس قال البزار كان يروى عن جماعة لم يسمع منهم فيتجوز ويقول حدثنا وخطبنا يعنى قومه الذين حدثوا وخطبوا بالبصرة هو رأس أهل الطبقة الثالثة مات سنة عشر ومائة وقد قارب التسعين(تقريب التهذيب ج ١ ص ٢٠٢)

[۱] ص ٢٢٠ ،باب عدد الركعات التى يقوم بها الإمام للناس فى رمضان ،حديث أكادمى، فيصل آباد -باكستان.

[۲] محمد بن كعب بن سليم.وقال محمد بن سعد: محمد بن كعب بن حيان بن سليم ، بن أسد القرظى ، أبو حمزة ، وقيل :أبو عبد الله المدنى ، من حلفاء الاوس بن حارثة .وكان أبوه من سبى قريظة .سكن الكوفة ثم تحول إلى المدينة فسكنها ، واشترى بها مالا ....

ذكره محمد بن سعد فى الطبقة الثالثة من أهل المدينة ، وقال :كان ثقة ، عالما ، كثير الحديث ، ورعا .وقال على بن المدينى ، وأبو زرعة : ثقة.وقال العجلى ، مدنى ، تابعى ، ثقة ، رجل صالح ، عالم بالقرآن .وقال البخارى: كان أبوه ممن لم ينبت يوم قريظة فترك .قال :وحدثنى ابن بشار ، قال :حدثنا أبو بكر ، يعنى الحنفى ، قال :حدثنا الضحاك بن عثمان ، عن أيوب بن موسى ، قال : سمعت محمد بن كعب القرظى ، قال :سمعت عبد الله بن مسعود ، عن النبى صلى الله عليه وسلم "من قرأ حرفا من كتاب الله فله حسنة ."قال البخارى :لا أدرى حفظه أم لا .وقال أبو داود :سمع من على ، ومعاوية ، وعبد الله بن مسعودوقال فى موضع آخر :سمعت قتيبة بن سعيد يقول :بلغنى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

دَفَنَّا أَبَا بَكْرٍ لَيْلًا ،فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ لَمْ أُوْتِرْ، فَقَامَ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهٗ ، فَصَلّٰى بِنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ، لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِيْ آخِرِهِنَّ (شرح معانی الآثار، حدیث نمبر ۱۷۴۲، کتاب الصلاۃ ،باب الوتر)

ترجمہ: ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو (فوت ہونے پر) رات کے وقت دفن کیا (فراغت پر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں نے وتر نہیں پڑھے، آپ کھڑے ہوئے تو ہم نے بھی آپ کے پیچھے صف باندھ لی، آپ نے ہمیں تین رکعات نمازِ وتر پڑھائی اور سلام فقط ان کے آخر ہی میں پھیرا (ترجمہ ختم)

حضرت مسور بن مخرمہ اور ان کے والد دونوں کا شمار صحابۂ کرام میں ہوتا ہے۔ [1]

اور ظاہر ہے کہ اس موقع پر دیگر جلیل القدر صحابۂ کرام بھی موجود تھے، جن میں سے کسی نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تین وتروں کو ایک سلام کے ساتھ پڑھنے پر نکیر نہیں کی۔

رہا بعض کا یہ وہم کہ ممکن ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین وتر اس طرح پڑھے ہوں کہ درمیانی قعدہ نہ کیا ہو، یہ سراسر لاعلمی کی بات ہے، کیونکہ اگر ایسا ہوتا، تو یہ طریقہ عام نمازوں کے طریقے کے خلاف ہوتا، کیونکہ کوئی دو رکعت سے زیادہ کی نماز ایسی نہیں، جس میں دو رکعت پر قعدہ نہ کیا جاتا ہو۔

اس لیے ایسا ہونے کی صورت میں اس کا روایت میں ضرور ذکر آتا۔ واذلا، فلا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أن محمد بن كعب رأى النبي صلى الله عليه وسلم.وقال الترمذي : سمعت قتيبة بن سعيد يقول : بلغني أن محمد بن كعب القرظي ولد في حياة النبي صلى الله عليه وسلم(تهذيب الكمال ج۲۶ ص ۳۴۴)

اور مرسل حدیث کے بارے میں اس بات سے اہلِ علم واقف ہیں کہ دوسری مرسل یا متصل ضعیف حدیث سے یہ قوت حاصل کرلیتی ہے، جبکہ یہاں قوی متصل و مرسل متعدد روایات موجود ہیں۔

[1] مسور بن مخرمة بن نوفل بن أهيب :عن عبد مناف بن زهرة الزهري أبو عبد الرحمن، له ولأبيه صحبة(مغاني الاخيار، تحت رقم الترجمة ۵۹۲)

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت ابنِ سباق سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ دَفَنَ أَبَا بَكْرٍ لَيْلاً ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَأَوْتَرَ بِثَلاَثٍ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۶۸۹۱، کتاب الصلاة، باب من کان یوتر بثلاث أو أکثر)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات میں دفن کیا، پھر مسجد میں داخل ہوئے، اور وتر کی تین رکعات پڑھیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت مکحول سے روایت ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ أَوْتَرَ بِثَلاَثِ رَكَعَاتٍ لَمْ يَفْصِلْ بَيْنَهُنَّ بِسَلاَمٍ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [1]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تین رکعات وتر پڑھے اور تینوں رکعتوں میں سلام کے ذریعہ فصل نہیں کیا (یعنی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرا، بلکہ صرف آخر میں ہی سلام پھیرا) (ترجمہ ختم)

یہ روایت پہلی روایات سے مل کر حسن درجے میں داخل ہے۔ [2]

---

[1] حدیث نمبر ۶۹۰۱، کتاب الصلاة ،باب من کان یوتر بثلاث او اکثر.

[2] حضرت مکحول جلیل القدر تابعی ہیں، اور ان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عدمِ سماعت اس لئے مضر نہیں کہ اس سے پہلی روایت میں مسور بن مخرمہ سے اتصال کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل مروی ہے، اور ابوالزبیر کو حضرت یحیٰ بن معین، اور امام نسائی، اور ایک جماعت نے ثقہ قرار دیا ہے، اور امام بخاری نے ابوالزبیر کی روایت تائیداً لی ہے، اور بعض نے ان پر جو جرح کی ہے، وہ کمزور جرح ہے، جو ان کو حسن درجے میں ہی داخل رکھتی ہے۔

اور خود حضرت مکحول سے بھی تین وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھنا ثابت ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

پھر جمہور فقہاء کے نزدیک اس طرح کی مرسل حدیث بذاتِ خود حجت ہے، اور جو اس کو حجت نہیں مانتا، وہ اس کا اپنا معاملہ ہے، اس کا دعویٰ دوسروں پر حجت نہیں۔

أبو الزبير محمد بن مسلم بن تدرس الامام الحافظ الصدوق، أبو الزبير القرشي الاسدى المكي مولى حكيم بن حزام .روى عن جابر بن عبدالله، وابن عباس، وابن عمر، وعبد الله بن عمرو، وأبى الطفيل، وابن الزبير، وحديثه عن عائشة أظنه منقطعا......روى ابن عيينة، عن أبى الزبير قال :كان عطاء يقدمنى إلى جابر أحفظ لهم الحديث .وعن يعلى بن عطاء قال :حدثنى أبو الزبير، وكان أكمل الناس عقلا وأحفظهم.وأما أيوب السختيانى، فكان إذا روى عنه، قال :حدثنا أبو الزبير، وأبو الزبير

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Iqra ghufran

اور حضرت حبیب معلم سے مروی ہے کہ:

قِيْلَ لِلْحَسَنِ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ أَفْقَهُ مِنْهُ، كَانَ يَنْهَضُ فِي الثَّالِثَةِ بِالتَّكْبِيْرِ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: حضرت حسن سے کہا گیا کہ ابنِ عمر وتر کی دوسری رکعت میں سلام پھیر دیتے تھے، تو حضرت حسن نے فرمایا کہ (خلیفۂ راشد) حضرت عمر، اُن سے زیادہ فقیہ تھے، وہ (دوسری رکعت سے) تکبیر کہہ کر تیسری رکعت کے لئے (سلام

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أبو الزبير .قال أحمد بن حنبل : يضعفه بذلک .وقال يحيى بن معين، والنسائى، وجماعة :ثقة.وأما أبو زرعة وأبو حاتم، والبخارى، فقالوا :لا يحتج به.وقد أخرج البخارى فى "صحيحه "لابى الزبير مقرونا بغيره.قال أبو أحمد بن عدى :هو فى نفسه ثقة، إلا أن يروى عنه بعض الضعفاء ، فيكون ذلک من جهة الضعيف .قلت :هذا القول يصدق على مثل الزهرى وقتادة، وقد عيب أبو الزبير بأمور لا توجب ضعفه المطلق، منها التدليس .وقد روى محمد بن جعفر المدائنى، عن ورقاء ، قلت لشعبة :لم تركت حديث أبى الزبير ؟ قال :رأيته يزن ويسترجح فى الميزان.وروى أبو داود، عن شعبة، قال :لم يكن فى الدنيا شء أحب إلى من رجل يقدم من مكة، فأسأله عن أبى الزبير......قال محمد بن عثمان العبسى :سألت على بن المدينى عن أبى الزبير، فقال :ثقة ثبت.وقال عثمان بن سعيد :سألت يحيى :أيما أحب إليک أبو الزبير أو ابن المنكدر ؟ فقال :كلاهما ثقتان .وقال أبو محمد بن حزم :فلا أقبل من حديثه إلا ما فيه " :سمعت جابر "وأما رواية الليث عنه فأحتج بها مطلقا، لانه ما حمل عنه إلا ما سمعه من جابر، وعمدة ابن حزم حكاية الليث، ثم هى دالة على أن الذى عنده إنما هو مناولة فالله أعلم أسمع ذلک منه أم لا (سير اعلام النبلاء ج۵ص ۳۸۰، تا ۳۸۴)

أَمَّا عَلَى مَذْهَبِ مَنْ يَحْتَجُّ بِالْمُرْسَلِ :كَمَالِكٍ ، وَأَبِى حَنِيفَةَ ، وَأَحْمَدَ ، فَلَا إِشْكَالَ ، وَأَمَّا عَلَى مُذْهَبِ مَنْ لَا يَحْتَجُّ بِالْمُرْسَلِ :فَمُرْسَلُ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ حُجَّةٌ عِنْدَ كَثِيرٍ مِمَّنْ لَا يَحْتَجُّ بِالْمُرْسَلِ ، وَلَا سِيَّمَا أَنَّهُ اعْتَضَدَ بِحَدِيثِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ .فَعَلَى قَوْلِ مَنْ يُصَحِّحُ سَمَاعَ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ ; فَلَا إِشْكَالَ فِي ثُبُوتِ ذَلِكَ ;لِأَنَّهُ حِينَئِذٍ حَدِيثٌ صَحِيحٌ مُتَّصِلٌ وَأَمَّا عَلَى قَوْلِ مَنْ لَا يُثْبِتُ سَمَاعَ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ -فَأَقَلُّ دَرَجَاتِهِ أَنَّهُ مُرْسَلٌ صَحِيحٌ ، اعْتَضَدَ بِمُرْسَلٍ صَحِيحٍ .وَمِثْلُ هَذَا يَحْتَجُّ بِهِ مَنْ يَحْتَجُّ بِالْمُرْسَلِ وَمَنْ لَا يَحْتَجُّ بِهِ ، وَقَدْ قَدَّمْنَا فِي "سُورَةِ الْمَائِدَةِ "، كَلَامَ الْعُلَمَاءِ فِي سَمَاعِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ ، وَقَدَّمْنَا فِي "سُورَةِ الْأَنْعَامِ "أَنَّ مِثْلَ هَذَا الْمُرْسَلِ يَحْتَجُّ بِهِ بِلَا خِلَافٍ عَنْهُ الْأَئِمَّةُ الْأَرْبَعَةُ (أضواء البيان فى إيضاح القرآن بالقرآن، سورة النحل، تحت آيت ۱۴)

[1] حديث نمبر ۱۱۴۱، كتاب الوتر، دارالكتب العلمية،بيروت، واللفظ لهٗ،السنن الكبرى،للبيهقى، حدث نمبر ۴۸۰۸.

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پھیرے بغیر) کھڑے ہو جایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت حسن رحمہ اللہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وتر کی تین رکعات ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کے عمل سے واقف اور اسی کے قائل تھے۔

اور امام حاکم نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسی طرح وتر پڑھنے کا اعتراف فرمایا ہے۔

چنانچہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لاَ يُسَلِّمُ إِلَّا فِيُ آخِرِهِنَّ وَهٰذَا وِتْرُ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَعَنْهُ أَخَذَهُ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور سلام فقط آخری رکعت میں ہی پھیرتے تھے (اس کے بعد امام حاکم فرماتے ہیں)

اور یہی امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بھی وتر ہیں، انہیں سے تین وتر اہلِ مدینہ نے لئے ہیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک سلام اور دو تشہدوں کے ساتھ وتر پڑھنے کا مسئلہ مسلَّمہ ہے، اور اس کا انکار کرنا لاعلمی یا خیانت پر مبنی ہے۔ [2]

اور بعض حضرات کا یہ کہنا کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں، اس لئے یہ روایت معتبر نہیں، یہ بات درست نہیں، کیونکہ حضرت حسن کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل احادیث بھی متعدد محدثین کے نزدیک معتبر ہیں۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرسل کے معتبر ہونے میں کیا مانع ہے، اور اگر پھر بھی کوئی اس کو تسلیم نہیں کرتا، تو یہ معاملہ اس کا اپنا ہے، جب وہ بڑے بڑے محدثین کی بات کو اپنے اوپر

---

[1] حديث نمبر ۱۱۴۰، كتاب الوتر، دار الكتب العلمية، بيروت.

[2] فكون عمر موترا بثلاث موصولة مشهور لايشك فيه (اعلاء السنن، ج۶ ص۴۳، باب الايتار بثلاث)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حجت نہیں سمجھتا، تو دوسروں پر اس کی بات کیسے حجت ہو سکتی ہے۔ [۱]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایات

خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ (مسند احمد) [۲]

---

[۱] الحسن بن أبى الحسن ، واسمه يسار ،البصرى ، أبو سعيد ، مولى زيد بن ثابت ، ويقال :مولى جابر بن عبد الله ، ويقال :مولى جميل بن قطبة بن عامر بن حديدة ، ويقال :مولى أبى اليسر ، وأمه خيرة مولاة أم سلمة ، زوج النبى صلى الله عليه وسلم............وقال محمد بن أحمد بن محمد بن أبى بكر المقدمى :سمعت على ابن المدينى ، يقول :مرسلات يحيى بن أبى كثير ، شبه الريح ، ومرسلات الحسن البصرى التى رواها عنه الثقات .صحاح ما أقل ما يسقط منها .وقال أبو أحمد بن عدى :سمعت الحسن بن عثمان يقول :سمعت أبا زرعة يقول :كل شىء قال الحسن :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "، وجدت له أصلا ثابتا ، ما خلا أربعة أحاديث(تهذيب الكمال ج٦ص٩٦)

الحسن بن أبى الحسن البصرى واسم أبيه يسار بالتحتانية والمهملة الأنصارى مولاهم ثقة فقيه فاضل مشهور وكان يرسل كثيرا ويدلس قال البزار كان يروى عن جماعة لم يسمع منهم فيتجوز ويقول حدثنا وخطبنا يعنى قومه الذين حدثوا وخطبوا بالبصرة هو رأس أهل الطبقة الثالثة مات سنة عشر ومائة وقد قارب التسعين(تقريب التهذيب ج ا ص ٢٠٢)

[۲] حديث نمبر ٦٨٥، مؤسسة الرسالة، بيروت.

حاشية مسند احمد:

حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف لضعف الحارث الأعور .أبو بكر :هو ابن عياش الأسدى الكوفى، وأبو إسحاق :هو السبيعى.

وأخرجه الترمذى ٤٦٩عن هناد، عن أبى بكر بن عياش، بهذا الإسناد .وانظر رقم ٦٧٨ .وفى الباب عن أبى أيوب الأنصارى عند أحمد ٥/٤١٨، وصححه ابن حبان ٢٤٠٧ وعن عائشة عند أحمد ٦/١٥٥، ١٥٦، وصححه الحاكم ١/٣٠٤، ووافقه الذهبى .وعن ابن عباس عند أحمد أيضاً ٢٧٢٠.

والحديث سقيم من جهة السند لوجود الحارث الاعور ولكنى اقول الحارث بن عبدالله الاعور وان كذبه الشعبى فقد وثقه ابن معين واحمد بن صالح المصرى وابن عبدالبر وغيرهم حتى قال ابن عبدالبر :اظن الشعبى عوقب بقوله فى الحارث كذاب الخ، علا ان المحقق ان تكذيب الشعبى اياه انما هو فى رأيه لافى روايته وفى مسند احمد عن وكيع عن ابيه قال حبيب بن ابى ثابت لابى اسحاق حين حدث عن الحارث عن على فى الوتر ياابا اسحاق حديثك هذا ملأ مسجدك ذهبا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر تین رکعات پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور ایک اور سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَإِذَا كَانَ أَوْ قَرُبَ الْفَجْرُ أَوْتَرَ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ، حَتّٰى إِذَا انْفَجَرَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ (مسند البزار) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو آٹھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے، اور جب فجر کا وقت قریب ہوتا تھا، تو تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے، یہاں تک کہ جب فجر طلوع ہوجاتی تھی، تو فجر سے پہلے دو رکعتیں (سنت) پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت زاذان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ (مصنف ابن ابی شیبة) [2]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ وتر تین رکعات پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

مذکورہ روایات ایک دوسرے کے مطابق ہونے کی وجہ سے حسن درجے سے کم نہیں ہیں۔

اور آگے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے بارے میں آتا ہے کہ وہ وتروں کی تین رکعات اس طرح پڑھتے تھے کہ دو پر سلام نہیں پھیرتے تھے، بلکہ آخر میں ہی سلام پھیرتے تھے۔

اور ظاہر ہے کہ انہوں نے یہ طریقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی حاصل کیا تھا۔

پس خلیفۂ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد دوسرے جلیلُ القدر خلیفۂ راشد، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی وتر کی تین رکعات کا پڑھنا ثابت ہوا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كما فى التهذيب ، ثم بعد كل ذلك ان الحديث له شواهد صحيحة من حديث عائشة وغيرها فى الايتار بثلاث كما تقدم نبذ منها، ويأتى فلايضر مذهب ابى حنيفة اصلا (معارف السنن ج۴ ص ۲۱۸، باب ماجاء فى الوتر بثلاث)

[1] حديث نمبر ۹۲۴، مكتبة العلوم والحكم -المدينة المنورة.

[2] حديث نمبر ۶۹۱۴، كتاب الصلاة، باب من كان يوتر بثلاث او اكثر.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات

حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّهٗ کَانَ یُوْتِرُ بِثَلَاثِ سُوَرٍ بِسَبِّحِ اسْمِ رَبِّکَ الْأَعْلٰی، وَقُلْ یَا أَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ، وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (قَالَ إِسْمَاعِیلُ :وَقَفَهٗ زُهَیْرٌ وَرَفَعَهٗ إِسْرَائِیلُ، السنن الکبری للبیهقی) [1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تین سورتوں کے ساتھ وتر پڑھا کرتے تھے، سبح اسم ربک الاعلی، اور قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد کے ساتھ (ترجمہ ختم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی وتر کی تین رکعات کا پڑھنا معلوم ہوا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

لَا تُوْتِرُوْا بِثَلَاثٍ أَوْتِرُوْا بِخَمْسٍ أَوْ بِسَبْعٍ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ (سنن دارقطنی) [2]

ترجمہ: تم تین وتر نہ پڑھو، پانچ وتر پڑھو، یا سات وتر پڑھو، اور تم مغرب کی نماز سے مشابہت نہ کرو (ترجمہ ختم)

اس حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ وتروں کو اس طرح نہ پڑھو کہ خالی وتر کی تین رکعت پڑھ لو، بلکہ ان سے پہلے کچھ نوافل بھی پڑھو۔

کیونکہ اس حدیث میں پہلے تو تین وتر پڑھنے سے منع کیا گیا، اور پھر پانچ یا سات وتر پڑھنے کا حکم فرمایا گیا، تاکہ مغرب کی نماز کے ساتھ مشابہت لازم نہ آئے۔

اور پانچ یا سات وتر پڑھنے سے مراد یہی ہے کہ اس کے ساتھ الگ سے دو، چار نفلیں پڑھ لو۔

---

[1] حدیث نمبر ۴۸۵۸، کتاب الصلاة، باب ما یقرأ فی الوتر بعد الفاتحة، دار الکتب العلمیة، بیروت.

[2] حدیث نمبر ۱۶۵۰، کتاب الوتر، باب لا تشبهوا الوتر بصلاة المغرب، مؤسسة الرسالة، بیروت.

idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نوافل کے ساتھ وتر پڑھنا ثابت ہے، اور پانچ، سات کو جو وتر کہا گیا ہے، وہ اسی معنیٰ کر ہے۔

چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ مَعْنٰى مَا رُوِىَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ، قَالَ إِنَّمَا مَعْنَاهُ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مَعَ الْوِتْرِ فَنُسِبَتْ صَلَاةُ اللَّيْلِ إِلَى الوِتْرِ (سنن الترمذی)[1]

ترجمہ: اسحاق بن ابراہیم نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو یہ مروی ہے کہ وہ تیرہ وتر پڑھا کرتے تھے، اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ رات میں تیرہ رکعتیں وتر کے ساتھ پڑھا کرتے تھے، پس رات کی نماز کی نسبت وتر کی طرف کردی گئی ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت پہلے گزر چکی ہے کہ:

لَا تُوْتِرْ بِثَلَاثٍ بُتْرٍ، صَلِّ قَبْلَهَا رَكْعَتَيْنِ، أَوْ أَرْبَعًا (مصنف ابن ابی شیبة)[2]

ترجمہ: تنہا تین وتر نہ پڑھئے، ان سے پہلے (یعنی الگ سلام کے ساتھ) دو رکعتیں یا چار رکعتیں پڑھئے (ترجمہ ختم)

جب تین وتر کے ساتھ، دو یا چار یا زیادہ رکعتیں نفل کی پڑھ لی جائیں گی، تو تین وتر کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کو مجازاً پانچ، یا سات یا اس سے زیادہ وتر کہہ دیا جائے گا۔

اور اگر کوئی اس مطلب سے اتفاق نہ کرے، تو پھر اس سے یہ لازم آتا ہے کہ تین وتر پڑھنا سرے سے جائز ہی نہیں، اور یہ مطلب صحیح احادیث اور صحابہ وتابعین کے عمل کے خلاف ہوگا، اور ہم نے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث کا مطلب بیان کیا، وہ خود

---

[1] ابواب الوتر، باب ماجاء فی الوتر بسبع، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی -مصر.
[2] حدیث نمبر ۶۸۹۸، کتاب الصلاة، باب من کان یوتر بثلاث او اکثر.

Idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی دوسری روایات کے الفاظ سے ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ:

لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ تَشَبَّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ، وَلَكِنْ أَوْتِرُوا بِخَمْسٍ، أَوْ بِسَبْعٍ، أَوْ بِتِسْعٍ، أَوْ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ (مستدرک حاکم)[1]

ترجمہ: تم تین وتر نہ پڑھو، مغرب کی نماز کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہوئے، بلکہ پانچ وتر پڑھو، یا سات یا نو یا گیارہ رکعت، یا اس سے زیادہ (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک موقوف روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ تَشَبَّهُوا بِالْمَغْرِبِ وَلٰكِنْ أَوْتِرُوا بِخَمْسٍ أَوْ بِسَبْعٍ أَوْ بِتِسْعٍ أَوْ بِإِحْدَى عَشْرَةَ (شرح معانی الآثار)[2]

ترجمہ: تم وتر کی تین رکعات مغرب کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے نہ پڑھو، بلکہ پانچ یا سات، یا نو، یا گیارہ وتر پڑھو (ترجمہ ختم)

اور اگر کوئی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی پہلی روایت کا یہ مطلب بیان کرے کہ مغرب کی نماز کی مشابہت نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ وتر کی تین رکعت ایک سلام اور دو قعدوں کے ساتھ نہ پڑھی جائے، بلکہ یا تو ایک رکعت پڑھی جائے، یا دو رکعت پر سلام پھیر دیا جائے، یا پھر دوسری رکعت پر بالکل قعدہ نہ کیا جائے۔

تو یہ مطلب خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جمہور صحابۂ کرام کے عمل کے خلاف ہے، کیونکہ ان سے مغرب کی طرح دو قعدوں اور ایک سلام کے ساتھ تین وتر پڑھنا ثابت ہے، اور اس پر جمہور امت کا اجماع ہے کہ دو تشہد اور

---

[1] حدیث نمبر ۱۱۳۷، کتاب الوتر، دار الکتب العلمیة، بیروت، سنن البیهقی، حدیث نمبر ۴۸۱۶.

[2] حدیث نمبر ۱۷۳۹، کتاب الصلاة، باب الوتر)

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ایک سلام کے ساتھ تین وتر پڑھنا جائز ہے۔ ل

ل فَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ كَرِهَ إِفْرَادَ الْوِتْرِ حَتَّى يَكُونَ مَعَهُ شَفْعٌ عَلَى مَا قَدْ رَوَيْنَا قَبْلَ هَذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَيَكُونُ ذَلِكَ تَطَوُّعًا قَبْلَ الْوِتْرِ وَفِي ذَلِكَ نَفْيُ الْوَاحِدَةِ أَنْ تَكُونَ وِتْرًا .وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ عَلَى مَعْنَى مَا ذَكَرْنَا مِنْ حَدِيثِ أَبِي أَيُّوبَ فِي التَّخْيِيرِ إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ إِبَاحَةُ الْوِتْرِ بِالْوَاحِدَةِ(شرح معانی الآثار، تحت حديث رقم ١٧٣٩، كتاب الصلاة، باب الوتر)

ای لاتوتر بثلاث منفصلة عما سبقها من الصلاة كالمغرب المنفصل عما يوتره من صلوات النهار مراعاة للفرق بين الفرض والواجب وتنبيها على كون وتر النهار اى المغرب صلاة مستقلة فى نفسها بخلاف وتر الليل فانه تابع ولهذا ليس له وقت منفرد عن وقت العشاء ولم يشرع له اذان ولااقامة(فتح الملهم شرح صحيح مسلم، ج٢ص٢٩٣)

لا توتروا بثلاث وأوتروا بخمس أو سبع، ولا تشبهوا الوتر بصلاة المغرب ، مع أنه لو صح لحمل على أول الأمر لما سيأتى من الأحاديث الصحيحة الصريحة أنه -عليه السلام -صلى الوتر ثلاثا موصولا، أو المراد منه النهى التنزيهى عن الاقتصار فى صلاة الليل على ثلاث ركعات، ويؤيده قوله: أوتروا بخمس أو سبع للإجماع على جواز الثلاث وعلى عدم وجوب الخمس والسبع، وقوله عليه الصلاة والسلام " :لا تشبهوا الوتر بصلاة المغرب "، أى :فى أنه لا يسبقه صلاة، أو بأن يكون بلا قنوت(مرقاة، ج٣ص٩٤٠، كتاب الصلاة، باب الوتر)

("ومن أحب أن يوتر بثلاث ") أى :بتسليمة كما عليه أئمتنا ولا خلاف فى جوازه عند الكل، وإنما الخلاف عندهم فى التفضيل، قال النووى :والخلاف فى التفضيل بين الوصل والفصل، إنما هو فى الثلاث، أما ما زاد عليها فالفصل فيه أفضل قطعا، أى :وإن نقص عدده عن الموصول، فيكون الأول أفضل من حيث زيادة الفصل، والثانى أفضل من حيث زيادة العدد، أو بتسليمتين على مقتضى مذهب الشافعى("فليفعل ") : وهو بظاهره ينافى ما ذكره ابن حجر من أنه صح حديث " :لا توتروا بثلاث وأوتروا بخمس أو سبع ولا تشبهوا الوتر بصلاة المغرب "فالجمع على تقدير صحته أن النهى للتنزيه على الاقتصار بثلاث المتضمن لترك صلاة الليل المقتضى للاكتفاء بمجرد الواجب كصلاة المغرب والله أعلم(ومن أحب أن يوتر بواحدة فليفعل ")(مرقاة، ج٣ص٩٤٥، كتاب الصلاة، باب الوتر)

فإن قلت :روى عن أبى هريرة عن النبى، قال :(لا توتروا بثلاث وأوتروا بخمس أو بسبع، ولا تشبهوا بصلاة المغرب) . قلت :روى هذا موقوفا على أبى هريرة، كما روى مرفوعا، ومع هذا هو معارض بحديث على وعائشة ومن ذكرنا معهما من الصحابة، وأيضا إن قوله :(لا توتروا بثلاث) ، يحتمل كراهة الوتر من غير تطوع قبله من الشفع، ويكون المعنى :لا توتروا بثلاث ركعات وحدها من غير أن يتقدمها شيء من التطوع الفع، بل أوتروا هذه الثلاث مع شفع قبلها لتكون خمسا، وإليه أشار بقوله :(واوتروا بخمس) أو :أوتروا هذه الثلاث مع شفعين قبلها لتكون سبعا، وإليه أشار بقوله :(أو بسبع) أى :أوتروا بسبع ركعات :أربع تطوع وثلاث وتر، ولا تفردوا هذه الثلاث كصلاة المغرب ليس قبلها شىء ، وإليه أشار بقوله :(ولا تشبهوا بصلاة المغرب) ومعناه :لا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ وتر کی تین رکعات اس طرح پڑھنا پسندیدہ نہیں کہ اس سے پہلے کچھ بھی نوافل نہ پڑھی جائیں، اور صرف تین وتر پڑھنے پر اکتفاء کیا جائے، اور پانچ یا سات وتر پڑھنے سے مراد یہی ہے کہ اس کے ساتھ الگ سے دو، چار نفلیں پڑھ لی جائیں۔

اور اس حدیث سے مغرب کے ساتھ مشابہت سے یہ سمجھنا کہ اس طرح تین وتر پڑھنا منع ہیں کہ درمیان میں تشہد کیا جائے، یہ درست نہیں۔ اور بعض لوگوں کا اس صحیح مطلب کی تردید کرکے ایسے مطلب کو درست قرار دینا کہ جو کسی حیثیت سے درست نہیں بنتا، بلکہ صحابہ وتابعین کے عمل اور فہم کے بھی خلاف ہے، سراسر ناانصافی ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تشبهوا بصلاة المغرب فى كونها منفردة عن تطوع قبلها، وليس معناه :لا تشبهوا بصلاة المغرب فى كونها ثلاث ركعات .والنهى ليس بوارد على تشبيه الذات بالذات، وإنما هو وارد على تشبيه الصفة بالصفة، ومع هذا فيما ذكره نفى أن تكون الركعة الواحدة وترا، لأنه أمر بالإيتار بخمس أو بسبع ليس إلا .فافهم(عمدة القارى، ج۳ص ۲۵۳، كتاب الصلاة، باب الحلق والجلوس فى المسجد)

ومن المعلوم أن حديث عائشة فى عدم السلام فى الركعتين مرجح على حديث أبى هريرة بوجوه لا تخفى على ماهر الفن مع أن حديث أبى هريرة معارض بحديث " :ومن أحب أن يوتر بثلاث فليفعل "المخرج فى السنن وهو من أسباب الترجيح هذا وقد يستدل على عدم الفصل بحديث عائشة أن النبى صلى الله عليه و سلم كان يقرأ فى الركعة الأولى من الوتر بفاتحة الكتاب و (سبح اسم ربک الأعلى) وفى الثانية بـ (قل يا أيها الكافرون) وفى الثالثة بـ (قل هو الله أحد) والمعوذتين أخرجه أصحاب السنن الأربعة وابن حبان فى "صحيحه "والحاكم فى " المستدرک "وقال :صحيح على شرط الشيخين والطحاوى وغيرهم فإن ظاهره أن الثالثة متصلة لا منفصلة وإلا لقالت :وفى ركعة الوتر أو فى الركعة المفردة أو نحو ذلک .وروى الطحاوى بنحوه من حديث ابن عباس وعلى وعمران بن حصين لكن وقع فى طريق الدارقطنى بلفظ :كان يقرأ فى الركعتين اللتين يوتر بعدهما بـ (سبح اسم ربک الأعلى) و (قل يا أيها الكافرون) ويقرأ فى الوتر بـ (قل هو الله أحد) و (قل أعوذ برب الفلق) و (قل أعوذ برب الناس)(التعليق الممجد على المؤطا، تحت حديث رقم ۲٦٦)

[۱] جیسا کہ بعض ہٹ دھرم غیر مقلدوں نے اس مطلب کو تقلید پر مبنی قرار دے کر باطل، فاسد اور مردود قرار دیا، اور اس کے مقابلہ میں علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ (جوکہ خود امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلد ہیں) کی بیان کردہ تاویل کو درست قرار دیا۔

حالانکہ اس حدیث کے صریح الفاظ تین رکعت کی کیفیت کی تشبیہ کی ممانعت کے بجائے رکعات کی تشبیہ کی ممانعت پر صراحتاً دلالت

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت ابوغالب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ أَبُوْ أُمَامَةَ يُوْتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

کرتے ہیں، اور تشہد کی وحدت یا تعدد کی تشبیہ کی ممانعت پر صراحتاً اور دلالتاً بلکہ التزاماً کسی حیثیت سے بھی دلالت نہیں کرتے۔

لیکن کیونکہ تعصب کی وجہ سے انسان کی نظروں سے حقیقت اوجھل ہو جاتی ہے، اس لئے متعصب کو یہ فرق بھی معلوم نہیں ہوتا کہ احادیث کی اصل دلالت کس چیز پر ہے، اور وہ تعصب کی وجہ سے ایک صحیح مطلب کو تقلید کی بھینٹ چڑھا دیتا ہے، اور دوسرے مطلب کو جو کہ خود دوسرے مقلد کا بیان کیا ہوا ہے، درست قرار دیتا ہے، اور قرآن وسنت کے التزام کرنے کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنے اس دعوے پر نہ قرآن مجید کی کوئی آیت پیش کرتا ہے، اور نہ کوئی صریح وصحیح حدیث۔ فیاللعجب۔

فليس معناه النهى عن الايتار بالثلاث مطلقا كيف؟ وقد ثبت ذلک عن النبى صلى الله عليه وسلم قولا وفعلا واتفق عليه جمهور الصحابة كما سيجيئ ، واجمع الائمة الاربعة المقتدى بهم فى الدين على جواز الايتار بالثلاث وان اختلفوا فيما دونه واكثر منه، بل معناه ماقلنا ان المراد النهى على الاقتصار على ثلاث الوتر اى وينبغى ان يتقدمه تطوع اما ركعتان او اربع ركعات او اكثر من ذلک. وقد جمع الحافظ فى "الفتح" بين احاديث الايتار بثلاث موصولة وبين النهى عنها لاجل التشبيه بالمغرب بحمل النهى على صلاة الثلاث بتشهدين ، قال بعضهم: هوجمع حسن، وقال القسطلانى: ثم الوصل بتشهد افضل منه بتشهدين فرقا بينه وبين المغرب، قلت: هذا الجمع سخيف جدا بعيد غاية البعد، لايذهب اليه ذهن ذاهن اصلا بل هو غلط صريح، لانه قوله" لاتوتروا بثلاث ولكن اوتروا بمخمس او بسبع او بتسع" يدل دلالة صريحة على ارادة عدد الركعات وهو المتبادر منه واما وحده التشهد او تعدده فلا دلالة لهذه الآثار عليها لامطابقة ولا تضمنا ولا التزاما فالمعنى ما قلنا: انه كره ترک التطوع قبل الايتار بثلاث فرقا بينه وبين المغرب، كذا فى "التعليق الحسن" بمعناه.قلت: والجمع بالوجه الذى ذكره النيموى ماخوذ من قول الحطاوى رحمه الله فى "معانى الآثار" له ولايصح استدلال من ذهب الى الايتار بواحدة على النهى عن الايتار بثلاث بهذه الآثار اصلا، لانه ليس فيها ذكر الايتار بركعة ايضا، بل فيها امر الايتار بخمس او بسبع او باكثر من ذلک بعد النهى عن الثلاث ، فيلزمهم ان يقولوا بافضلية الايتار باكثر من ثلاث بو جوبه ، ولا يقول به احد منهم، فعادت الآثارعليهم بالنقض، ولاحجة لهم فيما رو محمد بن نضر باسناد صححه العراقى، عن سليمان بن يسار: انه سئل عن الوتر بثلاث فكره الثلاث، قال: لاتشبه التطويع بالفرضية اوتر بركعة او بخمس او بسبع ، كذافى "النيل"لان سليمان بن يسار تابعى ولايحتج باقوال التابعين عندهم مطلقا، وكذلک عندنا اذا عارضها الآثار المرفوعة واقوال الصحابة، وههنا كذلک كما ستعرفه هذا (اعلاء السنن، ج٦، ص٣٦، ٣٧، باب الايتار بثلاث)

[1] حديث نمبر ٦٨٩٦، كتاب الصلاة،باب من كان يوتر بثلاث او اكثر،شرح معانى الآثار، باب الوتر، واللفظ لهٗ، جزء يحيىٰ بن معين، حديث نمبر ١٢٣ .

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ وتر تین رکعات پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

صحابیٔ رسول حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے بھی وتر کی تین رکعات کا پڑھنا معلوم ہوا۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی روایات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

صَلَاةُ الْمَغْرِبِ وِتْرُ النَّهَارِ فَأَوْتِرُوْا صَلَاةَ اللَّيْلِ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں، پس تم رات کے وتر پڑھو (ترجمہ ختم)

اور حضرت عقبہ بن مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ أَتَعْرِفُ وِتْرَ النَّهَارِ ؟ قُلْتُ نَعَمْ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ قَالَ صَدَقْتَ أَوْ أَحْسَنْتَ

---

[1] حدیث نمبر ۴۸۴۷،و حدیث نمبر ۵۷۵۰،مؤسسة الرسالة، بیروت،واللفظ لهٗ،السنن الکبریٰ للنسائی، حدیث نمبر ۱۳۸۶، مصنف ابنِ ابی شیبة،حدیث نمبر ۶۷۷۳، باب من قال وتر النهار المغرب ،مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۴۶۷۶.

وهذا السند علی شرط الشیخین(شرح سنن أبی داود،للعینی،ج۵ص ۳۳۰،کتاب الصلاة، باب: کم الوتر)

فی حاشیة مسند احمد:

رجاله ثقات رجال الشیخین .یزید :هو ابن هارون، وهشام :هو ابن حسان الأزدی. وأخرجه مختصراً ابنُ أبی شیبة ۲۸۲/۲ عن یزید بن هارون، بهذا الإسناد .وأخرجه عبد الرزاق ۴۶۷۵ والنسائی فی "الکبری ۱۳۸۲ وابن عدی فی "الکامل ۱۸۳۷/۵ "من طرق، عن هشام، به.وأخرجه عبد الرزاق ۴۶۷۶ وابنُ عدی فی "الکامل ۱۸۳۷/۵ والطبرانی فی "الأوسط ۹۶۵ من طرق، عن ابن سیرین، به .وأخرجه ابنُ أبی شیبة ۲۸۲/۲ من طریق خالد السلمی، والنسائی فی الکبری۱۳۸۳ من طریق الأشعث بن عبد الملک، کلاهما عن محمد بن سیرین، مرسلاً .وأخرجه أبو نعیم فی "الحلیة " ۳۴۸/۶ من طریق مالک بن سلیمان الهروی، عن مالک بن أنس، عن عبد الله بن دینار، عن ابن عمر، مرفوعاً .قال أبو نعیم :غریب من حدیث مالک، تفرد به مالک بن سلیمان .وذکر الدارقطنی فی "العلل ۴ "ورقة۶۷أن معن بن عیسی والقعنبی قد روياه عن مالک موقوفاً .ورواه بنحوه موقوفاً ابن أبی شیبة ۲۸۲/۲ من طریق حبیب -وهو ابن أبی ثابت - عن ابن عمر.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(شرح معانی الآثار،حدیث نمبر ۱۶۶۷، کتاب الصلاۃ، باب الوتر)

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ سے وتروں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم دن کے وتر جانتے ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں نمازِ مغرب، آپ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا یا خوب کہا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ صَلاَةُ الْمَغْرِبِ وِتْرُ صَلاَةِ النَّهَارِ (موطأامام مالک) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ بھی (جو کہ خود بعض اوقات وتر کی دو رکعت پر سلام پھیر دیا کرتے تھے) مغرب کی طرح دوسری رکعت پر تشہُّد اور تیسری رکعت پر ہی سلام پھیرنے کے ساتھ وتر کی تین رکعت کو جائز قرار دیتے ہیں۔

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ:

لَيْسَ مِنْ صَلاَةٍ إِلَّا وَفِيْهَا قِرَاءَةٌ، وَجُلُوْسٌ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، وَتَشَهُّدٌ وَتَسْلِيْمٌ ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ ذٰلِكَ سَجَدْتَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا تُسَلِّمُ، وَأَنْتَ جَالِسٌ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [2]

ترجمہ: کوئی نماز ایسی نہیں ہے کہ جس میں قرائت اور دو رکعتوں پر بیٹھنا اور تشہد پڑھنا اور (آخر میں) سلام پھیرنا نہ ہو، پس اگر آپ یہ عمل نہ کریں، تو سلام پھیرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجدے (سہو کے) کریں (ترجمہ ختم)

---

[1] کتاب السھو، باب الامر بالوتر، حدیث نمبر ۴۰۸،مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية -أبو ظبى -الإمارات، مؤطاامام محمد حدیث نمبر ۲۴۹)

[2] حدیث نمبر ۸۸۰۶، کتاب الصلاۃ، باب فی الرجل ینسی التشھد.

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس سے معلوم ہوا کہ ہر دو رکعت پر شریعت کی طرف سے تشہد کا حکم ہے، اور سلام سے مراد تشہد ہی ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ سے صحیح احادیث کی رُو سے ہر نبی رسول، مقرب فرشتوں اور عباد اللہ الصالحین پر سلام پہنچ جاتا ہے۔ [1]

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ:

أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَا جُعِلَتِ الرَّاحَةُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ إِلَّا لِلتَّشَهُّدِ (مصنف ابنِ

---

[1] الظاهر أن هذا الحديث محمول على تسليم التشهد حيث يقول :السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، فإن عند التسليم بالخروج عن الصلاة لا ينوى الأنبياء باتفاق العلماء (مرقاة المفاتيح، ج۲ص ۷۵۹، كتاب الصلاة ،باب الدعاء فى التشهد)

وقال :حديث على حديث حسن، واختار إسحاق بن إبراهيم أن لا يفصل فى الأربع قبل العصر، واحتج بهذا الحديث، قال ومعنى أنه يفصل بينهن بالتسليم يعنى التشهد(شرح ابى داؤد للعينى، ج۵ص ۱۶۴، كتاب الصلاة)

(يفصل بينهن بالتسليم على الملائكة المقربين ومن تبعهم من المسلمين والمؤمنين)المراد بالتسليم تسليم التشهد دون تسليم التحلل كما ستقف عليه......قوله :(واختار إسحاق بن إبراهيم أن لا يفصل فى الأربع قبل العصر)أى لا يصلى الأربع بتسليمتين بل بتسليمة واحدة(واحتج بهذا الحديث وقال معنى قوله إنه يفصل بينهن بالتسليم يعنى التشهد) قاله البغوى :المراد بالتسليم التشهد دون السلام أى وسمى تسليما على من ذكر لاشتماله عليه ، وكذا قال ابن الملك .قال الطيبى :ويؤيده حديث عبد الله بن مسعود :كنا إذا صلينا قلنا السلام على الله قبل عباده السلام على جبريل وكان ذلك فى التشهد انتهى .

قلت :وقيل المراد بالتسليم تسليم التحلل من الصلاة والراجح عندى هو ما اختاره إسحاق ويأتى تحقيقه حيث أعاد الترمذى هذا الحديث(تحفة الاحوذى، ابواب الصلاة، باب ماجاء فى الاربع قبل العصر)

(بالتسليم) المراد به تسليم التشهد دون تسليم التحلل من الصلاة كما سيأتى .(على الملائكة المقربين) زاد الترمذى فى رواية :والنبيين والمرسلين .(ومن تبعهم) أى النبى ين والمرسلين . (من المسلمين) بيان لمن أى المنقادين ظاهراً وباطناً .(والمؤمنين) المصدقين بقلوبهم المقرين بألسنتهم، فلا فرق بينهما إلا فى مفهوم اللغة دون عرف الشريعة، قاله القارى .قال الترمذى :اختار إسحاق بن راهوية أن لا يفصل فى الأربع قبل العصر، واحتج بهذا الحديث، وقال معنى قوله :يفصل بينهن بالتسليم يعنى التشهد .وقال البغوى :المراد بالتسليم التشهد دون السلام .أى وسمى تسليماً على من ذكر لاشتماله عليه .قال الطيبى :ويؤيده حديث عبد الله بن مسعود :كنا إذا صلينا قلنا السلام على الله قبل عباده السلام على جبريل، وكان ذلك فى التشهد -انتهى .وقيل :المراد به تسليم التحلل من الصلاة حمله على(مرعاة المفاتيح، ج۴ص ۱۴۸)

Idara ghufran

ابی شیبة، حدیث نمبر ۳۰۳۷، کتاب الصلاة، باب قَدْر کم یَقْعُدُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْأُولَیَیْنِ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دورکعتوں میں وقفہ صرف تشہد کے لئے رکھا گیا ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ بھی تین وتروں اور تین وتر پڑھنے کی صورت میں دورکعتوں پر تشہد کے قائل تھے، البتہ بعض روایات میں ان سے دورکعتوں پر سلام پھیرنا ثابت ہے (جس کی کچھ تفصیل آگے آتی ہے) لیکن دوسری رکعت پر بیٹھے بغیر تین وتر پڑھنا ان سے بھی ثابت نہیں۔

مگر کیونکہ عام صحابۂ کرام اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم اور تابعین سے سلام پھیرے بغیر وتروں کا پڑھنا ثابت ہے، اس لئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

بعض جلیل القدر تابعین ومحدثین کی روایات وآثار

حضرت امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے خبر دی اور وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت امام ابوجعفر باقر رحمہ اللہ نے حدیث بیان کی، انہوں نے فرمایا کہ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ مَا بَیْنَ صَلَاۃِ الْعِشَاءِ إِلٰی صَلَاۃِ الصُّبْحِ ثَلَاثَ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً، ثَمَانِیَ رَکْعَاتٍ تَطَوُّعاً وَثَلَاثَ رَکْعَاتِ الْوِتْرِ، وَرَکْعَتَیِ الْفَجْرِ (موطأ للامام محمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر صبح کی نماز تک کے درمیان تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے آٹھ رکعات نفل (تہجد) کی، تین رکعات وتر اور دو رکعت فجر کی سنت (ترجمہ ختم)

---

[1] حدیث نمبر ۲۵۹، ابواب الصلاۃ، باب السلام فی الوتر، دارالقلم، دمشق.

Idara ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

امام ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی رحمہ اللہ، دراصل حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں، اوران کی یہ حدیث اگر چہ مرسل ہے، مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور دوسری کئی صحیح احادیث وروایات کے مطابق ہونے کی وجہ سے درست ہے، بالخصوص جبکہ مرسل حدیث بھی اکثر فقہاء کے نزدیک معتبر ہے۔ [۱]

اور حضرت محمد بن سیرین سے مرسلاً روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ وِتْرُ صَلَاةِ النَّهَارِ ، فَأَوْتِرُوْا صَلَاةَ اللَّيْلِ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغرب کی نماز دن کی نماز کے وتر ہیں، تو تم رات کی نماز کے وتر پڑھو (ترجمہ ختم)

حضرت محمد بن سیرین جلیل القدر تابعی ہیں، اوران کی یہ حدیث اگر چہ مرسل ہے، مگر جمہور فقہاء کے نزدیک اس طرح کی مرسل حدیث حجت ہے، بالخصوص جبکہ یہ دوسری مرفوع احادیث کے مطابق ہے۔ [۳]

---

[۱] قوله :حدثنا أبو جعفر هو محمد بن على بن الحسين بن على بن أبى طالب وهو المعروف بالباقر سمى به لأنه تبقر فى العلوم أى توسع وتبحر سمع أباه زين العابدين وجابر بن عبد الله وروى عنه ابنه جعفر الصادق وغيره ولد سنة 56هـ ومات بالمدينة سنة 117هـ (انظر ترجمته فى تقريب التهذيب 2/ 192) كذا ذكره القارى فى "سند الأنام شرح مسند الإمام "وقال :هذا الحديث رواه الشيخان وأبو داود عن عائشة :كان صلى الله عليه و سلم يصلى من الليل ثلاث عشرة ركعة منها الوتر وركعتا الفجر .انتهى (التعليق الممجد على المؤطا، تحت حديث رقم ۲۵۹)

وَقَال العجلى مدنى ، تابعى ، ثقة . ... وَقَال ابن البرقى :كان فقيها ، فاضلا ، قد روى عنه . وذكره النَّسَائى فى فقهاء التابعين من أهل المدينة (تهذيب الكمال، جزء۲۶، صفحه ۱۳۹)

[۲] حديث نمبر ۶۷۷۸، كتاب الصلاة، باب مَنْ قَالَ وِتْرُ النَّهَارِ الْمَغْرِبُ، السنن الكبرىٰ للنسائى، حديث نمبر ۱۳۸۷ .

[۳] محمد بن سيرين الأَنْصارِىّ ، أبو بكر بُن ابى عُمَرة البَصْرِىّ ، أخو أنس بن سيرين ، ومعبد بن سيرين ، وحفصة بنت سيرين ، وكريمة بنت سيرين ، مولى أنس بن مالک ، وهو من سبى عين التمر الذين أسرهم خالد بن الوليد...... قال فضيل بن عياض :قلت لهشام بن حسان :كم أدرک الحسن من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم ؟ قال :عشرين ومئة .قلت :فابن سيرين ؟ قال :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جس سے معلوم ہوا کہ جلیلُ القدر تابعی حضرت محمد بن سیرین بھی مغرب کی طرح دوسری رکعت پر قعدہ وتشہد کر کے تیسری رکعت کے آخر میں سلام پھیرنے کے ساتھ وتر کی تین رکعات کے قائل ہیں۔

اور جلیلُ القدر تابع حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

لَا یُسَلَّمُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ مِنَ الْوِتْرِ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [1]

ترجمہ: وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرا جائے گا (ترجمہ ختم)

حضرت سعید بن مسیّب صحابہ کی اولاد میں سے ہیں، اور اہلِ حجاز کے فقیہ اور مفتی ہیں، اور امام مالک جن سات فقہاء کے اجماع کا اعتبار کرتے ہیں، اُن میں سے اول درجے کے فقیہ ہیں، اور ابنِ معین نے ان کی مراسیل کو صحیح تر قرار دیا ہے۔ [2]

جلیلُ القدر تابعین اور صحابۂ کرام کے شاگرد دو رکعتوں پر سلام پھیرنے سے منع فرمارہے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ثلاثین وَقَال عَبد الله بن أحمد بن حنبل ، عَن أبيه :سمع من أنس وابن عُمَر وعِمُران بن حصين ، وأبى هُرَيُرة ، ولم يسمع من ابن عباس شيئا ، . كلها يقول :نبئت عن ابن عباس .وَقَال شعبة ، عن خالد الحذاء :كل شيء قال محمد :نبئت عن ابن عباس إنما سمعه من عكرمة ، لقيه أيام المختار بالكوفة .وقَال البُخارِيُّ :حج ابن سيرين زمن ابن الزبير ، فسمع منه ، ودخل الكوفة فسمع علقمة والربيع بن خثيم ، وسمع زيد بن ثابت ، وولد لسنتين بقيتا من خلافة عثمان وهو أكبر من أخيه أنس .وَقَال الأَنُصارِيّ ، عن عَبد الله بن عون :كان محمد يحدث بالحديث على حروفه .وَقَال عون بن عمارة ، عن هشام بن حسان :حدثني أصدق من أدركت من البشر محمد بن سيرين. وَقَال أبو طالب عن أحمد بن حنبل :محمد بن سيرين من الثقات .وَقَال إسحاق بن منصور عن يحيى بن مَعِين ثقة .وَقَال عَباس الدُّورِيُّ ، عن يحيى بن مَعِين :سمع من ابن عُمَر حديثًا واحدًا. وَقَال العجلى : بصرى ، تابعى ، ثقة ، وهو من أروى الناس عن شريح وعُبَيدة ، وإنما تأدب بالكوفيين أصحاب عَبد الله وإخوته معبد ، ويحيى ، وأنس ، وحفصة أم الهذيل تابعيون ثقات (تهذيب الكمال، جزء۲۵، صفحه ۳۴۴)

[1] حديث نمبر ۶۹۰۷، كتاب الصلاة ،باب من كان يوتر بثلاث او اكثر.

[2] وأصحها كما قال ابن معين :مَراسيل ابن المُسيب ,لأنَّه من أولاد الصَّحابة ,وأدركَ العَشَرة, وفقيه أهل الحِجَاز ومُفتيهم وأوَّل الفُقهاء السَّبعة الذين يعتد مالك بإجْمَاعهم ,كإجْمَاع كافة النَّاس ,وقد تأمَّل الأئمة المُتقدِّمون مَرَاسيله فوجدوها بأسانيد صحيحة ,وهذه الشَّرائط لم تُوجد فى مراسيل غيره (تَدُريبُ الرَّاوِى فى شَرُح تَقُريب النَّواوى، النَّوع التَّاسع :المُرُسل)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہیں، پھر ان کے مقابلہ میں کسی چودہویں صدی کے شخص کا دعویٰ اور دو رکعت پر سلام پھیر کر ہی تین وتر پڑھنے کو درست قرار دینا کیا معنیٰ رکھتا ہے۔

اور حضرت امام ابوبکر بن ابی شیبہ، حضرت ہشیم سے، اور وہ حضرت مغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ كَانُوا يُوتِرُونَ بِإِحْدٰى عَشْرَةَ، وَبِتِسْعٍ ، وَبِسَبْعٍ، وَبِخَمْسٍ، وَكَانَ يُقَالَ لاَ وِتْرَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلاَثٍ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [1]

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ صحابۂ کرام وتابعین گیارہ، اور نو اور سات اور پانچ وتر پڑھا کرتے تھے، اور یہ کہا جاتا تھا کہ تین سے کم وتر نہیں ہیں (ترجمہ ختم)

تین سے زیادہ رکعتوں کو وتر کہنے کی وجہ پہلے گزر چکی ہے کہ رات اور تہجد کے نوافل کو وتروں کی طرف منسوب کر کے وتر کہا گیا اور ان کو وتروں کا نام دیا گیا ہے، کیونکہ دونوں رات کو ادا کئے جاتے ہیں، ورنہ جہاں تک حقیقی وتروں کا معاملہ ہے، تو اس کے بارے میں حضرت ابراہیم نخعی اسی روایت میں واضح فرما چکے ہیں کہ وہ تین سے کم نہیں ہیں۔

اور حضرت حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

نَهَانِىْ إِبْرَاهِيمُ أَنْ أُسَلِّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [2]

ترجمہ: مجھے ابراہیم نخعی نے وتر کی دو رکعتوں پر سلام پھیرنے سے منع فرمایا (ترجمہ ختم)

حضرت ابراہیم نخعی جلیلُ القدر تابعین میں سے ہیں، امام احمد اور ابنِ معین وغیرہ نے ان کی مرسل روایات بھی قابلِ اعتبار قرار دی ہیں۔

اور آپ نے صحابۂ کرام کی ایک جماعت کو پایا ہے، اور اپنے زمانہ میں کوفہ کے مفتی رہ چکے

---

[1] حدیث نمبر ۶۹۰۳، کتاب الصلاة ،باب من کان یوتر بثلاث او اکثر.

[2] حدیث نمبر ۶۹۰۸، کتاب الصلاة ،باب من کان یوتر بثلاث او اکثر.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہیں، آپ کی وفات ۹۶ ہجری میں ہوئی۔ [1]

اور حضرت زیاد سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ، وَخِلاسًا عَنِ الْوِتْرِ؟ فَقَالاَ اِصْنَعْ فِيهِ كَمَا تَصْنَعُ فِي الْمَغْرِبِ (مصنف ابن ابی شیبة) [2]

ترجمہ: میں نے حضرت ابوالعالیہ اور حضرت خلاس سے وتر کے بارے میں

---

[1] إبراهيم النخعي *(ع) الامام، الحافظ، فقيه العراق، أبوعمران، إبراهيم بن يزيد بن قيس ابن الاسود بن عمرو بن ربيعة بن ذهل بن سعد بن مالك بن النخع النخعي، اليماني ثم الكوفي، أحد الاعلام، وهو ابن مليكة أخت الاسود بن يزيد(سير اعلام النبلاء ج۴ص ۵۲۰)
قال أحمد بن عبد الله العجلي : لم يحدث عن أحد من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وقد أدرك منهم جماعة ، ورأى عائشة رؤيا ، وكان مفتي أهل الكوفة هو والشعبي في زمانهما ، وكان رجلا صالحا فقيها متوقيا قليل التكلف ، ومات وهو مختف من الحجاج. وقال أبو أسامة عن الأعمش :كان إبراهيم صيرفي الحديث .وقال جرير بن عبدالحميد عن إسماعيل بن أبي خالد : كان الشعبي وإبراهيم وأبو الضحى يجتمعون في المسجد يتذاكرون الحديث ، فإذا جاء هم شيء ليس عندهم فيه رواية رموا إبراهيم بأبصارهم . وقال عباس الدوري عن يحيى بن معين : مراسيل إبراهيم أحب إلي من مراسيل الشعبي ....قال البخاري : وقال أبو نعيم :مات إبراهيم سنة ست وتسعين .وقال غيره :مات وهو ابن تسع وأربعين ، وقيل :ابن ثمان وخمسين .روى له الجماعة.(تهذيب الكمال ج۲ص ۲۳۳)
وقال أحمد بن حنبل :مُرْسلات سعيد بن المُسيِّب أصح المُرْسلات ,ومُرسلات إبراهيم النَّخعي لا بأس بها............ وأمَّا مَرَاسيل النَّخعي فقال ابن معين :مَرَاسيل إبراهيم أحب إليَّ من مَرَاسيل الشَّعبي (تَدْريبُ الرَّاوِي في شَرْح تَقْريب النَّواوي، النَّوع التَّاسع :المُرْسل)
فالاول حيث ارادت بيان مايتقوم به الايتار حقيقتا والثاني حيث ارادت بيان ماوقع عليه فعله صلى الله عليه وسلم بدون الغرض الاول بل بيانا للواقع فقط ......واحاديثها (اى عائشة) هي الفاصلة في المسئلة وهي اعلم اهل الارض بوتر رسول الله صلى الله عليه وسلم وقيامه ليلا (معارف السنن ج۴ص ۱۹۹)
فالمحتمل لابد ان نرجعه الى المفسر الغير المحتمل وهو التصريح بالثلاث وهذا ابن عباس يصدق عائشة ويعترف بانها اعلم اهل الارض بالوتر وعائشة في تلك الرواية المصدقة صرحت بان الوتر ثلاث فينبغي ان يتأن في الامر لا ان يتغامز ويستعجل فيما وجده موافقا لرأيه من غير ان يبحث عنه ويكشف حاله ، واما اثر سعد بن ابي وقاص من الايتار بواحدة فقد عاب عليه ابن مسعود في ايتاره بركعة (معارف السنن ج۴ص ۲۱۶)

[2] حديث نمبر ۶۹۰۹، كتاب الصلاة ،باب من كان يوتر بثلاث او اكثر؛ الكنى والأسماء للدولابي، حديث نمبر ۹۸۹.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پوچھا، تو ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ تم وتر اسی طرح پڑھو، جس طرح (دوسری رکعت پر قعدہ وتشہد اور تیسری پر سلام کے ساتھ) مغرب پڑھتے ہو (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوخلدۃ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْوِتْرِ، فَقَالَ عَلَّمَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَلَّمُوْنَا أَنَّ الْوِتْرَ مِثْلُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، غَيْرَ أَنَّا نَقْرَأُ فِي الثَّالِثَةِ، فَهٰذَا وِتْرُ اللَّيْلِ، وَهٰذَا وِتْرُ النَّهَارِ (شرح معانی الآثار) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت ابوالعالیۃ رحمہ اللہ سے وتر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام نے تعلیم دی یا فرمایا کہ انہوں نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ وتر مغرب کی نماز کی طرح ہیں، سوائے اس کے کہ ہم وتر کی تیسری رکعت میں بھی قرائت کرتے ہیں (جبکہ مغرب کی تیسری رکعت میں سورت ملا کر قرائت نہیں) یہ رات کے وتر ہیں اور وہ (یعنی مغرب) دن کے وتر ہیں (ترجمہ ختم)

حضرت ابوالعالیہ جلیل القدر مفسر ومحدث ہیں، جنہوں نے جوانی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کو پایا، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں اسلام لائے، اور حضرت عمر اور حضرت علی اور حضرت ابنِ مسعود اور حضرت ابنِ عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے انہوں نے احادیث کی سماعت کی، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی۔ [2]

---

[1] حدیث نمبر ۱۷۴۳، کتاب الصلاۃ، باب الوتر.

[2] أبو العالية: رفيع بن مهران، الامام المقرء الحافظ المفسر، أبو العالية الرياحي البصري، أحد الاعلام. كان مولى لامرأة من بني رياح بن يربوع، ثم من بني تميم. أدرك زمان النبي صلى الله عليه وسلم وهو شاب، وأسلم في خلافة أبي بكر الصديق، ودخل عليه. وسمع من عمر، وعلي، وأبي، وأبي ذر، وابن مسعود، وعائشة، وأبي موسى، وأبي أيوب، وابن عباس، وزيد بن ثابت، وعدة (سير اعلام النبلاء، جزء۴، صفحه ۲۰۷)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اوراسی طرح حضرت خلاس بھی جلیل القدر تابعی ہیں۔ [۱]

پس اتنے جلیلُ القدر تابعین کا وتر کو مغرب کی نماز کے مثل قرار دینے اوراس کو صحابۂ کرام کی تعلیم فرمانے سے معلوم ہوا کہ جمہور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تین وتر، درمیان میں سلام پھیرے بغیر دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ مغرب کی طرح پڑھنے کے قائل اوراس پر عامل تھے۔ [۲]

اورامام طبرانی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ:

كَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ يُصَلِّيْ بِنَا فِيْ رَمَضَانَ أَرْبَعَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً، وَكَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ (مسند الشاميين للطبرانى) [۳]

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر ہمیں رمضان میں چوبیس رکعات اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

رفيع بن مهران ، أبو العالية الرياحى البَصْرِيّ مولى امرأة من بنى رياح بن يربوع ، حى من بنى تميم ، أعتقته سائبة .أدرک الجاهلية ، وأسلم بعد موت النبى صلى الله عليه وسلم بسنتين ، ودخل على أبى بكر الصديق ، وصلى خلف عُمَر بن الخطاب .وروى عن :أبى بن كعب (د ت س) ، وأنس بن مالک (ت) ، وثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم (د) ، وحذيفة بن اليمان ، ورافع بن خديج (سى) ، وعبد الله بن عباس (ع) ، وعبد الله بن عُمَر بن الخطاب ، وعبد الله بن مسعود ، وعلى بن أَبى طالب ، وأبى أيوب الأَنْصارِيّ ، وأبى برزة الأَسلميّ (د سى) ، وأبى ذر الغفارى وقيل : عن أبى مسلم الجذمى (س) ، عَن أبى ذر ، وعَن أبى سَعِيد الخُدْرِيّ (س) ، وأبى موسى الاشعرى ، وأبى هُرَيْرة (ت) ، وعائشة أم المؤمنين (د ت س (تهذيب الكمال، جزء۹، صفحه ۲۱۴)

[۱] خلاس(ع) ابن عمرو الهجرى، بصرى ثقة، خرجوا له فى الصحاح .حدث عن على، وعمار، وعائشة وأبى هريرة .وعنه قتادة، وعوف، وداود بن أبى هند، وآخرون .وثقه أحمد وغيره . (سير اعلام النبلاء، جزء۴، صفحه ۴۹۱)

[۲] فقوله انهم علمونا ان الوتر مثل صلاة المغرب غير انا نقرأ فى الثالثة فهذا وتر الليل وهذا وتر النهار، دليل اى دليل على قول ابى حنيفة فى الوتر فانه لم يفرق بين الوتر وصلاة المغرب بشيئ غير ماذكره ابو العالية عن الصحابة انه يقرأ فى ثالثته (اعلاء السنن ،ج۶ ص۴۵،۴۶، باب الايتار بثلاث)

[۳] حديث نمبر ۲۲۷۲، مؤسسة الرسالة، بيروت.

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

چوبیس رکعتوں میں سے چار رکعات فرضوں کی اور بیس رکعات تراویح کی اور تین وتر ان سے الگ ہوتے تھے۔

اور حضرت سعید بن جُبیر رحمہ اللہ کے بارے میں ہی مروی ہے کہ:

أَنَّهُ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَيَقْنُتُ فِي الْوَتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [1]

ترجمہ: وہ وتر تین رکعات پڑھتے تھے اور دُعائے قنوت وتر میں رکوع سے پہلے پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت سعید بن جبیر بھی جلیل القدر تابعی اور حضرت ابنِ عباس اور کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں، انہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی، اور ان کو حجاج بن یوسف نے ۹۵ ہجری میں شہید کیا۔ [2]

اور حضرت ابواسحاق فرماتے ہیں کہ:

كَانَ أَصْحَابُ عَلِيٍّ وَأَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يُسَلِّمُوْنَ فِيْ رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ

(مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [3]

---

[1] حدیث نمبر ۶۹۰۵، کتاب الصلاۃ، باب من کان یوتر بثلاث او اکثر.

[2] سعید بن جبیر (ع) ابـن هشـام، الامـام الحافظ المقرء المفسر الشهيد، أبو محمد، ويقال :أبو عبـد الـلـه الاسدى الوالبى، مولاهم الكوفى، أحد الاعلام . روى عـن ابـن عباس فأكثر وجود، وعن عبـدالـلـه بن مغفل، وعائشة، وعدى بن حاتم، وأبى موسى الاشعرى فى سنن النسائى، وأبى هريرة، وأبـى مسـعـود البـدرى وهـو مرسل وعن ابن عمر، وابن الزبير، والضحاك بن قيس، وأنس، وأبى سعيد الخدرى . وروى عـن التـابـعين، مثل أبى عبدالرحمن السلمى . وكـان مـن كبار العلماء . قرأ القرآن على ابن عباس (سير اعلام النبلاء، جزء۴، صفحه ۳۲۱)

سـعيـد بن جبير بن هشام الأسدى الوالبى ، مـولاهـم ، أبو محمد ، ويقال :أبـو عبـد الله الكوفى . ووالبة هو ابن الحارث بن ثعلبة بن دودان بن أسد بن خزيمة ، فيما قاله له محمد بن حبيب .روى عن :أنس بن مالك (د س) ، والـضـحـاک بن قيس الفهرى وعبد الله بن الزبير ، وعبد الله بن عباس (ع) ، وعبـد الله بن عمر بن الخطاب (ع) ، وعبد الله بن مغفل (م ق) ، وعدى بن حاتم (ت س) ، وعمرو بن ميمون الأودى (خ) ، وأبى سعيد الخدرى (ت) ، وأبى عبد الرحمن السلمى (خ م س) ، وأبـى مسـعـود الأنصارى ، وأبى موسى الاشعرى (س) ، وأبـى هـريـرة ، وعائشة..........وقال أبو القاسم هبة الله بن الحسن الطبرى :هو ثقة ، إمام حجة على المسلمين ، قتل فى شعبان سنة خمس وتسعين ، وهو ابن تسع وأربعين سنة .روى له الجماعة (تهذيب الكمال ج۱۰ ص۳۸۵)

[3] حدیث نمبر ۶۹۱۱، كتاب الصلاة، باب من كان يوتر بثلاث أو أكثر.

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے اصحاب وتر کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس روایت کے تمام راوی بخاری کی شرط پر ہیں، اور حضرت ابو اسحاق جلیل القدر تابعی ہیں، جنہوں نے صحابۂ کرام سے سماعت کی ہے۔ [۱]

اور حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اَلْوِتْرُ ثَلَاثٌ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۶۹۰۰، کتاب الصلاة، باب من کان یوتر بثلاث او اکثر)

ترجمہ: وتر تین رکعات ہیں (ترجمہ ختم)

حضرت علقمہ بھی جلیل القدر تابعی ہیں، جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر شاگردوں میں سے ہیں، اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے کہ وہ وتروں کی دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔ [۲]

---

[۱] چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک حدیث اسی سند کے ساتھ اس طرح روایت کی ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْأَسْوَدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ (بخاری، حدیث نمبر ۱۰۶۷)

اور ایک حدیث اس طرح روایت کی ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا (بخاری، حدیث نمبر ۲۶۹۸)

[۲] علقمة (ع) فقيه الكوفة وعالمها ومقرئها، الامام، الحافظ، المجود، المجتهد الكبير، أبو شبل علقمة بن قيس بن عبدالله بن مالك بن علقمة بن سلامان ابن كهل، وقيل: ابن كهيل بن بكر بن عوف، ويقال: ابن المنتشر بن النخع، النخعى، الكوفى، الفقيه عم الاسود بن يزيد وأخيه عبدالرحمن، وخال فقيه العراق إبراهيم النخعى. ولد فى أيام الرسالة المحمدية، وعداده فى المخضرمين، وهاجر فى طلب العلم والجهاد، ونزل الكوفة، ولازم ابن مسعود حتى رأس فى العلم والعمل، وتفقه به العلماء، وبعد صيته .... قال أحمد بن حنبل: علقمة ثقة، من أهل الخير، وكذا وثقه يحيى بن معين، وسئل عنه وعن عبيدة فى عبدالله فلم يخير. وقال عثمان بن سعيد: علقمة أعلم بعبد الله. قال ابن المدينى: لم يكن أحد من الصحابة له أصحاب حفظوا عنه، وقاموا بقوله فى الفقه إلا ثلاثة: زيد بن ثابت، وابن مسعود، وابن عباس، وأعلم الناس بابن مسعود:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور امام ابنِ ابی شیبہ رحمہ اللہ؛ اپنی سند سے حضرت ابوالبختری کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّـهُ كَانَ يُصَلِّيْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ فِيْ رَمَضَانَ وَيُوْتِرُ بِثَـلَاثٍ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۷۷۶۸، کتاب الصلاۃ،باب کم یصلی فی رمضان من رکعة)

ترجمہ: حضرت ابوالبختری رمضان میں پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعات تراویح) اور تین وتر پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس قسم کی روایات میں تین وتروں کو تراویح سے الگ بیان کیا گیا ہے، جس کا مطلب واضح طور پر یہی ہے کہ تین وتر بیس تراویح سے جدا، الگ سلام کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔

حضرت ابوالبختری بھی عظیم تابعی اور کوفہ کے فاضلین میں سے ہیں، اور ان کو محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے۔ [1]

اور امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

علقمة، والاسود، وعبيدة، والحارث . وروى زائدة عن أبى حمزة، قال :قلت لرباح أبى المثنى : أليس قد رأيت عبدالله ؟ قال :بلى وحججت مع عمر ثلاث حجات وأنا رجل (سيراعلام النبلاء، جزء۴، صفحه ۵۳، و ۵۵)

وَقَال على بن المدينى :لم يكن من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم أحد له أصحاب حفظوا عنه ، وقاموا بقوله فى الفقه إلا ثلاثة :زيد بن ثابت ، وعبد الله بن مسعود ، وابن عباس ، وأعلم الناس بعَبد الله علقمة ، والأسود ، وعُبَيدة ، والحارث (تهذيب الكمال، جزء ۲۰، صفحه ۳۰۳)

[1] سعيد بن فيروز، وهو ابن أبى عمران ، أبوالبخترى ، الطائى مولاهم ، الكوفى ....قال عبد الله بن شعيب الصابونى ، عن يحيى بن معين :أبو البخترى الطائى اسمه سعيد ، وهو ثبت ، ولم يسمع من على شيئا .وقال أبو بكر بن أبى خيثمة عن يحيى بن معين ، وأبو زرعة ، وأبو حاتم : ثقة.زاد أبو حاتم :صدوق.وقال أبو داود :لم يسمع من أبى سعيد.وقال فطر بن خليفة ، عن حبيب بن أبى ثابت :اجتمعت أنا وسعيد بن جبير ، وأبو البخترى الطائى ، وكان الطائى أعلمنا وأفقهنا .وقال هلال بن خباب : كان من أفاضل أهل الكوفة .وقال أبو نعيم : مات فى الجماجم سنة ثلاث وثمانين (تهذيب الكمال ج ۱۱ ص ۳۲)

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَرَوَيْنَا عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّهُمْ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً ، وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ (السنن الكبرىٰ للبيهقى) [1]

ترجمہ: اورہم نے حضرت شُتیر بن شکل سے روایت کیا، اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے کہ وہ لوگوں کو رمضان کے مہینہ میں بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت شُتیر بن شکل بہت اعلیٰ درجہ کے تابعی ہیں۔

اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے بھی ہیں۔ [2]

اور امام ابنِ ابی شیبہ نے اپنی سند سے حضرت حارث سے روایت کیا ہے کہ:

أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِيْ رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ (مصنف ابنِ ابی شيبة) [3]

ترجمہ: وہ لوگوں کو رمضان میں تراویح کی بیس رکعات اور تین وتر پڑھاتے تھے، اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت حارث دراصل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں، اور احادیث کے باب میں ان پر بعض محدثین نے کلام کیا ہے، لیکن بعض حضرات نے ان کو ثقہ

---

[1] حديث نمبر ۴۲۹۰، كتاب الصلاة، باب ما روى فى عدد ركعات القيام فى شهر رمضان، دارالكتب العلمية، بيروت.

[2] شتير بن شكل بن حميد العبسى ، أبو عيسى الكوفى ......قال النسائى : ثقة. وذكره ابن حبان فى كتاب "الثقات" (تهذيب الكمال ج ۱۲ ص ۳۷۶)

قلت : وقال مات فى ولاية ابن الزبير وقال ابن سعد توفى زمن مصعب وكان ثقة قليل الحديث وقال العجلى ثقة من أصحاب عبدالله وقال أبو موسى فى ذيل الصحابة يقال أنه أدرك الجاهلية (تهذيب التهذيب ج ۴ ص ۲۷۳)

[3] حديث نمبر ۷۷۶۷، كتاب الصلاة، باب كم يصلى فى رمضان من ركعة.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قرار دیا ہے۔ [1]

اوراس وجہ سے ان کی مرویات حسن درجہ میں داخل ہیں، اور مشاہدات کے ہوتے ہوئے تو حسن درجہ میں داخل ہونے میں شبہ ہی نہیں ہونا چاہئے، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی۔

بہر حال اس بحث سے قطع نظر اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مذکورہ شاگرد بھی تین وتر پڑھا کرتے تھے، بلکہ رمضان میں لوگوں کی امامت بھی کرایا کرتے تھے۔

اورامام ابنِ ابی الدنیا؛ حضرت شجاع بن مخلد سے، اوروہ ہشیم سے، اوروہ عبدالملک سے اوروہ جلیل القدر تابعی حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

كَـانُوْا يُصَلُّوْنَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً، وَالْوِتْرَ ثَـلَاثًا (فضائل رمضان لابنِ ابی الدنیا حدیث نمبر ۴۹،ص ۷۹،دار السلف، الریاض -السعودیۃ)

ترجمہ: صحابہ وتابعین رمضان کے مہینہ میں تراویح کی بیس رکعات اور تین وتر پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

یہ روایت سند کے لحاظ سے بالکل درست ہے۔

چنانچہ اس روایت کے پہلے راوی شجاع بن مخلد ہیں۔

اوردوسرے راوی ہشیم ہیں، اور یہ دونوں ثقہ ہیں۔

اورتیسرے راوی عبدالملک بن ابی سلیمان ہیں جو کہ ثقہ ہیں، اوران کا ۱۴۵ھ میں انتقال ہوا۔ [2]

---

[1] الحارث بن عبد الله الأعور الهمدانى الخارفى أبو زهير الكوفى.قال البخارى :وقال بعضهم: الحارث بن عبيد.......وقال أيضا :قيل ليحيى بن معين :الحارث صاحب على ؟ فقال :ضعيف .وقال عباس الدورى ، عن يحيى بن معين :قد سمع من ابن مسعود وليس به بأس.وقال عثمان بن سعيد الدارمى :سألت يحيى بن معين ، قلت :أى شىء حال الحارث فى على ؟ قال :ثقة ، قال عثمان :ليس يتابع عليه .وقال أبو زرعة :لا يحتج بحديثه .وقال أبو حاتم :ليس بقوى ، ولا ممن يحتج بحديثه .وقال النسائى :ليس بالقوى ، وقال فى موضع آخر :ليس به بأس .(تهذيب الكمال ۵ ص ۲۴۴)

[2] عبد الملك بن أبى سليمان واسمه ميسرة العرزمى ، أبو محمد ، وقيل :أبو سليمان ، وقيل :أبو عبد الله الكوفى ، نزل جبانة عرزم بالكوفة فنسب إليها ، وقيل :إن عرزم إنسان أسود وهو عم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور امام ابنِ شیبہ؛ ابنِ نمیر سے اور وہ عبدالملک سے، اور وہ حضرت عطاء سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلاثًا وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ (مصنف ابنِ ابی شيبة،حديث نمبر ۷۷۷۰، كتاب الصلاة، باب كم يصلی فی رمضان من ركعة)

ترجمہ: میں نے لوگوں کو یعنی صحابہ وتابعین کو رمضان کے مہینہ میں بیس (تراویح) اور تین وتر پڑھاتے ہوئے پایا ہے (ترجمہ ختم)

یہ روایت بھی سند کے لحاظ سے مستند ہے۔

اور ابن ابی شیبہ، حضرت فضل بن دکین سے اور وہ سعید بن عبید سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيْعَةَ كَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ (مصنف ابنِ ابی شيبة) [1]

ترجمہ: علی بن ربیعہ ان کو رمضان میں پانچ ترویحے (بیس رکعات تراویح) اور

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

محمد بن عبيد الله العرزمي مولى النخع، وقيل: مولى بني فزارة، وقيل: من أنفسهم.............وقال أبو الحسن الميموني، عن أحمد بن حنبل: عبد الملك بن أبي سليمان من عيون الكوفيين. وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل، عن أبيه، ثقة. وقال صالح بن أحمد حنبل، عن أبيه: عبد الملك بن ابى سليمان من الحفاظ إلا أنه كان يخالف ابن جريج فى إسناد أحاديث، وابن جريج أثبت منه عندنا. وقال أبو زرعة الدمشقي: سمعت أحمد ويحيى يقولان: كان عبدالملك بن أبي سليمان ثقة. وقال عثمان بن سعيد الدارمي: وسألته، يعني يحيى بن معين - قلت: عبد الملك بن أبي سليمان أحب إليك أو ابن جريج؟ فقال: كلاهما ثقتان. وقال إسحاق بن منصور، عن يحيى بن معين: ضعيف، وهو أثبت فى عطاء من قيس بن سعد. وقال محمد بن عبد الله بن عمار الموصلي: ثقة حجة. وقال أحمد بن عبد الله العجلي: ثقة ثبت فى الحديث، ويقال: كان سفيان الثورى يسميه الميزان، وكان راوية عن عطاء بن أبي رباح. وقال يعقوب بن سفيان: حدثنا أبو نعيم، قال: حدثنا سفيان عن عبدالملك بن أبى سليمان، العرزمى ثقة متقن فقيه. وقال فى موضع آخر: عبد الملك بن أبى سليمان فزارى من أنفسهم ثقة. وقال النسائي: ثقة. وقال أبو زرعة الرازى: لا بأس به. قال أبو نعيم، والهيثم بن عدى، وغير واحد: مات سنة خمس وأربعين ومئة. زاد الهيثم: في ذى الحجة (تهذيب الكمال ج۱۸ ص۳۲۲)

[1] حديث نمبر ۷۷۷۲، كتاب الصلاة، باب كم يصلی فی رمضان من ركعة.

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تین وتر پڑھاتے تھے (ترجمہ ختم)

اس روایت کی سند درست ہے۔

حضرت علی بن ربیعہ بھی بہت بڑے محدث تابعی ہیں۔ [۱]

اور حضرت امام ابنِ ابی شیبہ، حضرت وکیع سے اور وہ حضرت ہشام بن غاز رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ مَكْحُوْلٍ أَنَّهُ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يُسَلِّمُ فِيْ رَكْعَتَيْنِ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [۲]

ترجمہ: حضرت مکحول (شامی) وتر تین رکعات پڑھا کرتے تھے اور دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت وکیع اور حضرت ہشام دونوں ثقہ ہیں۔ [۳]

---

[۱] علی بن ربیعة بن نضلة الوالبی بلام مكسورة وموحدة أبو المغيرة الكوفی ثقة من كبار الثالثة يقال هو الذی روی عنه العلاء بن صالح فقال حدثنا علی بن ربيعة الأسماء وفرق بينهما البخاری (تقریب التهذيب ج ۱ ص ۶۹۴)

علی بن ربيعة بن نضلة الوالبی الأسدی، ويقال البجلی أبو المغيرة الكوفی...... قال إسحاق بن منصور عن يحيى بن معين ثقة وكذلك قال النسائی وقال أبو حاتم صالح الحديث وقال أيضاعلی بن ربيعة هذا هو البجلی الذی روی عنه العلاء بن صالح ، هما واحدروی له الجماعة (تهذيب الكمال ج ۲۰ ص ۴۳۱)

[۲] حديث نمبر ۶۹۰۶، كتاب الصلاة،باب من كان يوتر بثلاث او اكثر.

[۳] هشام بن الغاز بن ربيعة الجرشی بضم الجيم وفتح الراء بعدها غدا الدمشقی نزيل بغداد ثقة من كبار السابعة (تقریب التهذيب، جزء۲، صفحه ۲۶۸)

هشام بن الغاز بن ربيعة الجرشی ، أبو عَبد الله ، ويُقال: أبو العباس الشامی الدمشقی ، نزل بغداد ، وكان علی بيت المال لابی جعفر المنصور ...... ذكره خليفة بن خياط فی الطبقة الرابعة من أهل الشامات .وذكره محمد بن سعد فی الصغيرفی الطبقة الرابعة ، وفی الكبير فی الطبقة الخامسة. وَقَال عَبد الله بن أحمد بن حنبل ، عَن أبيه :صالح الحديث وَقَال عَباس الدُّورِيُّ ، عن يحيى بن مَعِين :ليس به بأس وَقَال إسحاق بن منصور عن يحيى بن مَعِين ، وعثمان بن سَعِيد الدارمی عن دحيم :ثقة .وكذلك قال محمد بن عَبد الله بن عمار الموصلی .وَقَال يعقوب بن سفيان :قلت لعبد الرحمن بن إبراهيم :هشام بن الغاز ؟ قال ما أحسن استقامته فی الحديث .قال :وكان الوليد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت مکحول شام کے جلیل القدر تابعی اور فقیہ ہیں۔ [1]

اور امام ابوبکر بن ابی شیبہ، حضرت ابواسامہ سے، اور وہ عثمان بن غیاث سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن غیاث نے فرمایا کہ:

سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ اَلْوِتْرُ ثَـلَاثٌ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [2]

ترجمہ: میں نے حضرت جابر بن زید سے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ وتر کی تین رکعات ہیں (ترجمہ ختم)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يثنى عليه .وَقَال يعقوب أيضا :حَدَّثَنَا هشام بن عمار ، قال :حَدَّثَنَا صدقة بن خالد قال حَدَّثَنَا أبو العباس هشام بن الغاز وهو ثقة .وَقَال عبد الرحمن بن يوسف بن خراش كان من خيار الناس .وذكره ابنُ حِبَّان فى كتاب الثقات وَقَال :كان عابدا فاضلا (تهذيب الكمال، ج ۳۰، ص ۲۵۸)

[1] مكحول الشامى أبو عبد الله ...... وذكره محمد بن سعد فى الطبقة الثالثة من تابعى أهل الشام.وذكره أبو الحسن بن سميع فى الطبقة الرابعة .... وَقَال إبراهيم بن عَبد الله بن العلاء بن زبر ، عَن أبيه ، عن الزُّهْرِيّ :العلماء أربعة :سَعِيد بن المُسَيَّب بالمدينة ، وعامر الشعبى بالكوفة ، والحسن بن أَبى الحسن بالبصرة ، ومكحول بالشام .وَقَال أبو مسهر عن سَعِيد بن عبد العزيز :كان سُلَيْمان بن موسى يقول إذا جاء نا العلم من الحجاز عن الزُّهْرِيّ قبلناه ، وإذا جاء نا من العراق عن الحسن قبلناه ، وإذا جاء نا من الجزيرة عن ميمون بن مهران قبلناه ، وإذا جاء نا من الشام عن مكحول قبلناه .قال سَعِيد :وكان هؤلاء الأربعة علماء الناس فى خلافة هشام .وَقَال هشام بن خالد :سمعت مروان بن محمد يحدث عن سَعِيد بن عبد العزيز قال :كان مكحول أفقه من الزُّهْرِيّ ، قال :مكحول أفقه أهل الشام .وَقَال ضمرة بن ربيعة عن عثمان بن عطاء :كان مكحول رجلا أعجميا لا يستطيع أن يقول قل ، يقول :كل ، فكل ما قال بالشام قبل منه قال الحافظ أبو بكر الخطيب :أراد عثمان أن مكحولا كان عندهم مع عجمة لسانه بحمل الإمامة وموضع الامانة يقبلون قوله ويعملون بخبره ، ولم يرد أنهم كانوا يحكون لفظه ، والله أعلم .قال أبو مسهر ، عن سَعِيد بن عبد العزيز :لم يكن فى زمن مكحول أبصر بالفتيا منه .وَقَال محمد بن عَبد الله بن عمار الموصلى :مكحول إمام أهل الشام .وَقَال العجلى :تابعي ، ثقة.وَقَال ابن خراش :مكحول شامى صدوق ، وكان يرى القدر .وَقَال مروان بن محمد ، عن الأوزاعِيّ :لم يبلغنا أن أحدًا من التابعين تكلم فى القدر إلا هذين الرجلين الحسن ، ومكحول فكشفنا عن ذلك فإذا هو باطل .وَقَال أبو حاتم :ما أعلم بالشام أفقه من مكحول ...... وكان فقيها عالما رأى أبا أمامة الباهلى ، وأنس بن مالك ، وسمع واثلة بن الأسقع (تهذيب الكمال، جزء ۲۸، صفحه ۴۶۴ تاصفحه ۴۷۳، ملخصاً)

[2] حديث نمبر ۶۸۹۹، كتاب الصلاة ، باب من كان يوتر بثلاث أو أكثر.

idaraghufran

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں، اور حضرت جابر بن زید مشہور فقیہ ہیں۔ [۱]

اور امام بخاری رحمہ اللہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں کہ:

صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْصَرِفَ فَارْكَعْ رَكْعَةً تُوْتِرُ لَكَ مَا صَلَّيْتَ.

قَالَ الْقَاسِمُ وَرَأَيْنَا أُنَاسًا مُنْذُ أَدْرَكْنَا يُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ وَإِنَّ كُلًّا لَوَاسِعٌ أَرْجُوْ أَنْ لَا يَكُوْنَ بِشَيْءٍ مِنْهُ بَأْسٌ (بخاری) [۲]

ترجمہ: رات کی (نفل) نماز دو دو رکعت ہوتی ہے پھر جب تمہارا فارغ ہو کر جانے کا ارادہ ہو تو ایک اور رکعت پڑھ لو یہ تمہاری پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی۔

حضرت قاسم نے فرمایا کہ ہم نے جب سے ہوش سنبھالا، اس وقت سے لوگوں کو

---

[۱] حماد بن أسامة بن زيد القرشي، أبوأسامة الكوفي ، مولى بني هاشم ، قاله البخاري ......قال حنبل بن إسحاق ، عن أحمد بن حنبل :أبو أسامة ثقة ، كان أعلم الناس بأمور الناس ، وأخبار أهل الكوفة ، وما كان أرواه عن هشام بن عروة !وَقَال عَبد الله بن أحمد بن حنبل ، عَن أبيه :كان ثبتا ، ما كان أثبته لا يكاد يخطئ (تهذيب الكمال ج۷ص۲۱۷تا۲۲۳ملخصاً)

عثمان بن غياث الراسبي ، ويُقال :الزهراني البَصْرِيّ...... وَقَال أحمد بن حنبل :ثقة ، وكان يرى الارجاء .وَقَال يحيى بن مَعِين، والنَّسَائي :ثقة.وَقَال أبو حاتم : صدوق.وَقَال صالح بن أحمد بن حنبل ، عن علي بن المديني ، سمعت يحيى ، يعني ابن سَعِيد القطان -يقول :كان عند عثمان بن غياث كتاب عن عكرمة فلم يصححها لنا .وَقَال أبو عُبَيد الآجري ، عَن أبي داود :مرجئة البصرة :عبد الكريم أبو أمية ، وعثمان بن غياث ، والقاسم بن الفضل.وذكره ابنُ حِبَّان في كتاب "الثقات" روى له البخاري ، ومسلم ، وأبو داود ، والنَّسَائي(تهذيب الكمال ج۱۹ ص۴۷۳تا ۴۷۴ملخصاً)

جابر بن زيد أبو الشعثاء الأزدي ثم الجوفي بفتح الجيم وسكون الواو بعدها فاء البصري مشهور بكنيته ثقة فقيه من الثالثة مات سنة ثلاث وتسعين ويقال ثلاث ومائة (تقريب التهذيب ج۱ ص۱۵۲)

[۲] حديث نمبر ۹۹۳،كتاب الجمعة، باب ماجاء في الوتر،دارطوق النجاة، بيروت.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تین وتر پڑھتے ہوئے دیکھا، اور ہر ایک کی گنجائش ہے اور مجھے امید ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا (ترجمہ ختم)

حضرت قاسم بن محمد، دراصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں، اور وہی حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو نقل کر رہے ہیں۔

جس سے معلوم ہوا کہ خیر القرون میں تعامل تین وتر پڑھنے کا ہی تھا۔

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے اگرچہ اس حدیث سے یہ سمجھا تھا کہ وتر کی ایک رکعت سلام کے فصل سے پڑھنا بھی جائز ہے، اور اسی وجہ سے وہ بعض اوقات اس پر عمل بھی کر لیتے تھے۔

لیکن دوسرے جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں، ایک سلام کے ساتھ ہی تین وتر پڑھنا ثابت ہے۔

اور حضرت حسن بصری جیسے جلیل القدر تابعین نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل کے بجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زیادہ فقیہ سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہے۔

اس لئے فقہائے احناف نے ایک وتر کو الگ سے پڑھنے کے قول کو اختیار نہیں کیا، اور عام تعامل کو ہی اختیار کیا۔ [1]

جہاں تک مذکورہ حدیث کا تعلق ہے، جس میں ایک رکعت مزید پڑھ کر وتر بنا لینے کا حکم دیا گیا ہے، اس سے اگرچہ بہت سے فقہاء نے وتر کی ایک رکعت کے جائز ہونے پر بھی استدلال کیا ہے، لیکن فقہائے احناف نے اس جیسی روایات کا مطلب دوسری احادیث اور تعاملِ امت کے پیشِ نظر یہ بیان کیا ہے کہ دو رکعتیں جو پہلے پڑھ لی گئی ہیں، ان کے ساتھ ایک رکعت ملا کر وتر بنا لیا جائے۔

---

[1] أخبرنا مالک أخبرنا نافع عن ابن عمر :أنه كان يسلم في الوتر بين الركعتين والركعة حتى يأمر ببعض حاجته .
قال محمد :ولسنا نأخذ بهذا ولكنا نأخذ بقول عبد الله ابن مسعود وابن عباس رضي الله عنهم ولا نرى أن يسلم بينهما (مؤطا امام محمد، حديث نمبر ۲۵۸، ابواب الصلاة، باب السلام في الوتر)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس کی بعض دوسری احادیث میں صراحت بھی موجود ہے، بلکہ مذکورہ حدیث کے الفاظ میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔فی قوله "تُوتِرُ لَکَ مَا صَلَّيْتَ" [1]

---

[1] عَنِ ابْنِ عُمَرَ : أَنَّ رَجُلًا، جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ، فَقَالَ :كَيْفَ صَلاَةُ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ :مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ، تُوتِرُ لَکَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ(بخاری، حدیث نمبر ۴۷۳)

عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، قَالَ :سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، عَنِ الْوِتْرِ، فَقَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ :رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ ، وَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ، فَقَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ(مسلم،حديث نمبر ۷۵۳)

واحتجوا أيضا بما رواه مسلم من حديث ابن مجلز، قال :سمعت ابن عمر يحدث عن النبى قال : (الوتر ركعة من آخر الليل) ، وإليه ذهب عطاء بن أبى رباح وسعيد بن المسيب ومالک والشافعى وأحمد وأبو ثور وإسحاق وداود، وهم جعلوا هذا الحديث أصلا فى الإيتار بركعة، إلا أن مالكا قال: ولا بد أن يكون قبلها شفع ليسلم بينهن فى الحضر والسفر، وعنه :لا بأس أن يوتر المسافر بواحدة، وكذا فعله سحنون فى مرضه، وقال ابن العربى :الركعة الواحدة لم تشرع إلا فى الوتر، وفعله أبو بكر وعمر، وروى عن عثمان وسعد بن أبى وقاص وابن عباس ومعاوية وأبى موسى وابن الزبير وعائشة رضى اتعالى عنهم.

وقال عمر بن عبد العزيز والثورى وأبو حنيفة وأبو يوسف ومحمد وأحمد، فى رواية الحسن بن حى وابن المبارک :الوتر ثلاث ركعات لا يسلم إلا فى آخرهن كصلاة المغرب، وقال أبو عمر :يروى ذلک عن عمر بن الخطاب، وعلى ابن أبى طالب وعبد ابن مسعود وأبى بن كعب وزيد بن ثابت وأنس بن مالک وأبى أمامة وحذيفة والفقهاء السبعة، وأجابوا عما احتجت به أهل المقالة الأولى من الحديث المذكور ونحوه فى هذا الباب بأن قوله :(الوتر ركعة من آخر الليل) ، يحتمل ما ذهبوا إليه، ويحتمل أن يكون ركعة مع شفع تقدمها، وذلک كله وتر، فتكون تلک الركعة توتر الشفع المتقدم لها، وقد بين ذلک آخر حديث الباب الذى احتج به هؤلاء ، وهو قوله :(فأوترت له ما صلى) ، وكذلک قوله فى الحديث الثانى من هذا الباب :(فأوتر بواحدة توتر لک ما قد صليت) ، وآخر حديثهم حجة عليهم(عمدة القارى للعينى، ج۴ص ۲۵۲ ، كتاب الصلاة، باب الحلق والجلوس فى المسجد)

قوله :(وإن كلا) أى :وإن كل واحد من الركعة والثلاث واسع، يعنى :لا حرج فى فعل أيهما شاء . وقال الكرمانى :من الركعة والثلاث والخمس والسبع والتسع والإحدى عشرة لجائز .قلت: الكلام فى الوتر الذى هو ركعة واحدة أم ثلاث ركعات وما فوق الثلاث من الأوتار ليس فيه خلاف، وقال بعضهم :فيه ما يقتضى أن القاسم فهم من قوله :(فاركع ركعة) أى :منفردة منفصلة، ودل ذلک على أنه لا فرق عنده بين الوصل والفصل فى الوتر .قلت :القاسم صاحب لسان وفهم وعلم، كيف ينسب إليه ما لا يدل عليه اللفظ؟ فإن قوله :(فاركع ركعة) يعنى :ركعة واحدة، وهو أعم من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت ابنِ ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ:

أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ، وَعِنْدَهُ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ، فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: دَعْهُ فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(بخاری ،حدیث نمبر ۳۷۶۴)

ترجمہ: حضرت معاویہ نے عشاء کے بعد ایک وتر پڑھے، اور ان کے پاس حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے، تو (وہ یہ دیکھ کر) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے (اوران سے یہ اشکال ذکر کیا) تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کو جانے دیجئے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کو ایک رکعت وتر پڑھنے پر اشکال اس لئے پیدا ہوا کہ ان کے نزدیک ایک وتر، ایک نئی بات اور عام معمول کے خلاف تھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعض حضراتِ صحابہ سے اگرچہ ایک رکعت وتر کا پڑھنا منقول ہے، مگر وہ عام معمول اور تواتر سے ہٹ کر ہے۔

اور فقہائے احناف نے عام معمول اور تواتر والے عمل کو اختیار کیا ہے، کیونکہ وہ ہر طرح کے سقم اور اختلاف سے پاک اور شرعی قواعد کے مطابق ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أن تكون متصلة أو منفصلة، ولكن قوله :(توتر لک ما صليت) ، يدل على أنه يوصلها بالركعتين اللتين قبلها حتى يكون ما صلاه وترا ثلاث ركعات، لأن المراد من قوله :(ما صليت) ، هو الذى صلاه قبل هذه الركعة، ولا يكون هذا وترا إلا إذا انضمت إليه هذه الركعة الواحدة من غير فصل، فإذا فصل لا يكون الوتر إلا هذه الركعة وهى واحدة، والواحدة بتيراء ، وقد نهى عنها على ما ذكرنا فيما مضى(عمدة القارى، ج۷ص۷، كتاب الوتر)

[1] (عن ابن عباس قيل له :هل لک) ، أى جواب أو إفتاء (فى أمير المؤمنين معاوية) ، أى فى فعله (ما أوتر إلا بواحدة؟) : ظاهره أنه اكتفى بركعة واحدة، ويحتمل أنه أوتر بركعة واحدة منضمة إلى شفع قبلها، فيكون الإنكار عليه من حيث الاكتفاء بالوتر وترک التهجد، أو ترک سنة العشاء ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت امام مالک، ابنِ شہاب زہری سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ كَانَ يُوْتِرُ بَعْدَ الْعَتَمَةِ بِوَاحِدَةٍ.

قَالَ يَحْيٰى، قَالَ مَالِكٌ : وَلَيْسَ عَلٰى هٰذَا الْعَمَلُ عِنْدَنَا وَلٰكِنْ أَدْنَى الْوِتْرِ ثَلَاثٌ (مؤطا امام مالک) [1]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص عشاء کے بعد ایک وتر پڑھا کرتے تھے۔

حضرت یحییٰ (مؤطا امام مالک کے راوی) فرماتے ہیں کہ امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس پر عمل نہیں ہے، بلکہ کم از کم وتر تین ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ایک وتر پڑھنے پر انکار کرنے کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والله أعلم (قال) ، أى ابن عباس :(أصاب) أى أدرك الثواب فى اجتهاده (إنه فقيه) ، أى مجتهد وهو مثاب وإن أخطأ، قال ابن حجر :ومن ثم كان يرقى منبر المدينة إذا سمع من فقهائها شيئا يخالف السنة، ويقول :يا أهل المدينة، أين علماؤكم؟ سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كذا، أو رأيته يفعل كذا.

(وفى رواية :قال ابن أبى مليكة) مصغرا (أوتر معاوية بعد العشاء بركعة، وعنده مولى لابن عباس) :نقل ميرك عن الشيخ هو كريب، رواه محمد بن نصر المروزى فى كتاب الوتر، ورواه أيضا من طريق على بن عبد الله بن عباس أنه شاهد ذلك من معاوية فسأل أباه عن ذلك، وهو المراد بقوله فى الرواية الأولى قيل :لابن عباس .(فأتى ابن عباس فأخبره، فقال :دعه) ، أى اتركه ولا تعترض عليه بالإنكار (فإنه قد صحب النبى صلى الله عليه وسلم) قال الطيبى، أى فلا يفعل إلا ما رآه، يعنى: ولعله رأى ما لم ير غيره وأصحابه كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم، وهم عدول ولا يفعلون شيئا من تلقاء أنفسهم، لكن الحديث صريح فى كون معاوية شاذا منفردا عن سائر الصحابة، ولذا أنكر عليه، ويؤيده ما قدمناه من حكاية إجماع المسلمين (مرقاة، ج۳ص ۹۵۴، كتاب الصلاة، باب الوتر، الفصل الثالث)

[1] حديث نمبر۴۰۷، كتاب السهو، باب الامر بالوتر، مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية -أبو ظبى -الإمارات.

[2] بَلَغَ ابْنَ مَسْعُودٍ أَنَّ سَعْدًا يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ، قَالَ :مَا أَجْزَأَتْ رَكْعَةٌ قَطُّ(المعجم الكبير للطبرانى، حديث نمبر ۹۴۲۲)

وَقَدْ حَدَّثَنَا بَكَّارٌ قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ :ثنا حَمَّادٌ ,عَنْ حَمَّادٍ ,عَنْ إِبْرَاهِيمَ ,أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ عَابَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس سے معلوم ہوا کہ بعض حضرات سے اگرچہ ایک وتر کا ثبوت ملتا ہے، مگر وہ تعامل کے خلاف اور شاذ ہے۔ [1]

امام طحاوی رحمہ اللہ، ربیع بن سلیمان مؤذن سے، اور وہ عبداللہ بن وہب سے، اور وہ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے، اور وہ اپنے والد ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَثْبَتَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَلْوِتْرَ بِالْمَدِيْنَةِ بِقَوْلِ الْفُقَهَاءِ ثَلَاثًا ، لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِيْ آخِرِهِنَّ (شرح معانی الآثار، حدیث نمبر ۱۷۵۷، باب الوتر)

ترجمہ: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مدینہ طیبہ میں فقہاء کے قول کے مطابق وتر تین رکعت مقرر کردیئے تھے جن میں سلام صرف آخر میں پھیرا جاتا تھا (ترجمہ ختم)

یہ روایت سند کے لحاظ سے حسن درجے میں داخل ہے۔

اس روایت کے پہلے راوی ربیع بن سلیمان ہیں، جو کہ ثقہ ہیں، اور امام شافعی رحمہ اللہ کی اہم کتابوں کے راوی ہیں۔ [2]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ذَلِکَ عَلَى سَعْدٍ وَمُحَالٌ عِنْدَنَا أَنْ يَكُونَ عَبْدُ اللهِ عَابَ ذَلِکَ عَلَى سَعْدٍ مَعَ نُبْلِ سَعْدٍ وَعِلْمِهِ إِلَّا لِمَعْنًى قَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ ,وَهُوَ أَوْلَى مِنْ فِعْلِهِ ,وَلَوْ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِنَّمَا خَالَفَهُ بِرَأْيِهِ لَمَا كَانَ رَأْيُهُ أَوْلَى مِنْ رَأْيِ سَعْدٍ ,وَلَمَا عَابَ ذَلِکَ عَلَى سَعْدٍ ,إِذَا كَانَ مَا أَخَذَ ذَلِکَ مِنْهُ هُوَ الرَّأْيُ ,وَلَكِنِ الَّذِى عَلِمَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِمَّا خَالَفَ فِعْلَ سَعْدٍ فِي ذَلِکَ هُوَ غَيْرُ الرَّأْيِ (شرح معانی الآثار، تحت حدیث رقم ۱۷۵۵، کتاب الصلاۃ، باب الوتر)

[1] فلم يبق اثر سعد حجة ايضا لاجماع اهل المدينة بعده على خلاف ماعمل به (اعلاء السنن، ج۶ ص۴۷، باب الايتار بثلاث)

[2] الربيع بن سليمان بن عبد الجبار المرادى أبو محمد المصرى المؤذن صاحب الشافعى ثقة من الحادية عشرة مات سنة سبعين وله ست وتسعون سنة (تقريب التهذيب ج ۱ ص ۲۹۴)

الربيع بن سُلَيْمان بن عبد الجبار بن كامل المرادى، مولاهم ، أبو محمد المِصْرِى المؤذن صاحب الشافعى ، وراوى كتب الامهات عنه......قال النَّسَائى :لا بأس به .وَقَال أبو سَعِيد بن يونس ، وأبو بكر الخطيب :كان ثقة .وذكره ابنُ حِبَّان فى كتاب "الثقات. "وَقَال عَبد الله بن محمد بن جعفر القزوينى القاضى :سمعت الربيع بن سُلَيْمان يقول :كل محدث حدث بمصر بعد ابن وهب كنت مستمليه(تهذيب الكمال ج ۹ ص۸۷ تا ۸۹ ملخصاً)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور دوسرے راوی عبداللہ بن وہب قرشی ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں، اور یہ امام مالک رحمہ اللہ کی صحبت میں ان کی وفات تک رہے۔ [1]

اور تیسرے راوی عبدالرحمٰن بن ابی الزناد ہیں، جو کہ فقیہ ہیں، اور مدینہ میں خراج کے نگران رہ

---

[1] عبد الله بن وهب بن مسلم القرشي مولاهم أبو محمد المصرى الفقيه ثقة حافظ عابد من التاسعة مات سنة سبع وتسعين وله اثنتان وسبعون سنة(تقريب التهذيب ج ا ص ۵۴۵)

وَقَال أبو طالب، عن أحمد بن حنبل :عَبد الله بن وهب صحيح الحديث ، يفصل السماع من العرض، والحديث من الحديث ، ما أصح حديثه وأثبته .قيل له :أليس كان يسىء الاخذ ؟ قال :قد يسىء الاخذ ، ولكن إذا نظرت فى حديثه ، وما روى عن مشايخه ، وجدته صحيحا وَقَال أبو بكر بن أَبى خيثمة، عن يحيى بن مَعِين :ثقة.....وَقَال عبد الرحمن بن أَبى حاتم : قلتُ لأبى :ابن وهب أحب إليك أو عَبد الله بن نافع ؟ قال :ابن وهب .قلت :ما تقول فى ابن وهب ؟ قال :صالح الحديث ، صدوق ، أحب إلي من الوليد بن مسلم ، وأصح حديثًا منه بكثير .وَقَال أيضا :سمعت أبا زرعة يقول :نظرت فى نحو ثلاثين ألف حديث من حديث ابن وهب بمصر وغير مصر ، لا أعلم أنى رأيت له حديثًا لا أصل له ، وهو ثقة.....وَقَال أبو حاتم بن حبان : جمع ابن وهب وصنف ، وهو حفظ على أهل الحجاز ومصر حديثهم ، وعنى بجميع ما رووا من المسانيد والمقاطيع ، وكان من العباد.وَقَال أبو أحمد بن عدى :وعبد الله بن وهب من أجلة الناس ، ومن ثقاتهم ، وحديث الحجاز ومصر وما والى تلك البلاد ، يدور على رواية ابن وهب ، وجمعه لهم مسندهم ومقطوعهم ، وقد تفرد عن غير شيخ بالرواية عنهم مثل عَمْرو بن الحارث وحيوة بن شريح ومعاوية بن صالح ، وسُلَيْمان بن بلال وغيرهم من ثقات المسلمين ومن ضعفائهم ، ولا أعلم له حديثًا منكرا إذا حدث عنه ثقة من الثقات(تهذيب الكمال ج ۱۶ ص ۲۸۲ تا ۲۸۵ ملخصاً)

ابن وهب الفقيه المالكى: أبو محمد عبد الله بن وهب بن مسلم، القرشي بالولاء الفقيه المالكى المصرى مولى ريحانة مولاة أبى عبد الرحمن يزيد بن أنيس الفهرى ، كان أحد أئمة عصره وصحب الإمام مالک بن أنس، رضى الله عنه، عشرين سنة، وصنف "الموطأ الكبير "و "الموطأ الصغير "وقال مالک فى حقه :عبد الله بن وهب إمام .وقال أبو جعفر ابن الجزار :رحل ابن وهب إلى مالک فى سنة ثمان وأربعين ومائة ولم يزل فى صحبته إلى أن توفى مالک، وسمع من مالک قبل عبد الرحمن بن القاسم ببضع عشرة سنة .وكان مالک يكتب إليه إذا كتب فى المسائل :إلى عبد الله بن وهب المفتي، ولم يكن يفعل هذا مع غيره .وأدرک من أصحاب ابن شهاب الزهرى أكثر من عشرين رجلاً .وذكر ابن وهب وابن القاسم عند مالک، فقال :ابن وهب عالم وابن القاسم فقيه.قال القضاعى فى كتاب "خطط مصر : "قبر عبد الله بن وهب مختلف فيه، وفى مجرّ بنى مسكين قبر صغير مخلق يعرف بقبر عبد الله، وهو قبر قديم يشبه أن يكون قبره.وكان مولده فى ذى القعدة سنة خمس، وقيل أربع وعشرين ومائة بمصر .وتوفى بها يوم الأحد لخمس بقين من شعبان سنة سبع وتسعين ومائة، رضى الله عنه(وفيات الاعيان ج۳ص ۳۶)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

چکے ہیں، اوران کو بعض نے اگرچہ ضعیف قرار دیا ہے، لیکن بعض نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے، پس یہ حسن درجے کے راوی ہیں، اورانہی کی وجہ سے یہ حدیث حسن درجے میں داخل ہے۔ ۱

۱ عبد الرحمن بن أبی الزناد عبد الله بن ذكوان المدنی مولى قريش صدوق تغير حفظه لما قدم بغداد وكان فقيها من السابعة ولى خراج المدينة فحمد مات سنة أربع وسبعين وله أربع وسبعون سنة خت م(تقريب التهذيب ج ١ ص ٥٦٩)

وقال الترمذی والعجلی ثقة وصحح الترمذی عدة من أحاديثه وقال فی اللباس ثقة حافظ وقال ابن عدی هو ممن يكتب حديثه وقال الحاكم أبو أحمد ليس بالحافظ عندهم وقال الواقدی كان نبيلا فی علمه وولی خراج المدينة فكان يستعين بأهل الخير والورع وكان كثير الحديث عالما(تهذيب التهذيب ج٦ ص١٥٧)

عبد الرحمن بن ابی الزناد الامام الحافظ أبو محمد المدنی .سمع اباه وعمرو بن ابی عمرو وسهيل بن ابی صالح وهشام بن عروة وطبقتهم . حدث عنه احمد بن يونس وسعيد ابن منصور وعلی بن حجر وهناد بن السری وخلق كثير .وحدث عنه من شيوخه ابن جريج . قال ابن معين :هو اثبت الناس فی هشام ابن عروة.وقال ابن سعد :كان مفتيا فقيها وضعفه عبد الرحمن بن مهدی وقد احتج به النسائی واهل السنن. وقال أبو عمرو الدانی اخذ القراء ة عرضا علی ابی جعفر القارء. قلت مات ببغداد فی سنة اربع وسبعين ومائة. وهو من اوعية العلم لكنه ليس بالثبت جدا مع ان حجة فی هشام بن عروة . وقد قال يعقوب السدوسی :سمعت ابن المدينی يقول :حديثه بالمدينة مقارب وما حدث به بالعراق فهو مضطرب(تذكرة الحفاظ ج ١ ص٢٤٧، ٢٤٨)

وَقَال يعقوب بن شَيْبَة : ثقة ، صدوق ، وفی حديثه ضعف ، سمعت علی بن المدينی يقول :حديثه بالمدينة مقارب ، وما حدث به بالعراق فهو مضطرب .قال علی :وقد نظرت فيما روى عنه سُلَيْمان بن داود الهاشمی ، فرأيتها مقاربة .وَقَال عَمْرو بن علی فيه ضعف ، ما حدث بالمدينة ، أصح مما حدث ببغداد......استشهد به البخاری فی الصحيح ، وروى له فی كتاب"رفع اليدين فی الصلاة "، وفی كتاب"الأدب ."وروى له مسلم فی مقدمة كتابه وروى له الباقون (تهذيب الكمال، جزء١٧ ، صفحه ٩٥)

وهو من أهل مدينة رسول الله صلى الله عليه وسلم انتقل إلى بغداد فسكنها وحدث بها إلى حين وفاته خبرنی الصيمری، حدثنا علی بن الحسن الرازی، حدثنا محمد بن الحسين الزعفرانی، حدثنا أحمد بن زهير، أخبرنی مصعب قال :كان أبو الزناد أحسب أهل المدينة وابنه وابن ابنه.

أخبرنا ابن الفضل، أخبرنا دعلج بن أحمد، أخبرنا أحمد بن علی الأبار، حدثنا محمد بن يحيى، حدثنا ابن أبی مريم عن خاله موسى بن سلمة قال :قدمت المدينة فأتيت مالک بن أنس فقلت له: إنی قدمت لأسمع العلم، وأسمع ممن تأمرنی به فقال :عليک بابن أبی الزناد.......سمعت محمد بن المثنى قال :مات سلام بن أبی مطيع وعبد الرحمن بن أبی الزناد سنة أربع وسبعين ومائة.أخبرنا علی بن محمد بن عبد الله المعدل، أخبرنا الحسين بن صفوان البرذعی، حدثنا عبد الله بن محمد بن أبی الدنيا قال :حدثنا محمد بن سعد قال :عبد الرحمن ابن أبی الزناد مولى رملة بنت شيبة بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور چوتھے راوی ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان قرشی ہیں، جو کہ ثقہ اور تابعی اور اہلِ مدینہ کے فقیہ ہیں، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ وغیرہ سے احادیث کی سماعت کی ہے، اور ان کو خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کوفہ کے بیت المال کا نگران مقرر فرمایا تھا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ربيعة، ويكنى أبا محمد، وكان يفتي، مات ببغداد سنة أربع وسبعين ومائة، وهو ابن أربع وسبعين سنة(تاريخ بغداد ج۱۰ ص ۲۲۹)

قال شعيب الارنؤط:

عبد الرحمن بن أبي الزناد صدوق حسنُ الحديث(حاشية مسند احمد، تحت حديث رقم ۱۴۱۸)

عبد الرحمن بن أبي الزناد، فقد روى له أصحاب السنن وعلق له البخاري، وروى له مسلم في المقدمة، وهو حسن الحديث(حاشية مسند احمد، تحت حديث رقم ۲۹۱۳)

وقال الهيثمي:

وفيه عبد الرحمن بن أبي الزناد، وحديثه حسن، وفيه ضعف(مجمع الزوائد ج۱۰ ص ۲۶)

واسناده في غاية القوة ونهاية الصحة من طريق ربيع المؤذن وهو صاحب الشافعي من رجال النسائي وابي داؤد ثقة ، وابن وهب :عبدالله بن وهب من رجال الجماعة ،وابن ابي الزناد وهو عبدالرحمن من رجال مسلم والأربعة، وابوه ابو الزناد عبدالله بن ذكوان من رجال الجماعة ، فهؤلاء الكبار رجال الاسناد(معارف السنن ج۴ص۲۰۷، ۲۰۸)

[1] عبد الله بن ذكوان القرشي أبو عبد الرحمن المدني المعروف معبد الزناد ثقة فقيه من الخامسة مات سنة ثلاثين وقيل بعدها (تقريب التهذيب ج۱ ص ۳۰۹)

عَبد الله بن ذكوان القرشي، أبو عبد الرحمن المدني المعروف بابي الزناد......قال عَبد الله بن أحمد بن حنبل ، عَن أبيه :ثقة.وَقَال حرب بن إسماعيل ، عن أحمد بن حنبل :كان سفيان يسمى أبا الزناد أمير المؤمنين في الحديث .قال أحمد : وهو فوق العلاء بن عبد الرحمن ، وفوق سهيل بن أَبي صالح ، وفوق محمد بن عَمْرو .وأبو زُرْعَة الدمشقي :أخبرني أحمد بن حنبل أن أبا الزناد أعلم من ربيعة ، قلت لأحمد :فحديث ربيعة ؟ قال :ثقة ، وأبو الزناد أعلم منه.وَقَال إسحاق بن منصور ، وأحمد بن سعد بن أَبي مريم، عن يحيى بن مَعِين :ثقة.زاد ابن أَبي مريم : حجة .وَقَال علي ابن المديني :لم يكن بالمدينة بعد كبار التابعين أعلم من ابن شهاب ، ويحيى بن سَعِيد الأَنْصارِيّ ، وأبي الزناد ، وبكير بن عَبد الله بن الاشج.وَقَال خليفة بن خياط :طبقة عددهم عند الناس في أتباع التابعين ، وقد لقوا الصحابة ، منهم :أبو الزناد ، قد لقي عَبد الله بن عُمَر ، وأنس بن مالك ، وأبا أمامة بن سهل بن حنيف.وَقَال العجلي: مدني ، تابعي ، ثقة ، سمع من أنس بن مالك......وَقَال أبو يوسف: عَن أبي حنيفة :قدمت المدينة فأتيت أبا الزناد ، ورأيت ربيعة ، فإذا الناس على ربيعة ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ دراصل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پوتی کے بیٹے تھے، انتہائی عادل ائمہ میں سے تھے، آپ کی اقتداء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی، اور آپ کی نماز کی تعریف فرمائی، آپ سلیمان بن عبدالملک کے بعد مسلمانوں کے خلیفہ بنے، آپ کی خلافت، خلافتِ راشدہ کا نمونہ تھی، آپ کی خلافت کا زمانہ پہلی اور دوسری صدی کے سنگم پر تھا (اس لئے دوسری صدی کا مجدد بھی آپ کو شمار کیا گیا ہے) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وأبو الزناد أفقه الرجلين ، فقلت له :أنت أفقه أهل بلدک والعمل على ربيعة .فقال :ويحک كف من حظ ، خير من جراب من علم .وَقَال أبو بكر بن أَبي خيثمة ، عن مصعب بن عَبد الله الزبيري :كان أبو الزناد فقيه أهل المدينة ، وكان صاحب كتاب وحساب ، وكان كاتبا لخالد بن عَبد المَلِک بن الحارث بن الحكم بالمدينة ، وكان كاتبا لعبد الحميد بن عبد الرحمن بن زيد بن الخطاب ، وقدم على هشام بن عَبد المَلِک بحساب ديوان المدينة ، فجالس هشاما مع ابن شهاب ، فسأل هشام ابن شهاب :في أي شهر كان يخرج عثمان العطاء لاهل المدينة ؟ قال :لا أدرى .قال أبو الزناد :كنا نرى ابن شهاب لا يسأل عن شيء إلا وجد علمه عنده .قال أبو الزناد :فسألني هشام ، فقلت :المحرم .قال هشام لابن شهاب :يا أبا بكر ، هذا علم أفدته اليوم .قال ابن شهاب :مجلس أمير المؤمنين أهل أن يفاد فيه العلم .قال :وكان أبو الزناد معاديا لربيعة بن أَبي عبد الرحمن ، وكان أبو الزناد وربيعة فقيهي البلد في زمانهما ، وكان الماجشون ، واسمه يعقوب بن أَبي سلمة ، مولى الهدير يعين ربيعة على أبي الزناد ، كان الماجشون أول من علم الغناء من أهل المروء ة بالمدينة......وَقَال الأَصْمَعِيّ ، عن عبد الرحمن بن أَبي الزناد ، عَن أبيه :كان الفقهاء بالمدينة يأتون عُمَر بن عبد العزيز ، خلا سَعِيد بن المُسَيَّب ، فإن عُمَر كان يرضى أن يكون بينهما رسول ، وأنا كنت الرسول بينهما .وَقَال سُلَيْمان بن أَبي شيخ : ولي عُمَر بن عبد العزيز أبا الزناد بيت مال الكوفة(تهذيب الكمال ج ۱۴ ص ۴۷۶تا ۴۸۲ملخصاً)

[1] عُمَر بن عبد العزيز بن مروان بن الحكم بُن ابي العاص بن أمية القرشي الأُمَوِي ، أبو حفص المدني ثم الدمشقي أمير المؤمنين الإمام ، العادل والخليفة الصالح.
وأمه أم عاصم حفصة ، وقيل :ليلى بنت عاصم بن عُمَر بن الخطاب .ولي الخلافة بعد ابن عمه سُلَيْمان بن عَبد المَلِک بن مروان .وكان من أئمة العدل وأهل الدين والفضل ، وكانت ولايته تسعة وعشرين شهرا مثل ولاية أبي بكر الصديق. رَوَى عَن :أنس بن مالک وصلى أنس خلفه ، وَقَال :ما رأيت أحدًا أشبه صلاة برسول الله صلى الله عليه وسلم من هذا الفتى (تهذيب الكمال، جزء ۲۱، صفحه ۴۳۲تا ۴۳۴)
عمر بن عبد العزيز بن مروان بن الحكم بن أبي العاص الأموي أمير المؤمنين أمه أم عاصم بنت عاصم بن عمر بن الخطاب ولي إمرة المدينة للوليد وكان مع سليمان كالوزير وولي الخلافة بعده فعد مع الخلفاء الراشدين من الرابعة مات في رجب سنة إحدى ومائة وله أربعون سنة ومدة خلافته سنتان ونصف (تقريب التهذيب، جزء ۱، صفحه ۴۲۲)

Idaraghufran

اور امام طحاوی رحمہ اللہ اپنے شیخ ابوالعوام محمد بن عبداللہ بن عبدالجبار المرادی سے اور وہ خالد بن نزار ایلی سے، اور وہ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ السَّبْعَةِ، سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَأَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَخَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِیْ مَشْيَخَةٍ سِوَاهُمْ أَهْلِ فِقْهٍ وَصَلَاحٍ وَفَضْلٍ وَرُبَمَا اِخْتَلَفُوْا فِی الشَّیْءِ فَأَخَذَ بِقَوْلِ أَكْثَرِهِمْ وَأَفْضَلِهِمْ رَأْيًا فَكَانَ مِمَّا وَعَيْتُ عَنْهُمْ عَلٰی هٰذِهِ الصِّفَةِ أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِیْ آخِرِهِنَّ (شرح معانی الآثار) [1]

ترجمہ: ان کے والد (ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان) اپنے اہلِ فقہ وصلاح، واہلِ فضل مشائخ میں سے (مدینہ کے فقہائے) سبعہ سعید بن مسیّب اور عروہ بن زبیر اور قاسم بن محمد اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور خارجہ بن زید اور عبیداللہ بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار رحمہم اللہ سے مسئلہ اخذ کرتے، اور جب یہ حضرات کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے تو اس شخص کے قول پر عمل کرتے جو زیادہ ذی رائے اور افضل ہوتا، میں نے جو باتیں ان (فقہائے سبعہ سے) مذکورہ طریقہ کے مطابق یاد کی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وتر تین رکعات ہیں، اور ان کے آخر میں ہی سلام پھیرا جاتا ہے (ترجمہ ختم)

یہ روایت پہلی روایت کے ساتھ مل کر حسن درجے میں داخل ہے۔ [2]

---

[1] حدیث نمبر ۱۷۵۸، کتاب الصلاۃ، باب الوتر.

[2] ابوالعوام تو امام طحاوی رحمہ اللہ کے شیخ ہیں، جن سے انہوں نے کئی احادیث روایت کی ہیں، اور ان کی وفات کی تاریخ بھی بیان کی ہے، اور ان کا اس حدیث سے استدلال کرنا ان کے نزدیک اس کے معتبر ہونے کی دلیل ہے۔
اور خالد بن نزار ایلی کو ابنِ حبان اور علامہ ذہبی اور محمد بن وضاح نے ثقہ قرار دیا ہے، اور ابنِ جارود نے ان کو حرمی بن عمارہ سے اثبت قرار دیا ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس تفصیل کو نقل کرنے کے بعد امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فَهٰذَا مَنْ ذَكَرْنَا مِنْ فُقَهَاءِ الْمَدِيْنَةِ وَعُلَمَائِهِمْ قَدْ أَجْمَعُوْا أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلَّمُ إِلَّا فِيْ آخِرِهِنَّ وَتَابَعَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ مُنْكِرٌ سِوَاهُمْ وَقَدْ عَلِمَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رہا ابنِ حبان کا ان کے متعلق یغرب و یخطئ کہنا، تو ان الفاظ سے وہ حسن الحدیث سے خارج نہیں ہوتے، بالخصوص جبکہ ابنِ حبان کی جرح محدثین کے نزدیک زیادہ معتبر شمار نہیں ہوتی، اور پہلی روایت بھی اس کی مؤید ہے، جس میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے مدینہ طیبہ کے فقہاء کے قول کے مطابق تین وتر مقرر کرنے کا ذکر ہے، اور یہ حضرات اسی دور کے مدینہ کے فقہائے کرام میں داخل ہیں۔

سنة ثمان وستين ومائتين قال أبو جعفر الطحاوی فيها مات أبو العوام محمد بن عبد الله بن عبد الجبار المرادی فی شوال (مولدالعلماء ووفياتهم ، ج٢ ص ٥٨٥ ،لمحمد بن عبد الله بن أحمد بن سليمان بن زبر الربعی)

خالد بن نزار بن المغيرة بن سليم الغسانی، مولاهم ، أبو يزيد الايلی والد طاهر بن خالد بن نزار...... ذكره ابنُ حِبَّان فی "الثقات" وَقَال أبو سَعِيد بن يونس :مات سنة اثنتين وعشرين ومئتين .روى له أبو داود والنَّسائی(تهذيب الكمال ج٨ص ١٨٤ ، ١٨٥)

قلت : بقية كلام ابن حبان يغرب ويخطء وقال مسلمة بن قاسم وثقة محمد بن وضاح وقال ابن الجارود فی كتاب الآحاد وخالد بن نزار أثبت من حرمی بن عمارة(تهذيب التهذيب ج٣ص ١٠٦)

(خالد بن نزار بن المغيرة د ن أبو يزيد الأيلیّ) عن: الأوزاعیّ، وغبراهيم بن طهمان، ونافع بن عمر، ومالک بن انس، وجماعة .وعنه :ابنه طاهر بن خالد، واحمد بن صالح المصریّ، ومحمد بن عبد الله بن عبد الحكم، وهارون بن سعيد الأيلیّ، وخلق آخرهم مقدام بن داود الرّعينیّ .وكان ثقة .توفّی سنة اثنتين وعشرين .قال الدانیّ :روى القراءة عرضاً، وسماعاً عن نافع بن أبی نعيم (تاريخ الاسلام للامام الذهبی، ج١٦ ص ١٤٩ ، ١٥٠)

أن المجتهد إذا استدل بحديث كان تصحيحا فلا يحتاج إلى شیء بعده ومحمد - رحمه الله تعالى -إما مجتهد أو ناقل أدلة الإمام الأعظم فاستدلاله تصحيح(البحر الرائق، ج٥ص ٣٢٣، كتاب البيع، فصل يدخل البناء والمفاتيح فی بيع الدار)

قلت: فكل حديث ذكره محمد بن الحسن الامام، او المحدث الحافظ الطحاوی ، محتجين به، فهو حجة صحيحة على هذاالاصل لكونهما محدثين مجتهدين كماسنبينه فی موضعه(قواعد فی علوم الحديث مقدمة اعلاء السنن جلد ١٩ ص٥٨)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مَا كَانَ مِنْ وِتْرِ سَعْدٍ فَأَفْتٰى بِغَيْرِهٖ وَرَآهُ أَوْلٰى مِنْهُ وَقَدْ أَفْتٰى عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ بِذٰلِكَ أَيْضًا وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ الزُّهْرِيُّ وَابْنُهُ هِشَامٌ فِي الْوِتْرِ مَا قَدْ تَقَدَّمَتْ رِوَايَتُنَا لَهُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ فَهٰذَا عِنْدَنَا مِمَّا لَا يَنْبَغِيْ خِلَافُهُ لِمَا قَدْ شَهِدَ لَهُ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ فَعْلِ أَصْحَابِهٖ وَأَقْوَالِ أَكْثَرِهِمْ مِنْ بَعْدِهٖ ثُمَّ اتَّفَقَ عَلَيْهِ تَابِعُوْهُمْ (شرح معانی الآثار للطحاوی، تحت حدیث رقم ۱۷۵۸، کتاب الصلاۃ، باب الوتر)

ترجمہ: پس یہ جو ہم نے مدینہ کے فقہاء اور علماء کا ذکر کیا، ان کا اس بات پر اجماع ہوگیا کہ وتر تین ہیں، ان کے آخر میں ہی سلام پھیرا جائے گا، اسی کی اتباع حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کی، اور ان کے علاوہ کسی انکار کرنے والے نے اس کا انکار نہیں کیا، اور حضرت سعید بن مسیّب نے حضرت سعد کے ایک وتر پڑھنے کے عمل کو جاننے کے باوجود اس کے خلاف فتویٰ دیا، اور اس کے خلاف کو ہی اولیٰ قرار دیا، اور حضرت عروہ بن زبیر نے بھی اسی پر فتویٰ دیا، دراں حالیکہ ان سے حضرت زہری اور ان کے بیٹے حضرت ہشام نے وتر کے بارے میں وہ روایت نقل کی ہے، جو ہم نے اس باب کے شروع میں ذکر کردی ہے، اس لئے ہمارے نزدیک ایک سلام کے ساتھ تین وتروں کے خلاف عمل کرنا درست نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اس کی گواہی دیتی ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام کا فعل، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اکثر حضراتِ صحابہ کے اقوال، اور پھر اسی پر تابعین کا اتفاق بھی ہے (ترجمہ ختم)

اس تفصیل سے حضرت عروہ، جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مختلف روایات کے راوی ہیں، اور ان کی مبہم روایات سے بعض لوگ تین وتروں کے خلاف پر استدلال کرتے ہیں۔ اس کا جواب بھی واضح ہوگیا کہ حضرت عروہ ان فقہائے سبعہ میں سے ہیں، جنھوں نے یہ

Idaraghufran

فتویٰ جاری فرمایا کہ وتر تین ہیں، جن کے آخر میں ہی سلام پھیرا جائے گا۔ [1]

خلاصہ

بحمد اللہ تعالیٰ گزشتہ احادیث، روایات وآثار اور صحابۂ کرام وتابعینِ عظام کے تعامل واقوال سے وتروں کی تین رکعات (کے ایک سلام سے ہونے) کا ثبوت ہوگیا۔ [2]

جن میں سے بہت سی روایات میں دو پر سلام نہ پھیرنے، اور آخری رکعت میں ہی سلام پھیرنے کی صراحت بھی موجود ہے، اور دو رکعت پر سلام پھیرنے یا دو رکعت پر قعدہ کئے بغیر کھڑے ہونے کا ذکر نہیں، تو اس سے وتروں کی تین رکعات کا اس طرح پڑھنا بھی ثابت ہوگیا کہ جن میں دوسری رکعت پر قعدہ کیا جائے، اور آخر میں سلام پھیرا جائے۔

اور اس کے باوجود بعض کم علم یا متعصب لوگوں کا یہ دعویٰ کرنا کہ احادیث وروایات اور آثار میں تین وتر پڑھنے کا تو ذکر ہے، مگر دوسری رکعت پر بیٹھنے یا سلام نہ پھیرنے کا ذکر نہیں، لہٰذا اس سے دوسری رکعت پر بیٹھنے کا ثبوت یا سلام کی نفی لازم نہیں آتی۔

---

[1] وعروة من الفقهاء السبعة يفتي بان الوتر ثلاث لايسلم الا فی آخرهن كما عند الطحاوی، وهو راوی للحديث فلم يحوجنا ذلک التعبير الا الى عناية فيه فذلک بعد وضوح المراد سهل يسير (معارف السنن ج۴ص ۲۰۱، ۲۰۲)

[2] وهذا لفظ حديث ابی بن كعب عند النسائی يرويه نحو عشرين من الصحابة منهم: عبدالله بن مسعود، وعائشة، وعمران بن حصين، وابن عباس، وجابر، وابوامامة، وابن عمر، وعبدالرحمن ابن ابزى، اشار الى بعضها الزيلعی والى بعضها فی التلخيص وانظر الكشف (ص-۲۶) وحديث أبیّ عند النسائی ، وحديث عبدالرحمن بن ابزى عنده وعند احمد والطحاوی، وحديث ابن عباس عند الترمذی، كل منها صحيح باعتراف الحافظ العراقی وغيره، واضحت شواهد لصحة البقية، وافراد الثلاث بالقرأة دليل شاف على وحدة الصلاة، ووحدة الصلاة دليل على انها بتسليمة، وقد اعترف الحافظ فی "الفتح "(۲-۴۰۰) .ميرية. بدلالة هذه الاحاديث على وصل الثلاث بسلام واحد ، ورد بها كلام ابن نصر فی الانكار على صحة الوصل، فهل بعد ذلک يبقى مجال البحث للمنصف او ريب فی قوة ما اختاره ابوحنيفة ومن وافقه من الائمة؟ وليس من النصفة فی شيئ وضع متمسكاته المحتملة موضع النص الصريح ، ووضع صرائح نصوص الخصم كالمسكوت عنه، او عدم ملاحظتها كالشيئ المطروح، ودليل الحنفية فی ترجيح الثلاث بانها جائزة عندالكل وما عداها ما فوقها وما دونها مختلف فيه فی غاية القوة (معارف السنن ج۴ص ۲۲۲، ۲۲۳)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

یہ دعویٰ بلا دلیل بلکہ خلافِ دلیل ہے، کیونکہ اولاً تو کئی احادیث وروایات اور آثار میں اس کی صراحت اور وضاحت پائی جاتی ہے، اور یہ احادیث وروایات اور آثار، اُن احادیث وروایات اور آثار کی تفصیل وتشریح بن جاتے ہیں، جن میں صراحتاً اِن چیزوں کا ذکر نہیں۔ [1]

دوسرے جب بغیر کسی تفصیل کے تین وتروں کا پڑھنا ثابت ہوگیا، تو اسی سے وتروں کی مذکورہ ھیئت وطریقہ بھی خود بخود ثابت ہوگیا، کیونکہ دو رکعتوں سے زیادہ پر مشتمل نماز پڑھنے کا کوئی بھی دوسرا ایسا طریقہ شریعت سے ثابت نہیں کہ جس میں دوسری رکعت پر قعدہ نہ کیا جائے، یا قعدہ کرکے سلام پھیر دیا جائے، یا ایک رکعت الگ سے پڑھی جائے۔ [2]

اس کے باوجود بعض کم علم لوگوں کا دو رکعتوں پر تشہد پڑھ کر کھڑے ہونے کے صراحتاً ذکر کا متلاشی رہنا ایسا ہی ہے، جیسا کہ مغرب کی تین رکعتوں کے ثبوت کے باوجود کوئی شخص دو رکعتوں پر تشہد کو تسلیم نہ کرے، اور صراحتاً دو رکعتوں پر تشہد پڑھ کر کھڑے ہونے کے ذکر کا متلاشی رہے۔

ظاہر ہے کہ مغرب سمیت جتنی بھی نمازوں کی رکعتیں ہیں، ان سب میں یہ بات اصولی انداز میں قدرِ مشترک کے طور پر مسلَّم ہے کہ ہر دو رکعت پر تشہد کیا جاتا ہے، اور کوئی شخص بھی تین یا چار رکعتیں جو شریعت سے ثابت ہیں، ان میں یہ نہیں کہتا کہ یہ تین یا چار رکعتیں تو ثابت ہیں، لیکن ان میں دو رکعت پر تشہد ثابت نہیں۔

---

[1] جن احادیث وروایات میں وتروں کی دو رکعت پر سلام نہ پھیرنے یا سلام کے ساتھ فصل نہ کرنے کا ذکر ہے، تو ان سے جس طرح دو رکعتوں پر سلام نہ پھیرنا ثابت ہوتا ہے، اسی طرح قعدہ وتشہد کا ثبوت بھی ہوتا ہے، کیونکہ اگر قعدہ وتشہد نہ ہوتا تو سلام کی نفی کے بجائے قعدے وتشہد کی نفی کی جانی چاہئے تھی۔

مگر تعجب ہے کہ بعض لوگوں کو اتنے واضح الفاظ بھی نظر نہیں آتے، اور وہ ان سے مسامحت اختیار کرتے ہیں۔

[2] فَلَمَّا ثَبَتَ عَنهُمُ أَنَّ الُوِتُرَ ثَلَاثٌ ,نَظَرُنَا فِي حُكُمِ التَّسُلِيمِ بَيُنَ الِاثُنَتَيُنِ مِنُهُنَّ ,كَيُفَ هُوَ ؟ فَرَأَيُنَا التَّسُلِيمَ يَقُطَعُ الصَّلَاةَ وَيَخُرُجُ الُمُسَلِّمُ بِهِ مِنُهَا ,حَتَّى يَكُونَ فِي غَيُرِ صَلَاةٍ . وَقَدُ رَأَيُنَا مَا أَجُمَعُوا عَلَيُهِ مِنَ الُفَرُضِ لَا يَنبَغِي أَنُ يُفُصَلَ بَعُضُهُ مِنُ بَعُضٍ بِسَلَامٍ .فَكَانَ النَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنُ يَكُونَ كَذَلِكَ ,الُوِتُرُ لَا يَنبَغِي أَنُ يُفُصَلَ بَعُضُهُ مِنُ بَعُضٍ بِسَلَامٍ

(شرح معانی الآثار، تحت حدیث رقم ۱۷۴۹، کتاب الصلاۃ، باب الوتر)

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تیسرے کئی روایات میں وتروں کی نماز کو مغرب کی نماز کی طرح قرار دیا گیا ہے، اور مغرب کی نماز کی طرح قرار دیئے جانے کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ جس طرح مغرب کی تین رکعتیں دو قعدوں اور ایک سلام کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، اسی طرح وتر کی تین رکعتیں بھی پڑھی جائیں گی۔

چوتھے بعض روایات میں ہر دوسری رکعت پر قعدہ و تشہد پڑھنے کو ایک اصول کے طور پر ذکر کیا گیا ہے، بلکہ کئی صحیح احادیث میں ہر دو رکعت پر تشہد اور التحیات کا حکم اور بھول کر قعدۂ اولیٰ چھوٹ جانے کی صورت میں سجدۂ سہو کا ذکر بھی موجود ہے، اور ان میں وتر کی نماز کا استثناء مذکور نہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اثْنَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ لَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُمَا، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی دوسری رکعت سے (بھول کر) کھڑے ہوگئے، اور بیٹھے نہیں، پھر جب نماز پوری فرمائی، تو (سہو کے) دو سجدے کئے، پھر اس کے بعد (دونوں طرف) سلام پھیرا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ (مسلم) [2]

---

[1] حدیث نمبر ۱۲۲۵، کتاب الجمعة، باب ما جاء فی السهو إذا قام من رکعتی الفریضة، دارطوق النجاة، بیروت.

[2] حدیث نمبر ۴۹۸، ج ۱ ص ۳۵۷، کتاب الصلاة، باب ما یجمع صفة الصلاة وما یفتتح به ویختم به الخ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، واللفظ لهٗ، مسند احمد، حدیث نمبر ۲۴۰۳۰، ابوداؤد، حدیث نمبر ۷۸۳، باب من لم یر الجهر ب بسم الله الرحمن الرحيم.

فی حاشية مسند احمد:

إسناده صحيح على شرط مسلم، بديل -وهو ابن ميسرة العُقيلي -من رجاله، وبقية

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت میں التحیات پڑھا کرتے تھے

(ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت ہر دو رکعت پر التحیات پڑھنے کی تھی، اگر وتر کی دوسری رکعت میں التحیات پڑھنے کی عادت نہ ہوتی، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کا الگ حکم بیان فرماتیں۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَزِيْدُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ عَلَى التَّشَهُّدِ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ دو رکعتوں میں (یعنی قعدۂ اولیٰ میں) تشہد پر زیادتی نہیں فرماتے تھے (ترجمہ ختم)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رجاله ثقات رجال الشيخين .إسحاق الأزرق :هو ابن يوسف، وحسين المُكْتِب :هو ابن ذكوان المعلِّم، وأبو الجوزاء :هو أوس بن عبد الله الرَبَعي.

وأخرجه مطولاً ومختصراً عبد الرزاق في "مصنفه(۲۵۴۰) "و ۲۲۰۲و ۲۸۷۳و ۳۰۱۴و ۳۰۵۰، وابن أبي شيبة ۱/ ۲۲۹و ۲۵۲و ۲۸۴و ۲۸۵و ۲۸۹، وإسحاق بن راهوية في "مسنده ۱۳۳۱"، ومسلم ۴۹۸، وأبو داود ۷۸۳، وابن ماجه ۸۱۲و ۸۶۹و ۸۹۳، وأبو يعلى ۴۶۶۷، وابن خزيمة ۶۹۹، وأبو عوانة ۹۴/۲و ۹۶و ۱۶۴و ۱۸۹، وابن حبان ۱۷۶۸، والبيهقي في "السنن ۱۵/۲"و ۸۵و ۱۱۳و ۱۷۲ من طرق عن حسين، بهذا الإسناد.

[1] حديث نمبر ۴۳۷۳، مسند عائشة،دار المأمون للتراث -دمشق.

قال الهيثمي:

رواه أبو يعلى من رواية أبي الحويرث عن عائشة، والظاهر أنه خالد بن الحويرث وهو ثقة، وبقية رجاله رجال الصحيح.(مجمع الزوائد ج۲ص ۱۴۲)

وقال حسين سليم أسد في تعليق ابي يعلىٰ:اسناده صحيح.

قلت :له شاهد من حديث عبدالله بن مسعود رواه أبوداود ، والنسائي وا لترمذي (اتحاف الخيرة المهرة للبوصيري، تحت حديث رقم ۱۳۶۹، باب التخفيف في التشهد الأول)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَشَهُّدٌ وَتَسْلِيْمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۸۶۹، مكتبة ابنِ تيمية، القاهرة) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دو رکعت میں تشہد ہے، اور سلام ہے رسولوں پر، اور ان کی اتباع کرنے والے عباد اللہ الصالحین پر (ترجمہ ختم)

اور رسولوں اور عباد اللہ الصالحین پر سلام سے مراد تشہد کے الفاظ ہیں، جیسا کہ پہلے گزرا۔

اور اس اصول میں وتر بھی داخل ہیں، کیونکہ ان کا استثناء نہیں کیا گیا۔ [۲]

---

[۱] یہ حدیث اگرچہ بعض کے نزدیک ضعیف ہے، مگر اس مفہوم کی دوسری حدیثوں سے مل کر حسن درجے میں داخل ہے، اور ناصر الدین البانی صاحب نے بھی اس حدیث میں شاہد بننے کی صلاحیت کا اعتراف کیا ہے۔

قال الهيثمي:

وعن أم سلمة أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: في كل ركعتين تشهد وتسليم على المرسلين وعلى من تبعهم من عباد الله الصالحين. رواه الطبراني في الكبير وفيه علي بن زيد واختلف في الاحتجاج به وقد وثق (مجمع الزوائد، ج۲ ص ۱۳۹)

وقال الالباني:

أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير" (۲۳/۳۶۷/۸۶۹) من طريق أبي همام الخاركي: حدثني عدي بن أبي عدي عن علي بن زيد عن الحسن عن أمه عن أم سلمة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: فذكره. قلت: و هذا حديث حسن، رجاله ثقات على ضعف في علي بن زيد، و هو ابن جدعان، و قال الهيثمي في "المجمع" (۲/۱۳۹): "و اختلف في الاحتجاج به، و قد وثق". قلت: فمثله يستشهد بحديثه (السلسلة الصحيحة للالباني، تحت حديث رقم ۲۸۷۶)

قلت: علي بن زيد هذا هو ابن جدعان، وقد مر غيرمرة انه حسن الحديث (اعلاء السنن، ج۶ ص ۱۵، باب الايتار بثلاث)

[۲] هذا الحديث محمولة على التشهد اجماعا لكونه واردا في مطلق الصلاة دون صلاة الليل خاصة (اعلاء السنن، ج۶ ص ۱۵، باب الايتار بثلاث)

القول مقدم على الفعل وهو لايعارض القول الا اذا كان مقارنا دليل التأسي كما ذكرناه، في المقدمة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پانچویں بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک وتر پڑھنے پر نکیر بھی منقول ہے، اوراس کے مقابلہ میں تین وتر پڑھنے پر کسی کی طرف سے نکیر منقول نہیں، اورایک سلام اور دوسری رکعت پر قعدہ وتشہد کے ساتھ تین وتر کا جائز ہونا فقہائے کرام کے درمیان مسلّمہ مسئلہ ہے۔

اتنے دلائل وشواہد کے ہوتے ہوئے وتر کی تین رکعات کو دوقعدوں اورایک سلام کے ساتھ پڑھنے کے طریقے کو بعض متعصبین کا ممنوع یا ناجائز قرار دینا لاعلمی یا خیانت یا پھر سخت ہٹ دھرمی پر مبنی ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ولم يوجد فانه صلى الله عليه وسلم كان لايصلي صلاة الليل بمحضر من الناس بل في بيته ، والناس نيام فالكيفيات التي وردت فيها خالية عن دليل التأسي مع الاختلاف الكثير والمضادة الشديدة في حكايتها ، فكيف يجوز تخصيص الامر العام بها ، والحال هذه ، فان القول حجة ملزمة على الامة لايترك ولا يخصص الا بمثله فافهم وتيقظ وكن من المتبصرين ، وهذا ما وعدنا بيانه في باب هيئة جلسة التشهدين تحت حديث عائشة المذكور في المتن ههنا وهناك (اعلاء السنن، ج٦ ص ۵۴،۵۵، باب الایتار بثلاث)

[۱] جیسا کہ ایک غیر مقلد صاحب لکھتے ہیں کہ:

خلاصۃ التحقیق یہ ہے کہ مغرب کی طرح (یعنی دوتشہدوں کے ساتھ) تین وتر پڑھنا ممنوع ہے، لہٰذا تین وتر پڑھنے کے دوطریقے صحیح ہیں۔

اول دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے، اورایک وتر علیٰحدہ پڑھیں۔

دوم قیس بن سعد سے روایت ہے کہ عطاء (بن ابی رباح) تین وتر پڑھتے، ان کے درمیان نہ بیٹھتے، اور صرف آخری رکعت میں تشہد پڑھتے تھے (نمازِ وتر کی بعض روایات مع تحقیق وتخریج، ص۴، مضمون: زبیر علی زئی، محررہ مورخہ: ۱۴ فروری ۲۰۱۱ء)

حالانکہ ان صاحب کے پاس اپنے اس دعوے کی کوئی صریح دلیل نہیں، اورانہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث سے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دینے، اورایک وتر علیٰحدہ پڑھنے پر جو استدلال کیا ہے، وہ درست نہیں، کیونکہ اولاً تو پہلے مغرب کی طرح تین وتر پڑھنے کو ممنوع قرار دینا، اور پھر دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دینے اور ایک وتر علیٰحدہ پڑھنے کو تین وتر پڑھنے کا صحیح طریقہ قرار دینا ہی غلط ہے، کیونکہ جب خود ایک وتر علیٰحدہ پڑھنے کا حکم دیا جارہا ہے، تو ان کو تین وتر قرار دینا کیسے درست ہوا۔

جس سے معلوم ہوا کہ ان صاحب کو اپنے تین اور ایک کے دعوے میں بھی فرق معلوم نہیں۔

دوسرے ایک غیر مقلد کا صریح احادیث اور صحابۂ کرام کے تعامل کو نظر انداز کر کے کسی تابعی کے عمل کو حجت میں پیش کرنا، خود

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

پس بعض آ ثار میں اگر چہ ایک رکعت وتر پڑھنے کا بھی ذکر ہے، لیکن تین رکعت وتر کا دو تشہدوں اور ایک سلام کے ساتھ پڑھنا صحیح احادیث وروایات اور آ ثار اور جمہور صحابہؓ کرام اور خیرالقرون کے تعامل کے مطابق ہونے اور فقہائے کرام کے درمیان مسلّمہ مسئلہ ہونے کی وجہ سے راجح ہے، اور اس کو غلط قرار دینا خود غلطی پر مبنی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اس کے دعوے کے بھی خلاف ہے، کیونکہ اس کے نزدیک تابعین کا قول حجت نہیں۔ بالخصوص جبکہ وہ اخبارِ صحیحہ مرفوعہ وموقوفہ کے بھی خلاف ہوں۔

ولایحتج باقوال التابعین عندھم مطلقا(اعلاء السنن ، ج۶ ص۳۷، باب الایتار بثلاث)
فعل التابعی عند معارضتہ الاخبار الصحیحۃ المرفوعۃ والموقوفۃ لیس بشیئ (اعلاء السنن ، ج۶ ص۵۵، باب الایتار بثلاث)

اور اگر وہ حجت سمجھتا ہے تو اس کی وضاحت کرنی چاہئے، اور اس معیار پر اس مسئلہ کا بے شمار جلیل القدر تابعین کے آ ثار کو سامنے رکھ کر جائزہ لینا چاہئے۔

پھر ایک غیر مقلد کا اپنے لئے تو ہر قسم کے دلائل اور علماء کے اقوال کو روا رکھنا اور دوسرے کی طرف سے کسی کا قول پیش کرنے پر اس کا رد کرنا دہرا معیار ہے۔

چنانچہ امدادالاحکام میں ہے:

اگر غیر مقلد اس کے ضعیف ہونے کا دعویٰ کریں، تو کتاب وسنت سے دلیل لائیں، کسی عالم کا قول بیان نہ کریں، کیونکہ کسی عالم کا قول جب خود ان کے اوپر حجت نہیں، تو دوسروں پر اس سے حجت قائم کرنے کا ان کو کیا حق ہے؟

دوسرے اگر وہ دو عالموں کا قول اپنی تائید میں لائیں گے، تو ہم دس کا قول اس کے خلاف دکھلا سکتے ہیں (امدادالاحکام ج۱ص۶۴۲)

کسی راوی میں کسی محدث کے طعن وجرح سے اگر وہ راوی ضعیف یا اس کی احادیث ضعیف ہوجایا کریں تو خود امام بخاری بھی ضعیف اور ان کی احادیث بھی ضعیف ہوجائیں گی، کیونکہ امام بخاری پر بھی امام محمد بن یحییٰ ذہلی نے جرح کی ہے، دیکھو مقدمہٴ فتح الباری، نیز بخاری کے بہت سے راویوں پر بعض محدثین نے جرح وطعن کیا ہے، جیسا کہ مقدمہٴ فتح الباری کے مطالعہ سے واضح ہوگا (امدادالاحکام ج۱ص۶۴۹)

[1] **قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ فی الوتر ثلاث رکعات کثلاث المغرب لا تفصیل بینھن بسلام ولا غیرہ یقرا فی کل رکعۃ بفاتحۃ الکتاب وسورۃ**
وقال بعض اھل المدینۃ لا باس بان یوتر برکعۃ وذکروا ذلک عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ انہ صلی العشاء ثم قام خلف المقام فصلی رکعۃ واحدۃ قرا فیھا القران وذکروا ایضا عن سعد بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کو سمجھنے اور انصاف واعتدال کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔
اور امت میں انتشار وافتراق پیدا کرنے سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین۔

فقط

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۲۹/ربیع الآخر/۱۴۳۲ھ 04 /اپریل/2011ء بروز پیر

ادارہ غفران، راولپنڈی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ابی وقاص انه كان يوتر بركعة وقال بعضهم وممن قال ذلك مالك بن انس ومن قال بقوله ليس ينبغي ان يوتر بركعة ليس معها غيرها ولكنه يوتر بثلاث الا انه يفصل بين الركعتين بين الشفع وبين الركعة بسلام واحب الينا ان لا يزاد في الفصل من الوتر والشفع قبله على السلام (الحجة على اهل المدينة، ج ا ص ۱۹۰،باب عددالوتر)

اما من جهة الرواية فظاهر، لان العدد الكثير اولى من الواحد، ولان عائشة رضى الله عنها كانت ترى وتره صلى الله عليه وسلم اكثر مما يراه ابن عمر، لانه صلى الله عليه وسلم كان يوتر في بيته دائما وفي آخر الليل غالبا، ولايحضره ابن عمر في مثل هذا الوقت ولا في بيته بعد العشاء، وكذا انس رضي الله عنه كان يحضر منه صلى الله عليه وسلم مالايحضره غيره من الرجال لكونه من خواص خدمه، واما دراية: فلان الفصل بين الشفع والوتر مما لانظيره له في المكتوبة ولا في التطوع ، فما رواه الجماعة موافق للقياس دون مارواه ابن عمر(اعلاء السنن ،ج٦ص ۳۱، باب الايتار بثلاث)

قلت : وليس مرادنا الا ترجيح الوتر بثلاث على الايتار بواحدة، ولانقول: ان الوتر بواحدة لااصل له في الشريعة رأسا، كيف؟ وقد نعلم ان بعض الصحابة قد اوتر بها، لكن ذلك لم يكن متعارفا بينهم كما يشعر به هذا الاثر، ولم يذهب اليه الا قليل منهم كماستعرف (اعلاء السنن ،ج٦ص ۴۱، باب الايتار بثلاث)

وبالجملة فقد تبين ان كون الوتر بثلاث لايسلم الا في آخرهن كان متعارفا متقررا عند المسلمين والصحابة منهم والتابعين (اعلاء السنن ،ج٦ص ۵۰، باب الايتار بثلاث)

وبالجملة قد جاء ت رواياتها من وجوه عديدة واتفقت في المعنى والمرفوع يجب ان يكون متوافقا البتة والوصل هو عمل اكثر الصحابة والسلف في وتر رمضان(معارف السنن ج۴ص ۱۹۹)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قنوتِ وتر و فجر کا ثبوت اور اس کا موقع و محل

سوال

احادیث کی رُو سے دعائے قنوت کون کون سی نماز میں پڑھنی چاہئے، کیا فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھنا ثابت ہے؟ اور وتر کی نماز میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھنی چاہئے، یا رکوع کے بعد، اور دعائے قنوت کہتے وقت تکبیر کہنے کا ثبوت کیا ہے؟ اور دعائے قنوت کے وقت میں ہاتھ اٹھانے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوتِ نازلہ کی دعا نہیں ہے، البتہ مخصوص حالات میں قنوتِ نازلہ پڑھی جاتی ہے، جو دوسری رکعت میں رکوع کے بعد ہے، اور رکوع سے پہلے پڑھنے کی بھی گنجائش ہے، اور وتر کی نماز میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت ہمیشہ پڑھنی چاہئے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ وتروں کی تیسری رکعت میں قرائت سے فارغ ہوکر تکبیر کہے، اور تکبیر کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ (تکبیرِ تحریمہ کی طرح) کانوں تک اٹھائے، پھر دعائے قنوت پڑھے، اور پھر دعائے قنوت سے فارغ ہوکر تکبیر کہتا ہوا رکوع میں جائے۔[1]

---

[1] وقال أبو حنيفة رحمه الله القنوت فى الوتر قبل الركعة الثالثة إذا فرغ من السورة كبر ورفع يديه ثم خفضهما ثم دعا ثم كبر فلم يرفع يديه ثم ركع (الحجة على أهل المدينة، ج ۱ ص ۱۹۹، باب عدد الوتر)

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ العِلْمِ فِي القُنُوتِ فِي الوِتْرِ .فَرَأَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ القُنُوتَ فِي الوِتْرِ فِي السَّنَةِ كُلِّهَا، وَاخْتَارَ القُنُوتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ، وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ العِلْمِ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ المُبَارَكِ، وَإِسْحَاقُ، وَأَهْلُ الكُوفَةِ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ كَانَ لَا يَقْنُتُ إِلَّا فِي النِّصْفِ الآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَكَانَ يَقْنُتُ بَعْدَ الرُّكُوعِ .وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ إِلَى هَذَا، وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ (سنن الترمذی، تحت حدیث رقم ۴۶۴، ابواب الوتر، باب ما جاء فی القنوت فی الوتر)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت عاصم فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوتِ فَقَالَ قَدْ كَانَ الْقُنُوتُ قُلْتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ قَالَ قَبْلَهُ قَالَ فَإِنَّ فُلَانًا أَخْبَرَنِي عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ كَذَبَ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا أُرَاهُ كَانَ بَعَثَ قَوْمًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ زُهَاءَ سَبْعِينَ رَجُلًا إِلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ دُوْنَ أُولٰئِكَ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ (بخاری) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دعائے قنوت کے بارے میں سوال کیا تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ دعائے قنوت تو (شریعت میں) ہے، حضرت عاصم کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں؟ تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رکوع سے پہلے ہے۔

حضرت عاصم نے عرض کیا کہ فلاں شخص نے مجھے آپ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ دعائے قنوت رکوع کے بعد ہے؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے حقیقت کے خلاف بات کہی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف ایک مہینہ تک رکوع کے بعد قنوت (نازلہ) پڑھا تھا۔

میرے علم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ قراء حضرات کو، جن کی تعداد ستر کے قریب تھی مشرکین کی ایک قوم کی طرف بھیجا تھا، جنہوں نے ان کو قید کرلیا تھا، اوران کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان عہد (یعنی صلح کا

---

[1] حدیث نمبر ۱۰۰۲، کتاب الجمعة، باب قنوت قبل الرکوع وبعده، دارطوق النجاة، بیروت.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

معاہدہ) تھا (جس کی مشرکین کی طرف سے خلاف ورزی ہوئی تھی) تو (اس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، جس میں آپ ان (مشرکین) کے لئے بددعا فرماتے تھے (ترجمہ ختم)

اور مسلم شریف کی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

إِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- شَهْرًا يَدْعُوْ عَلٰى أُنَاسٍ قَتَلُوْا أُنَاسًا مِّنْ أَصْحَابِهٖ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف ایک مہینہ تک رکوع کے بعد قنوت (نازلہ) پڑھا تھا۔

جس میں آپ ان لوگوں کے لئے بددعا فرمایا کرتے تھے، جنہوں نے آپ کے قاری صحابۂ کرام کو قتل کردیا تھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ روایت بیان کی کہ:

أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْ عَلٰى أَحْيَاءٍ مِّنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، عَلٰى رِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ، وَبَنِيْ لِحْيَانَ (بخاری) [2]

ترجمہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک صبح (یعنی فجر) کی نماز میں عرب کے بعض قبیلوں، یعنی قبیلۂ رعل اور قبیلۂ ذکوان، اور قبیلۂ عصیہ، اور قبیلۂ بنی لحیان کے خلاف دعا فرمائی (ترجمہ ختم)

---

[1] حدیث نمبر ۶۷۷، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب استحباب القنوت، دار احیاء التراث العربی، بیروت.

[2] حدیث نمبر ۴۰۹۰، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع، ورعل، وذکوان الخ، دار طوق النجاۃ، بیروت.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت ابومجلز سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْ عَلٰى رِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَيَقُوْلُ عُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک صبح (یعنی فجر) کی نماز میں رکوع کے بعد قبیلۂ رِعل اور قبیلۂ ذکوان کے خلاف دعا فرمائی، اور یہ فرمایا کہ قبیلۂ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبدالعزیز سے ایک لمبی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَهْرًا فِيْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ وَذٰلِكَ بَدْءُ الْقُنُوْتِ وَمَا كُنَّا نَقْنُتُ.

قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَسَأَلَ رَجُلٌ أَنَسًا عَنِ الْقُنُوْتِ أَبَعْدَ الرُّكُوْعِ أَوْعِنْدَ فَرَاغٍ مِّنَ الْقِرَاءَةِ قَالَ لَا بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے خلاف فجر کی نماز میں ایک مہینہ تک بددعا فرمائی اور یہ قنوت کی ابتداء تھی اور ہم (اس سے پہلے) یہ قنوت نہیں پڑھتے۔ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دعائے قنوت کے بارے میں سوال کیا کہ کیا وہ رکوع کے بعد ہے یا قرائت سے فارغ ہونے کے وقت ہے؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رکوع کے بعد نہیں

---

[1] حدیث نمبر ۶۷۷، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب استحباب القنوت، داراحیاء التراث العربی، بیروت.

[2] حدیث نمبر ۴۰۸۸، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع، ورعل وذکوان وبئر معونۃ، دارطوق النجاۃ، بیروت.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بلکہ قراءت سے فارغ ہونے کے وقت ہے(ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ سیرین سے روایت ہے کہ:

اَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ سُئِلَ هَلْ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ قَبْلَ الرُّكُوْعِ أَوْ بَعْدَهٗ قَالَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ (سنن نسائی) [1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں قنوت پڑھا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ بے شک پڑھا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا رکوع سے پہلے پڑھا تھا یا رکوع کے بعد؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رکوع کے بعد (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بعض روایات کے آخر میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض قبائل کے خلاف فجر میں قنوت پڑھا تھا، لیکن بعد میں اس کو ترک فرمادیا تھا۔

چنانچہ بخاری کی ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

ثُمَّ رُفِعَ ذٰلِکَ بَعْدُ (بخاری) [2]

ترجمہ: پھر اس کے بعد یہ (فجر میں قنوتِ نازلہ کا) حکم ختم کردیا گیا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلٰى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَكَهٗ (مسلم) [3]

---

[1] حدیث نمبر ۱۰۷۱، کتاب التطبیق، باب القنوت فی صلاۃ الصبح، مکتب المطبوعات الإسلامیۃ، حلب۔

[2] حدیث نمبر ۳۰۶۴، کتاب الجهاد والسیر، باب العون بالمدد، دارطوق النجاۃ، بیروت۔

[3] حدیث نمبر ۶۷۷، کتاب الصلاۃ، باب القنوت فی الصلوات، داراحیاء التراث العربی، بیروت، مسند احمد حدیث نمبر ۱۲۹۹۰

فی حاشیۃ مسند احمد: اسنادهٗ صحیح علی شرط الصحیحین۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک قنوت (نازلہ) عرب کے قبیلوں میں سے بعض قبیلوں کے خلاف پڑھا تھا، جس میں ان کے خلاف دعا فرمائی تھی، پھر اس کو چھوڑ دیا تھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس بن سیرین اور حضرت قتادہ رحمہما اللہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهُ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، پھر چھوڑ دیا تھا (ترجمہ ختم)

اور چھوڑنے کی وجہ یہی تھی کہ وہ نازلہ وحادثہ ختم ہو گیا تھا۔ [2]

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوتِ نازلہ نہیں پڑھا، بلکہ ضرورت کے وقت ہی پڑھا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَقْنُتُ إِلَّا أَنْ يَدْعُوَ لِقَوْمٍ عَلٰى قَوْمٍ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ عَلٰى قَوْمٍ أَوْ يَدْعُوَ لِقَوْمٍ، قَنَتَ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ (صحيح ابن خزيمة) [3]

---

[1] حديث نمبر ۱۴۴۵، كتاب الصلاة، باب القنوت فى الصلوات، المكتبة العصرية، بيروت.

[2] ثم تركه لانه قنت فى نازله فارتفعت وزالت (بذل المجهود ج۲ ص۳۳۵، باب القنوت فى الصلوات)

[3] حديث نمبر ۱۰۹۷، ج۲ ص۱۵۳، كتاب الصلاة، المكتب الاسلامى، بيروت.

كان إذا رفع رأسه من الركوع فى صلاة الصبح فى آخر ركعة قنت . "

رواه ابن نصر فى "قيام الليل" ص (۱۳۲) قال: حدثنا محمد بن عبيد بن حساب حدثنا سفيان عن الزهرى عن سعيد عن أبى هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان ...قلت: و هذا إسناد صحيح على شرط مسلم ، و قد أخرجه (۲/۱۳۵) من طريقين آخرين عن ابن عيينة به . و أخرجه هو و البخارى (۳/۲۱۸۲۱۷) و أحمد (۲/۲۵۵) من طرق أخرى عن الزهرى به أتم منه .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم قنوت (نازلہ) اسی وقت پڑھتے تھے، جب کچھ لوگوں کے لئے دعا اور کچھ لوگوں کے خلاف بددعا فرماتے تھے، پس جب کسی قوم کے لئے دعا یا بددعا کا ارادہ فرماتے، تو اس وقت قنوت (نازلہ) پڑھتے تھے، جبکہ فجر کی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع سے سر اٹھاتے تھے (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں جس قنوت کے ضرورت کے وقت میں فجر کی نماز میں پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے، اس سے مراد قنوتِ نازلہ ہے، کیونکہ اس میں بددعا کا ذکر ہے، جو ضرورت کے وقت ہی پڑھنا چاہئے، ہمیشہ نہیں۔

اس قسم کی احادیث کی روشنی میں فقہائے احناف اور بعض دیگر فقہاء نے فرمایا کہ فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ ہمیشہ نہیں ہے، بلکہ ضرورت کے وقت میں ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(تنبيه) : القنوت الوارد في هذا الحديث هو قنوت النازلة ، بدليل قوله في حديث الشيخين ": فيدعوا للمؤمنين و يلعن الكفار . "و انظر "الإرواء "(۲/۱٦۰،۱٦۴) .و أصرح منه رواية ابن خزيمة بلفظ " :كان لا يقنت إلا أن يدعو لأحد ،أو على أحد . "و سنده صحيح (السلسلة الصحيحة للالباني،تحت حديث رقم ۲۰۷۱)

[1] مسألة لا يسن القنوت في الفجر وقال مالك والشافعي يسن. لنا تسعة أحاديث:

الحديث الأول : أخبرنا ابن الحصين قال أنبأنا ابن المذهب أنبأنا أحمد بن جعفر قال حدثنا عبد الله بن أحمد قال حدثني أبي قال حدثنا يزيد بن هارون أنبأنا أبو مالك قال قلت لأبي يا أبه إنك قد صليت خلف رسول الله صلى الله عليه و سلم وأبي بكر وعمر وعثمان وعلي ههنا بالكوفة قريبا من خمس سنين أكانوا يقنتون فقال أي بني محدث

أخبرنا سعد الخير أنبأنا عبد الرحمن بن حمد الدوني أنبأنا أحمد بن الحسين الكسار قال أنبأنا أبو بكر بن محمد السني قال أنبأنا أبو عبد الرحمن النسائي أنبأنا قتيبة عن خلف عن أبي مالك الأشجعي عن أبيه قال صليت خلف النبي صلى الله عليه و سلم فلم يقنت وصليت خلف أبي بكر فلم يقنت وصليت خلف عمر فلم يقنت وصليت خلف عثمان فلم يقنت وصليت خلف علي فلم يقنت ثم قال يا بني إنها بدعة .

اسم أبي مالك سعد بن طارق بن الأشيم قال البخاري طارق بن الأشيم له صحبة وهذا الإسناد صحيح وقد تعصب أبو بكر الخطيب فقال في صحبة طارق نظر قال و إن صح الحديث حملناه على دعاء أحدثه أهل ذلك العصر وهذا منه تعصب ازداد لا وجه للنظر بعد ثبوت صحبته عند

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

اور بعض روایات میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوت پڑھنے کا ذکر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

البخاری ومحمد بن سعد وغيرهما ممن ذكر في الصحابة وأما حمله فحمل من لا يفهم لأن الإنكار كان للدعاء في ذلك الوقت لا لنفس الدعاء .

الحديث الثاني : أخبرنا المبارك بن أحمد قال أنبأنا الحسن بن مرزوق قال أنبأنا أحمد بن على قال أخبرني عبد الله بن أبي الفتح قال حدثنا المعافى بن زكريا قال حدثنا محمد بن مرزوق قال حدثنا محمد بن عبد الله الأنصارى قال حدثنا سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن أنس أن النبي صلى الله عليه و سلم كان لا يقنت إلا إذا دعا لقوم أو دعا على قوم .

الحديث الثاني : أخبرنا ابن المبارك أنبأنا ابن مرزوق أنبأنا أحمد بن على أخبرني الحسين بن أبي الحسن حدثنا عمر بن أحمد الواعظ حدثنا أحمد بن محمد بن سعيد حدثنا الحسن بن على بن عفان حدثنا عبد الحميد الحماني عن سفيان عن عاصم عن أنس بن مالك أن النبي صلى الله عليه و سلم لم يقنت إلا شهرا واحدا حتى مات .

فإن قالوا عبد الحميد قد ضعفه أحمد قلنا فقد وثقه يحيى بن معين .

الحديث الرابع : أخبرنا المبارك قال أنبأنا ابن مرزوق أنبأنا أحمد بن على بن ثابت أنبأنا أحمد بن أبي جعفر حدثنا عبد الله بن أحمد بن يعقوب أنبأنا إسحاق بن سيار قال أنبأنا أبو همام حدثنا عمر بن عبد الواحد عن ابن ثوبان عن الحسن بن الحر عن إبراهيم بن الأسود عن عمر بن الخطاب أنه لم يكن يقنت إلا أن يستنصر قال و لا رسول الله صلى الله عليه و سلم ولا أبو بكر .

فإن قالوا ابن ثوبان ضعيف قلنا قد قال يحيى ليس به بأس .

الحديث الخامس : أخبرنا أبو المعمر الأنصارى أنبأنا ابن مرزوق قال أنبأنا الحسين بن عمر بن برهان حدثنا إسماعيل بن محمد الصفار حدثنا عبد الرحمن بن مرزوق حدثنا شبابة حدثنا قيس بن الربيع عن عاصم بن سليمان قال قلنا لأنس إن قوما يزعمون أن النبي صلى الله عليه و سلم لم يزل يقنت بالفجر فقال كذبوا إنما قنت رسول الله صلى الله عليه و سلم شهرا واحدا يدعو على حي من أحياء المشركين .

فإن قالوا تفرد به قيس بن الربيع وقد ضعفه يحيى قلنا قد كان شعبة يثني عليه .

الحديث السادس : أخبرنا ابن الحصين قال أنبأنا ابن المذهب أنبأنا أحمد بن جعفر قال حدثنا عبد الله بن أحمد قال حدثني أبي قال حدثنا يحيى عن هشام قال حدثنا قتادة عن أنس قال قنت رسول الله صلى الله عليه و سلم شهرا بعد الركوع يدعو على أحياء من أحياء العرب ثم تركه أخرجاه في الصحيحين ....وقد احتج الخصم بأحاديث و أحاديثهم تنقسم أربعة أقسام أحدها ما هو مطلق و أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قنت وهذا لا تنازع فيه لأنه قد ثبت أنه قنت والثاني مقيد بأنه قنت في صلاة الصبح وهذا لا نزاع فيه لأنه قد فعل ذلك شهرا والثالث لفظ محتمل كان يقنت في الصبح فيحمله على ما فعله شهرا بأدلتنا (تَنْقِيحُ التَّحْقِيقِ فِي أَحَادِيْثِ التَّعْلِيْق، مسألة لا يسن القنوت في الفجر وقال مالك والشافعي يسن لنا تسعة أحاديث، تحت حديث رقم ٦٧٧ تا ٦٨٣)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Iqra.ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہے، تو وہ مشہور احادیث کے خلاف اور شاذ ہونے کی وجہ سے معتبر نہیں۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والذی یظهر بـه ان یقنت بعد الرکوع لا قبله بدلیل ان ما استدل به الشافعی رحمه الله علی قنوت الفجر وفیه التصریح بالقنوت بعد الرکوع ،حمله علمائنا علی القنوتِ للنازلة ثم رأیت الشرنبلالی فی مراقی الفلاح صرح بانه بعده واستظهر الحموی انه قبله والاظهر ما قلناه ،قلت حدیث انس فی الصحیح یفید القنوت للنوازل بعدالرکوع وکذا حدیث ابی هریرة (اعلاء السنن جلد ٦ صفحه ١١٩ ،احکام القنوت النازلة)

۱؎ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ :حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ يَعْنِي الرَّازِيَّ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ " :مَا زَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا (مسنداحمد، حدیث نمبر ١٢٦٥٧)

فی حاشیة مسند احمد:

إسناده ضعیف، أبو جعفر الرازی -واسمه عیسی بن ماهان -سیء الحفظ، وقد خالف روایة الثقات لهذا الحدیث عن أنس، فالروایة الصحیحة عنه :أن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قنت شهراً یدعو علی أحیاء من أحیاء العرب :عصیة وذکوان ورعل ولحیان .انظر(١٢٠٦٤).

والحدیث فی "مصنف عبد الرزاق(٤٩٦٤) "، ومن طریقه أخرجه الدارقطنی ٢/٣٩ ، والضیاء فی "المختارة٢١٢٧ ."وأخرجه بنحوه ابن أبی شیبة ٢/٣١٢، والبزار(٥٥٦ ،کشف الأستار) ، والطحاوی فی "شرح معانی الآثار ١/٢٤٤ "، والدارقطنی ٢/٣٩، والبیهقی ٢/٢٠١، والبغوی ٦٣٩، والحازمی فی "الاعتبار" ص٨٦، والضیاء ٢١٢٨ من طرق عن أبی جعفر الرازی، بهذا الإسناد .وأخرج الطحاوی ١/٢٤٣، والبیهقی ٢/٢٠٢من طریق عمرو بن عبید، عن الحسن، عن أنس قال :صلیت مع النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فلم یزل یقنت فی صلاة الغداة حتی فارقته، وصلیت مع عمر بن الخطاب فلم یزل یقنت فی صلاة الغداة حتی فارقته .وقرن البیهقی بعمرو بن عبید إسماعیل بن مسلم المکی، وقال :لا نحتجُّ بهما .قلنا :وهما متفق علی ترکهما(محقق مسنداحمد :شعیب الأرنؤوط -عادل مرشد ، وآخرون)

قال الالبانی:

"ما زال رسول الله صلی الله علیه وسلم یقنت فی صلاة الغداة حتی فارق الدنیا "
منکر، أخرجه عبد الرزاق فی "المصنف "٣/١١٠/٤٩٦٤و ابن أبی شیبة(٢/٣١٢)-مختصرا -و الطحاوی فی "شرح المعانی "(١/١٤٣) و الدارقطنی ص١٧٨ و الحاکم فی "الأربعین "و عنه البیهقی ٢/٢٠١و کذا البغوی فی "شرح السنة "٣/١٢٣/٦٣٩ و ابن الجوزی فی "الواهیة "١/٤٤٤،٤٤٥و أحمد٣/١٦٢ من طریق أبی جعفر الرازی عن الربیع بن أنس قال : "کنت جالسا عند

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت ابو مالک اشجعی سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ لِأَبِیْ یَا أَبَتِ إِنَّکَ قَدْ صَلَّیْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أنس بن مالک ، فقیل له :إنما قنت رسول الله شهرا ، فقال : "فذکره .و قال البغوی : "قال الحاکم :إسناده حسن . " و قال البیهقی : "قال أبو عبد الله :هذا إسناد صحیح سنده ، ثقة رواته ، و الربیع بن أنس تابعی معروف " ..و أقره ! و تعقبه ابن الترکمانی بقوله ":کیف یکون سنده صحیحا و راویه عن الربیع أبو جعفر عیسی بن ماهان الرازی متکلم فیه ، قال ابن حنبل و النسائی :لیس بالقوی ، و قال أبو زرعة : یهم کثیرا ، و قال أبو زرعة :یهم کثیرا ، و قال الفلاس :سیء الحفظ ، و قال ابن حبان : یحدث بالمناکیر عن المشاهیر . " و قال ابن القیم فی "زاد المعاد " ۱/۹۹ : "فأبو جعفر قد ضعفه أحمد و غیره ، و قال ابن المدینی :کان یخلط .و قال أبو زرعة :کان یهم کثیرا ..و قال لی شیخنا ابن تیمیة قدس الله روحه :و هذا الإسناد نفسه هو إسناد حدیث * :(و إذ أخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم *(حدیث أبی بن کعب الطویل ، و فیه :و کان روح عیسی علیه السلام من تلک الأرواح التی أخذ علیها العهد و المیثاق فی زمن آدم ، فأرسل تلک الروح إلی مریم علیها السلام حین انتبذت من أهلها مکانا شرقیا فأرسله الله فی صورة بشر فتمثل لها بشرا سویا ، قال :فحملت الذی یخاطبها فدخل من فیها .و هذا غلط محض ، فإن الذی أرسل إلیها الملک الذی قال لها * :(إنما أنا رسول ربک لأهب لک غلاما زکیا *(.و لم یکن الذی خاطبها بهذا هو عیسی ابن مریم ، هذا محال .و المقصود أن أبا جعفر صاحب مناکیر لا یحتج بما تفرد به أحد من أهل الحدیث البتة . " و قال الحافظ ابن حجر فی "التقریب : " "صدوق سیء الحفظ الحفظ خصوصا عن مغیرة . " و قال الزیلعی فی "نصب الرایة "۲/۱۳۲ بعد أن خرج الحدیث : "و ضعفه ابن الجوزی فی "التحقیق "، و فی "العلل المتناهیة "و قال : هذا حدیث لا یصح ، فإن أبا جعفر الرازی و اسمه عیسی بن ماهان قال ابن المدینی : کان یخلط . " ... لکن قال البیهقی فی "المعرفة "کما فی "الزیلعی : " "و له شواهد عن أنس ذکرناها فی (السنن). " قلت :فوجب النظر فی الشواهد المشار إلیها هل هی صالحة للاستشهاد بها أم لا ؟

و هما شاهدان : الأول :یرویه إسماعیل بن مسلم المکی و عمرو بن عبید عن الحسن عن أنس قال : "قنت رسول الله صلی الله علیه وسلم و أبو بکر و عمر و عثمان رضی الله عنهم - و أحسبه قال :رابع -حتی فارقتهم . " أخرجه الدارقطنی و البیهقی و قال : "لا نحتج بإسماعیل المکی و لا بعمرو بن عبید . " قلت :إسماعیل ضعیف الحدیث

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ هَاهُنَا بِالْكُوْفَةِ، نَحْوًا

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

، و قال الخطيب فى "الكفاية "(٣٧٢): "متروک الحديث . "و كذلک قال النسائى ، و تركه جماعة .و عمرو متهم بالكذب مع كونه من المعتزلة ، ثم إن الحسن البصرى مع جلالته ، فهو مدلس و قد عنعنه .فلو صح السند إليه فلا يحتج به ، فكيف و قد رواه عنه متروكان ؟ الثانى :يرويه خليد بن دعلج عن قتادة عن أنس بن مالک قال : "صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فقنت ، و خلف عمر فقنت ، و خلف عثمان فقنت . " أخرجه البيهقى شاهدا ، و تعقبه ابن التركمانى بقوله : "قلت :يحتاج أن ينظر فى أمر خليد هل يصلح أن يستشهد به أم لا ؟ فإن ابن حنبل و ابن معين و الدارقطنى ضعفوه .و قال ابن معين مرة :ليس بشىء .و قال النسائى :ليس بثقة .و فى "الميزان : "عده الدارقطنى من المتروكين . ثم إن المستغرب من حديث الترجمة قوله " :ما زال يقنت فى صلاة الغداة حتى فارق الدنيا . "و ليس ذلک فى حديث خليد ، و غنما فيه أنه عليه السلام قنت ، و ذلک معروف ، و إنما المستغرب دوامه حتى فارق الدنيا .فعلى تقدير صلاحية خليد للاستشهاد به كيف يشهد حديثه لحديث أنس ؟ . " قلت :و للحديث شاهد آخر ، يرويه دينار بن عبد الله خادم أنس عن أنس قال : "ما زال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقنت فى صلاة الصبح حتى مات . " أخرجه الخطيب فى "كتاب القنوت "له ، و شنع عليه ابن الجوزى بسببه لأن دينارا هذا قال ابن حبان فيه : "يروى عن أنس آثارا موضوعة لا يحل فى الكتب إلا على سبيل القدح فيه . " و قد دافع عن الخطيب العلامة عبد الرحمن المعلمى فى كتابه "التنكيل "فى فصل خاص عقده لذلک ، دافع فيه عن رواية الخطيب لهذا الحديث و نحوه من أوجه سبعة بينها .و لكنه رحمه الله مال إلى تقوية الحديث فقال عقب الشاهد المذكور : "فقد ورد من وجهين آخرين أو أكثر عن أنس ، صحح بعض الحفاظ بعضها ، و جاء نحو معناه من وجوه أخرى ، راجع "سنن الدارقطنى "و "سنن البيهقى "، و بمجموع ذلک يقوى الحديث . " فأقول :قد استقصينا فى هذا التحقيق جميع الوجوه المشار إليها و هى كلها واهية جدا ، سوى الوجه الأول ، فإنه ضعيف فقط ، و لكنه منكر لما سيأتى بيانه . و الوجه الثانى :فيه إسماعيل بن مسلم المكى و عمرو بن عبيد المعتزلى و هما متروكان . و الوجه الثالث :فيه خليد بن دعلج ، و هو ضعيف على أن حديثه شاهد قاصر لأنه لم يقل فيه " :قنت فى الفجر حتى فارق الدنيا ! " و الوجه الرابع :فيه دينار بن عبد الله ، و هو متهم كما عرفت ذلک من عبارة ابن حبان السابقة ، و قد أقره الشيخ المعلمى رحمه الله ، فمع هذا الضعف الشديد فى كل هؤلاء الرواة على التفصيل المذكور كيف يصح أن يقال " :و بمجموع ذلک يقوى الحديث "؟ ! و ظنى أنه إنما حمله على هذا التساهل فى تقوية

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

Idaraghufran

مِّنْ خَمْسِ سِنِيْنَ، فَكَانُوْا يَقْنُتُوْنَ فِي الْفَجْرِ؟ فَقَالَ أَىْ بُنَىَّ مُحْدَثٌ

(سنن ابن ماجه) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

هذا الحديث المنكر ، إنما هو تحمسه الشديد فى الرد على ابن الجوزى ، و الدفاع عن الخطيب و البغدادى ، و كان يكفيه فى ذلك أن يذكر ما هو معلوم عنده أن المحدث إذا ساق الحديث بسنده فقد برئت عهدته منه ، و لا لوم عليه فى ذلك حتى و لو كان موضوعا ، و ابن الجوزى الذى له كتاب "الموضوعات" هو نفسه قد يفعل ذلك فى بعض مصنفاته ، مثل كتابه " تلبيس إبليس "، بل رأيته ذكر فى غيره ما لا أصل له من الحديث ، و بدون إسناد ، مثل حديث "صلاة النهار عجماء ." ذكره فى "صيد الخاطر" كما نبهت عليه فى التخريج المختصر له الملحق بآخره . و أما أن الحديث منكر ، فلأنه معارض لحديثين ثابتين : أحدهما :عن أنس نفسه " :أن النبى صلى الله عليه وسلم كان لا يقنت إلا إذا دعى لقوم أو دعى على قوم . " أخرجه الخطيب نفسه فى كتابه "القنوت" من طريق محمد بن عبد الله الأنصارى : حدثنا سعيد بن أبى عروبة عن قتادة عنه . و الآخر :عن أبى هريرة قال : "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقنت فى صلاة الصبح إلا أن يدعو لقوم ، أو على قوم . "
قال الزيلعى ۱۳۰/۲ : "أخرجه ابن حبان عن إبراهيم بن سعد عن سعيد و أبى سلمة عنه .قال صاحب " التنقيح : " و سند هذين الحديثين صحيح ، و هما نص فى أن القنوت مختص بالنازلة . " و حديث أنس عزاه الحافظ فى "التلخيص" ۲۴۵/۱ لابن خزيمة فى "صحيحه" من طريق سعيد به .و حديث ابن حبان لم يورده الهيثمى فى " موارد الظمآن . "و قال الحافظ فى "الدراية" ص۱۱۷ عقب الحديثين : "و إسناد كل منهما صحيح . " و قال فى "التلخيص" عقب ما سبق ذكره من الأحاديث عن أنس : "فاختلفت الأحاديث عن أنس ، و اضطربت فلا يقوم بمثل هذا حجة . " يعنى حديث أبى جعفر الرازى هذا . ثم قال : "(تنبيه) : عزا هذا الحديث بعض الأئمة إلى مسلم فوهم ، و عزاه النووى إلى " المستدرك " للحاكم ، و ليس هو فيه ، و إنما أورده و صححه فى جزء له مفرد فى القنوت ، و نقل البيهقى تصحيحه عن الحاكم ، فظن الشيخ أنه فى (المستدرك)". " (فائدة) : جاء فى ترجمة أبى الحسن الكرجى الشافعى المتوفى سنة۵۳۲ أنه كان لا يقنت فى الفجر ، و يقول " :لم يصح فى ذلك حديث . " قلت :و هذا مما يدل على علمه و إنصافه رحمه الله تعالى ، و أنه ممن عافاهم الله عز وجل من آفة التعصب المذهبى ، جعلنا الله منهم بمنه و كرمه .
(السلسلة الضعيفة للالبانى، تحت حديث رقم ۱۲۳۸)

[1] حديث نمبر ۱۲۴۱، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها،باب ماجاء فى القنوت فى صلاة الفجر.
قال الالبانى:
(حديث مالك الأشجعى قال " :قلت لأبى :يا أبت إنك صليت خلف رسول الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: میں نے اپنے والد (حضرت طارق) سے عرض کیا کہ اے میرے ابّا جان! بے شک آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے، اور حضرت ابوبکر، اور حضرت عمر، اور حضرت عثمان، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے پیچھے یہاں کوفہ میں تقریباً پانچ سال تک نماز پڑھی ہے، تو کیا یہ حضرات فجر کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! یہ بعد کی ایجاد ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ یہ حضرات عام طور پر فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے، اس لئے فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ کا دائمی معمول درست نہیں۔

جہاں تک ضرورت کے وقت قنوتِ نازلہ پڑھنے کا تعلق ہے، تو اس کے ثبوت میں کوئی کلام نہیں۔

اس کے علاوہ کئی احادیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کا فجر کی نماز میں صرف ضرورت کے وقت ہی قنوت پڑھنا ثابت ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صلی الله علیه وسلم وأبی بکر وعمر وعثمان وعلی ها هنا بالکوفة نحو خمس سنین أکانوا یقنتون فی الفجر ؟ قال " :أی بنی محدث "رواه أحمد والترمذی وصححه (ص ۱۰۹) صحیح.

رواه أحمد۳/۴۷۲و۶/۳۹۴والترمذی ۲/۲۵۲وکذا النسائی ۱/۱۶۴وابن ماجه۱۲۴۱والطحاوی ۱/۱۴۶وابن أبی شیبة۲/۵۸/۲والطیالسی ۱۳۲۸وعنه البیهقی ۲/۲۱۳من طرق عن أبی مالک به .والسیاق لابن ماجه وقال " :نحواً ." وکذا قال الترمذی ,وقال أحمد "قریباً ."وفی روایة له " :کان أبی قد صلی خلف رسول الله صلی الله علیه وسلم ,وهو ابن ست عشرة سنة ." ...قلت :وإسناده صحیح ,وقال الترمذی " :حدیث حسن صحیح ."(إرواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل، تحت حدیث رقم ۴۳۵)

[1] قال حدثنا یوسف بن ابی یوسف عن ابیه عن ابی حنیفة عن حماد عن ابراهیم عن النبی صلی الله علیه وسلم انه لم یقنت فی الفجر الا شهرا واحدا حارب حیا من المشرکین قنت یدعو علیهم لم یر قانتا قبلها ولا بعدها.

حدثنا یوسف عن ابیه عن ابی حنیفة عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله رضی الله عنه عن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نیز متعدد احادیث وروایات کی رُو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جلیل القدر صحابۂ کرام سے فجر کی نماز میں عام حالات میں قنوت پڑھنا ثابت نہیں۔ [1]

اور اس کے برعکس وتر کی نماز میں دعائے قنوت ہمیشہ تکبیر کہہ کر پڑھنا چاہئے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ تعالی (کتاب الآثار لابی یوسف،حدیث نمبر ۳۴۹،۳۵۰)

قال حدثنا یوسف بن ابی یوسف عن ابیہ عن ابی حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم ان ابا بکر رضی اللہ عنہ لم یقنت حتی لحق باللہ تعالی (کتاب الآثار لابی یوسف،حدیث نمبر ۳۵۱)

قال حدثنا یوسف بن ابی یوسف عن ابیہ عن ابی حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم ان علیا رضی اللہ عنہ قنت یدعو علی معاویۃ رضی اللہ عنہ حین حاربہ فأخذ اھل الکوفۃ عنہ وقنت معاویۃ یدعو علی علی فأخذ اھل الشام عنہ (کتاب الآثار لابی یوسف،حدیث نمبر ۳۵۲)

قال ثنا یوسف بن ابی یوسف عن ابیہ عن ابی حنیفۃ عن عبد الملک ابن میسرۃ (عن زید بن وھب ان عمر رضی اللہ عنہ کان یقنت اذا حارب ویدع القنوت اذا لم یحارب (کتاب الآثار لابی یوسف،حدیث نمبر ۳۵۳)

قال ثنا یوسف بن ابی یوسف عن ابیہ عن ابی حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم عن الاسود قال صحبت عمر رضی اللہ عنہ سنتین لم ارہ قانتا فی سفر ولا حضر (کتاب الآثار لابی یوسف،حدیث نمبر ۳۵۴)

قال ثنا یوسف عن ابیہ عن ابی حنیفۃ قال ثنا الصلت بن بھرام عن حوط عن ابی الشعثاء عن ابن عمر رضی اللہ عنھما انہ قال لابی الشعثاء انبئت ان امامکم بالعراق یقوم فی آخر رکعۃ من الفجر لا تالی قران ولا راکع (کتاب الآثار لابی یوسف،حدیث نمبر ۳۵۵)

[1] عن علقمۃ ، والأسود أنھما أقاما عند عمر رضوان اللہ علیہ سنتین ، أو حولین ، یصلیان معہ صلاۃ الصبح ، لا یقنت فیھما (تھذیب الآثار للطبری،حدیث نمبر ۶۳۷)

عن الأسود ، قال : صلیت مع عمر رضی اللہ عنہ فی السفر وفی الحضر ما لا أحصی ، فکان لا یقنت ، -یعنی فی الصبح(ایضاً،حدیث نمبر ۶۳۸)

عن الأسود ، وعمرو بن میمون أن عمر ، رضی اللہ عنہ کان لا یقنت فی الصبح(ایضاً،حدیث نمبر ۶۴۶)

عن إبراھیم أن عمر ، وابن مسعود کانا لا یقنتان فی الفجر (ایضاً ، حدیث نمبر ۶۴۷)

عن إبراھیم ، قال : کان أصحاب عبد اللہ إذا ذکر القنوت -یعنی فی الفجر -، قالوا : حفظنا من عمر رضی اللہ عنہ أنہ کان إذا افتتح الصلاۃ ، قال : سبحانک اللھم وبحمدک ، وتبارک اسمک ، وتعالی جدک ، ولا إلہ غیرک ، وإذا رکع کبر ووضع یدیہ علی رکبتیہ ، وإذا انحط للسجود انحط بالتکبیر ، فیقع کما یقع البعیر ، تقع رکبتاہ قبل یدیہ ، ویکبر إذا سجد وإذا رفع وإذا نھض ، لا نحفظ لہ أنہ یقوم بعد القراء ۃ یدعو(تھذیب الآثار للطبری،حدیث نمبر ۶۵۰)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ، كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَآ أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ

(نسائی) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أخبرنا محمد بن قيس ، قال :قال الشعبى :كان عبد الله لا يقنت، ولو قنت عمر لقنت عبد الله ، وعبد الله ، يقول : لو سلك الناس واديا وشعبا ، وسلك عمر كرم الله وجهه واديا وشعبا ، لسلكت وادى عمر وشعبه (تهذيب الآثار للطبرى،حديث نمبر ٦٥٣)

عن علقمة قال :سألت أبا الدرداء عن القنوت فى الصلاة ، فقال : لا تقنت فى صلاة الصبح(تهذيب الآثار للطبرى،حديث نمبر ٦٥٥)

حدثنا المعتمر ، عن أبيه ، قال :صليت بالحى صلاة الغداة، وصلى خلفى شيخ فلم أقنت ، فأعجبه الذى صنعت ، فلما صلينا قام إلى ، فقال :صليت خلف عثمان صلاة الغداة فلم يقنت قبل الركوع ولا بعده (تهذيب الآثار للطبرى،حديث نمبر ٦٥٦)

عن قتادة ، قال : كان النبى صلى الله عليه وسلم وأبو بكر وعمر رضوان الله عليهما لا يقنتون فى صلاة الغداة (تهذيب الآثار للطبرى،حديث نمبر ٦٦١)

حدثنا عبد الرحمن بن الأسود ، عن أبيه ، أن ابن مسعود ، لم يقنت فى صلاة الصبح(تهذيب الآثار للطبرى،حديث نمبر ٦٧٣)

عن عبد الرحمن بن الأسود ، عن أبيه ، قال :كان عبد الله لا يقنت فى شىء من الصلاة ، إلا فى الوتر قبل الركوع(تهذيب الآثار للطبرى،حديث نمبر ٦٦٦)

عن سعيد بن جبير ، قال : صليت مع ابن عمر وابن عباس الصبح فكانا لا يقنتان(تهذيب الآثار للطبرى،حديث نمبر ٦٧٧)

عن قتادة ، عن أبى مجلز ، قال : صليت مع ابن عمر الصبح فلم يقنت، قلت :ما يمنعك من القنوت ؟ قال :لا أحفظه عن أحد(تهذيب الآثار للطبرى،حديث نمبر ٦٧٩)

حدثنا حصين ، قال :أخبرنى عمران بن الحارث ، قال : صليت مع ابن عباس مرارا الفجر ، فلم يقنت (تهذيب الآثار للطبرى،حديث نمبر ٦٨٧)

عن قتادة ، عن لاحق بن حميد أنه صلى مع ابن عباس صلاة الصبح فلم يقنت(تهذيب الآثار للطبرى،حديث نمبر ٦٩٠،مطبعة المدنى، القاهرة)

[1] حديث نمبر ١٦٩٩ ، كتاب قيام الليل وتطوع النهار،باب كيف الوتر بثلاث،مكتب المطبوعات الإسلامية -حلب، واللفظ لهٗ، السنن الكبرىٰ للنسائى، حديث نمبر ١٠٥٠٢ ، سنن دارقطنى، حديث نمبر ١٦٥٩ .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے، اور پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ، اوردوسری رکعت میں قل یایھا الکٰفرون اورتیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے، اوررکوع سے پہلے قنوت پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اوربعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الالبانی:

(حدیث أبی بن کعب "أن النبی (صلی الله علیه وسلم) کان یقنت قبل الرکوع ." رواه أبو داود)ص۱۰۷ صحیح .أخرجه النسائی ۱/۲۴۸وابن ماجه۱۱۸۲ والضیاء المقدسی فی "الأحادیث المختارة "۱/۴۰۰/۲و ۱/۴۰۱من طریق علی بن میمون الرقی ثنا مخلد بن یزید عن سفیان عن زبید الیامی عن سعید بن عبد الرحمن بن أبزی عن أبیه عن أبی بن کعب به .قلت :وهذا سند جید رجاله کلهم ثقات رجال الشیخین غیر علی بن میمون وهو ثقة کما فی "التقریب ." وقد تابعه فطر بن خلیفة عند الدارقطنی ۱۷۵ ومسعر بن کدام عند البیهقی ۲/۴۰ کلاهما عن زبید به .قلت :فصح بذلک الإسناد .وله إسناد آخر عن سعید بن عبد الرحمن فقال ابن نصر ۱۳۱ :حدثنا إسحاق أخبرنا عیسی بن یونس ثنا سعید عن قتادة عن سعید بن عبد الرحمن بن أبزی به .وأخرجه الدارقطنی وعنه البیهقی ۲/۳۹من طریق المسیب بن واضح ثنا عیسی بن یونس به .وهذا إسناد صحیح أیضا وقد أعله أبو داود ۱۴۲۷ بأن جماعة رووه عن زبید وآخرون عن سعید -وهو ابن أبی عروبة -بلفظ " :کان یوتر ب (سبح اسم ربک الأعلی وقل یا أیها الکافرن وقل هو الله أحد ." لم یذکروا فیه القنوت .وهذا الإعلال لیس بشیء لاتفاق الجماعة من الثقات علی روایة هذه الزیادة فهی مقبولة . ولذلک صحح الحدیث غیر واحد من العلماء ومن أعله فلا حجة له قال الحافظ فی (التلخیص)۱۱۸ "رواه أبو داود والنسائی وابن ماجه وأبو علی بن السکن فی صحیحه(إرواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل، تحت حدیث رقم ۴۲۶)

وأما قول المصنف " :ویروی أن أُبَیّاً کان یقنت فی النصف من رمضان ."

فهو یعنی الإشارة إلی تضعیف هذه الزیادة من طریق المتن؛ فإنه لو کانت ثابتة

عن أبی؛ لم یکن لیدع القنوت فی النصف الأول من رمضان !وهذا فی نظری لیس بشیء ؛ لأن السند فرب الروایة المذکورة عن أبی لا یصح،ولعل المصنف أشار إلی ذلک بقوله " :روی ." ولو صح فلیس نصّاً فیما ذهب إلیه المصنف، کما بینت فی الکتاب الآخر(صحیح أبی داود للالبانی، تحت حدیث رقم ۱۲۸۳، باب القنوت فی الوتر)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَا يُسَلِّمُ فِيْهِنَّ حَتّٰى يَنْصَرِفَ، أَوَّلُ رَكْعَةٍ بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، وَالثَّانِيَةُ بِ قُلْ يَآ أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ، وَالثَّالِثَةُ بِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَأَنَّهُ قَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ

(شرح مشكل الآثار للطحاوى) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے، اور ان کو ختم کرنے سے پہلے سلام نہیں پھیرتے تھے، پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں قل یآ ایھا الکفرون اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے، اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يُوْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ

(ابن ماجه) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھا کرتے تھے، اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت حبیب بن ابی ثابت، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ، فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَوْتَرَ فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، وَقَرَأَ فِي الثَّانِيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَ قُلْ يَآ أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَ قُلْ

---

[1] حديث نمبر ۴۵۰۱، باب بيان مشكل ما اختلف أهل العلم فيه من القنوت فى الوتر، وهل هو قبل الركوع أو بعده ؟ مؤسسة الرسالة، بيروت، مسند الشاشى، حديث نمبر ۱۳۵۶.

[2] حديث نمبر ۱۱۸۲، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فى القنوت قبل الركوع وبعده.

حكم الألبانى: صحيح.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، ثُمَّ قَنَتَ وَدَعَا، ثُمَّ رَكَعَ (مشکل الآثار للحطاوی) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ کے پاس رات گزاری پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت (تہجد) کی پڑھیں، پھر وتر کی نماز پڑھی، اور وتر کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھی اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل یاایھا الکافرون پڑھی، اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد پڑھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے قنوت پڑھی اور پھر رکوع کیا (ترجمہ ختم)

ملحوظ رہے کہ حضرت حبیب بن ابی ثابت کا حضرت ابنِ عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر

---

[1] حديث نمبر ۴۵۰۲، باب بيان مشكل ما اختلف أهل العلم فيه من القنوت في الوتر الخ ، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ له،كتاب الحجة على اهل المدينة،باب عددالوتر.

قال الهيثمي:

رواه الطبراني في الكبير، وفيه عطاء بن سالم الخفاف، وثقه ابن حبان وقال غيره : ضعيف وهو رجل صالح ولكنه دفن كتبه فلا يثبت حديثه(مجمع الزوائد ج۲ص۲۷۵)

وقال في موضع آخر:

وفيه عطاء بن مسلم وهو ثقة وفيه ضعف، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد ج۸ص۳۰)

وقال ابن التركماني في موضع :

قلت حكى صاحب الكمال عن ابن معين انه ثقة وفي الكامل لابن عدى ثنا محمد بن يوسف الفربري ثنا على بن حزم سمعت الفضل بن موسى ووكيعا يقولان عطاء بن مسلم ثقة(الجوهر النقي ج۳ص۴۳)

وقال الالباني في موضع :

و هذا إسناد لا بأس به في الشواهد و المتابعات ،المسيب بن واضح سيء الحفظ ، و مثله شيخه الخفاف(السلسلة الصحيحة ، تحت حديث رقم ۲۹۷)

وقال ابن القطان الفاسي في موضع:

أما عطاء بن مسلم فهو الخفاف ، ثقة(بيان الوهم والإيهام في كتاب الأحكام، ج۳ص۱۷۶)

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت ہے۔ [۱]

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ، وَيَجْعَلُ الْقُنُوْتَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ (المعجم الأوسط) [۲]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے، اور قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

یہ حدیث اگرچہ سند کے لحاظ سے ضعیف ہے، مگر دوسری احادیث کے مطابق ہونے کی وجہ سے اس کا ضعف قابلِ تحمل ہے۔ [۳]

---

[۱] فقال قائل فهل يثبت سماع حبيب بن أبي ثابت من ابن عباس فكان جوابنا له في ذلك أن سماعه منه ومن عبد الله بن عمر ثابت وقد روى فيما سمعه منه ما قد حدثنا إبراهيم بن مرزوق حدثنا أبو داود أخبرنا شعبة عن حبيب بن أبي ثابت أنه سمع ابن عباس وسأله رجل فقال إني رجل من أهل السواد أتقبل بالقرية لا أريد أن أظلم إنما أريد أن أدرأ عن نفسي الظلم ثم قرأ هذه الآية"قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر ولا يحرمون ما حرم الله ورسوله "إلى قوله"وهم صاغرون "ثم قال ينزع الصغار من أعناقهم ويضعه في عنقك (مشكل الآثار للطحاوي، باب بيان مشكل ما اختلف أهل العلم فيه من القنوت في الوتر الخ)

[۲] للطبراني، حديث نمبر ۷۸۸۵، دارالحرمين ، القاهرة.

[۳] قال الهيثمي:

رواه الطبراني في الأوسط وفيه سهل بن العباس الترمذي قال الدارقطني : ليس بثقة (مجمع الزوائد، ج۲ ص۱۳۸ ،باب القنوت)

وأخرج أبو نعيم في الحلية عن عطاء بن مسلم حدثنا العلاء بن المسيب عن حبيب بن أبي ثابت عن ابن عباس قال (أوتر النبي صلى الله عليه وسلم بثلاث فقنت فيها قبل الركوع) وأخرج الطبراني في الأوسط حدثنا محمود بن محمد المروزي ، حدثنا سهيل بن العباس الترمذي ، حدثنا سعيد بن سالم القداح عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر (أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يوتر بثلاث ركعات ويجعل القنوت قبل الركوع) وقول أبي نعيم غريب من حديث حبيب ، والعلاء تفرد به عطاء بن مسلم ، وقول الطبراني لم يروه عن عبيد الله إلا سعيد بن سالم لا يوجب البعد لما قلنا في كلام النسائي ، بل قد حصل من انفراد سفيان الثوري عن زبيد ، ومن تفرد عطاء بن مسلم عن العلاء ، ومن تفرد سعيد عن عبيد الله مع حديث ابن مسعود الذي سكت عليه في التحقيق تظافر كثير مع أن كل طريق منها إما حسن أو صحيح(فتح القدير ،باب صلاة الوتر)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اورحضرت سوید بن غفلہ سے بسندِ ضعیف روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا يَقُوْلُوْنَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ آخِرِ الْوِتْرِ وَكَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ (سنن الدارقطنی) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کے آخر میں دعائے قنوت پڑھی ہے، اور یہ حضرات بھی وتر کے آخر میں دعائے قنوت پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

اورحضرت علقمہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْنُتُ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ

(مصنف ابنِ ابی شیبة) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اورحضرت اسود بن یزید سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [3]

---

[1] حدیث نمبر ۱۶۶۴، کتاب الوتر، باب ما یقرأ فی رکعات الوتر والقنوت فیه، مؤسسة الرسالة، بیروت.

[2] حدیث نمبر ۶۹۸۴، کتاب الصلاة، باب فی القنوت قبل الرکوع او بعدهٗ، واللفظ لهٗ، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۴۹۹۲.

ثم قال (ورواه الثوری عن ابان ومدار الحدیث علی ابان وهو متروک) * قلت *قد تابعه علی ذلک الاعمش *قال البیهقی فی الخلافیات (انا أبو عبد الله الحافظ ثنا أبو الفضل الحسن بن یعقوب بن یوسف المعدل من اصل کتابه ثنا احمد بن الخلیل البغدادی ثنا أبو النضر ثنا سفیان الثوری عن الاعمش عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله ان النبی صلی الله علیه و سلم قنت فی الوتر قبل الرکعة ثم قال (هذا غلط والمشهور روایة الجماعة عن الثوری عن ابان) * قلت * الحسن بن یعقوب عدل فی نفس الاسناد وبقیة رجاله ثقات فیحمل علی ان الثوری رواه عن الاعمش وابان کلاهما عن ابراهیم وهذا اولی مما فعله البیهقی من التغلیط (الجوهر النقی لابن الترکمانی، ج۳ص ۴۲، ۴۳، دارالفکر، بیروت)

[3] حدیث نمبر ۶۹۷۲، کتاب الصلاة، باب فی القنوت قبل الرکوع او بعده.

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وتر کی نماز میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھی (ترجمہ ختم)

اور جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ:

عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ صَحِبْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سِتَّةَ اَشْهُرٍ فَكَانَ يَقْنُتُ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ (کتاب الحجة علی اهل المدينة، ، ج ا ص ۲۰۱، باب عدد الوتر)

ترجمہ: حضرت اسود فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ چھ مہینے رہا، وہ وتر کی نماز میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ:

أَنَّهٗ صَلّٰى خَلْفَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الْفَجْرَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَ ةِ كَبَّرَ، ثُمَّ قَنَتَ، ثُمَّ كَبَّرَ، ثُمَّ رَكَعَ (مصنف ابنِ ابی شيبة)[1]

ترجمہ: انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی، پھر جب وہ قرائت سے فارغ ہوگئے، تو انہوں نے تکبیر پڑھی، پھر قنوت پڑھا، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا (ترجمہ ختم)

اس روایت میں اگرچہ فجر کی نماز کا ذکر ہے، جس سے مراد قنوتِ نازلہ ہے، لیکن اتنی بات معلوم ہوگئی کہ خواہ وتر کی نماز میں دعائے قنوت کا معاملہ ہو، یا فجر کی نماز میں قرائت سے پہلے دعائے قنوت کا معاملہ ہو، بہرصورت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قنوت سے پہلے تکبیر کہتے تھے۔

اور حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی سے روایت ہے کہ:

---

[1] حديث نمبر ۷۱۰۶، كتاب الصلاة، باب فى التكبير فى قنوت الفجر من فعله.

Idara ghufran

أَنَّ عَـلِيًّـا كَبَّـرَ فِـي الْقُنُوْتِ حِيْنَ فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَ ةِ وَحِيْنَ رَكَعَ (شرح مشكل الآثار للطحاوی) [1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرائت سے فارغ ہوکر قنوت میں تکبیر کہی، اور رکوع کے وقت بھی تکبیر کہی (ترجمہ ختم)

اور حضرت حارث سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّهُ كَانَ يَفْتَتِحُ الْقُنُوْتَ بِالتَّكْبِيْرِ (مُصنف ابن أبي شيبة) [2]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ دعائے قنوت کو تکبیر کہہ کر شروع فرماتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَلِيًّا كَبَّرَ حِيْنَ قَنَتَ فِي الْفَجْرِ وَكَبَّرَ حِيْنَ رَكَعَ (مصنف ابنِ ابی شيبة) [3]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب فجر کی نماز میں قنوت پڑھا، تو تکبیر کہی، اور رکوع میں جاتے وقت بھی تکبیر کہی (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوالجہم سے روایت ہے کہ:

كَانَ الْبَرَآءُ يُكَبِّرُ قَبْلَ أَنْ يَقْنُتَ (مصنف ابنِ ابی شيبة) [4]

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ قنوت سے پہلے تکبیر کہتے تھے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

عَنِ الْبَـرَاءِ، أَنَّـهُ قَـنَتَ فِي الْفَجْرِ فَكَبَّرَ حِيْنَ فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَ ةِ وَكَبَّرَ حِيْنَ رَكَعَ (مصنف ابنِ ابی شيبة) [5]

---

[1] باب بيان مشكل ما اختلف اهل العلم فيه من القنوت فی الوتر الخ، مؤسسة الرسالة، بيروت.

[2] حديث نمبر ۷۱۰۳، باب فی التكبير فی قنوت الفجر من فعله.

[3] حديث نمبر ۷۱۰۷، كتاب الصلاة، باب فی التكبير فی قنوت الفجر من فعله.

[4] حديث نمبر ۷۱۰۸، كتاب الصلاة، باب فی التكبير فی قنوت الفجر من فعله.

[5] كتاب الصلاة، حديث نمبر ۷۱۰۹، باب فی التكبير فی قنوت الفجر من فعله.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز میں قنوت پڑھا، تو قرائت سے فارغ ہوکر تکبیر کہی، اور رکوع میں جانے کے وقت میں بھی تکبیر کہی (ترجمہ ختم)

اور بھی کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے رکوع میں جانے سے پہلے دعائے قنوت کے وقت تکبیر کہنا ثابت ہے۔ [1]

معلوم ہوا کہ رکوع میں جانے سے پہلے دعائے قنوت کے لئے تکبیر کہنا چاہئے۔

اور حضرت عبدالرحمٰن بن اسود اپنے والد حضرت اسود سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ يُوْتِرُ، فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی نماز میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت اسود کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَقْنُتُ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ إِلَّا فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ (شرح مشكل الآثار للطحاوي) [3]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کسی نماز میں قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے، سوائے وتر کی نماز میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھنے کے (ترجمہ ختم)

---

[1] عن طارق بن شهاب؟ أن عمر بن الخطاب "لما فرغ من القراء ة كبر، ثم قنت، ثم كبر وركع، يعنى فى الفجر وعن على، أنه كبر فى القنوت حين فرغ من القراء ة وحين ركع .وفى رواية :كان يفتتح القنوت بتكبيرة وكان عبد الله بن مسعود يكبر فى الوتر إذا فرغ من قراء ته حين يقنت، وإذا فرغ من القنوت وقال زهير، قلت لأبى إسحاق، أتكبر أنت فى القنوت فى الفجر؟ قال :نعم وعن البراء :أنه كان إذا فرغ من السورة كبر ثم قنت وعن إبراهيم، يقوم فى القنوت فى الوتر، إذا فرغ من القراء ة، ثم قنت ثم كبر وركع وعن سفيان، كانوا يستحبون إذا فرغ من القراء ة فى الركعة الثالثة من الوتر أن يكبر، ثم يقنت وعن أحمد، إذا كان يقنت قبل الركوع افتتح القنوت بتكبيرة(صلاة الوتر لمحمد بن نصر المروزى،ص ۲۱۹،باب التكبير للقنوت)

[2] حديث نمبر ۶۹۷۵، كتاب الصلاة،باب فى القنوت قبل الركوع او بعده.

[3] ج ۱۱ ص ۳۶۶،باب بيان مشكل ما اختلف أهل العلم فيه من القنوت فى الوتر، وهل هو قبل الركوع أو بعده ؟ مؤسسة الرسالة، بيروت.

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ، لَا يَقْنُتُ فِيْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، وَإِذَا قَنَتَ فِي الْوِتْرِ قَنَتَ قَبْلَ الرَّكْعَةِ (المعجم الكبير) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں دعائے قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے، اور جب وتر میں دعائے قنوت پڑھتے تھے، تو رکوع سے پہلے پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت اسود ہی سے روایت ہے کہ:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقْرَأُ فِيْ آخِرِ رَكْعَةٍ مِّنَ الْوِتْرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ (المعجم الكبير) [2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں قل ہو اللہ احد کی قرائت کرتے تھے، پھر اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے، پھر رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

اور مصنف ابنِ ابی شیبہ میں یہ الفاظ ہیں کہ:

---

[1] للطبرانی، حدیث نمبر ۹۱۶۶، مکتبة ابنِ تيمية، القاهرة.

قال الهيثمی:

وعن عبد الله بن مسعود أنه كان لا يقنت فی صلاة الغداة، وإذا قنت فی الوتر قنت قبل الركعة.
وفی رواية عنه أيضا قال: كان عبد الله لا يقنت فی شیء من الصلوات إلا فی الوتر قبل الركعة.
رواهما الطبرانی فی الكبير وإسنادهما حسن. (مجمع الزوائد، ج۲ ص۱۳۷، باب القنوت)

[2] للطبرانی، حدیث نمبر ۹۴۲۵، مکتبة ابنِ تيمية، القاهرة، رفع اليدين للبخاری حديث نمبر ۹۱.

قال الهيثمی:

رواه الطبرانی فی الكبير، وفيه ليث بن أبی سليم وهو مدلس وهو ثقة (مجمع الزوائد ج۲ ص۲۴۳)

وقال البخاری:

هذه الأحاديث كلها صحيحة (رفع اليدين، حواله بالا)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

أَنَّ عَبْـدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ، فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقُنُوْتِ كَبَّرَ ثُمَّ رَكَعَ (مصنف ابن أبی شیبة) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب قرائت سے فارغ ہوجاتے تھے، تو تکبیر کہتے تھے، پھر قنوت پڑھتے تھے، پھر جب قنوت سے فارغ ہوجاتے تھے، تو تکبیر کہہ کر رکوع کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؛ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا قَنَتَ فِي الْوِتْرِ (مُصنف ابن أبی شیبة) [2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب وتر میں قنوت پڑھتے تھے، تو اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ (کتاب الآثار لابی یوسف) [3]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابراہیم نخعی، حضرت علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ، وَأَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَقْنُتُوْنَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [4]

---

[1] حدیث نمبر ۷۰۲۱، کتاب الصلاة، باب فی التکبیر للقنوت.

[2] حدیث نمبر ۷۰۲۸، کتاب الصلاة، باب فی رفع الیدین فی قنوت الوتر.

[3] حدیث نمبر ۳۴۶، باب فی الاضحی، دارالکتب العلمیة، بیروت.

[4] حدیث نمبر ۶۹۸۳، کتاب الصلاة، باب فی القنوت قبل الرکوع او بعدہ، مشکل الآثار للحطاوی، باب بیان مشکل ما اختلف أھل العلم فیه من القنوت فی الوتر الخ.

قال الالبانی: وھذا سند جید وھو علی شرط مسلم (ارواء الغلیل، تحت حدیث رقم ۴۲۵، ج۲ص۱۶۶)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم وتر کی نماز میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے ہی ایک روایت اس طرح ہے کہ:

اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ کَانَ یَقْنُتُ السَّنَةَ کُلَّهَا فِی الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ (کتاب الحجة علی اهل المدینة، باب عدد الوتر)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پورے سال وتر کی نماز میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے ہی روایت ہے کہ:

اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِی الْوِتْرِ، ثُمَّ یُرْسِلُهُمَا بَعْدُ (مصنف عبد الرزاق) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ وتر میں اپنے ہاتھ اٹھاتے، پھر بعد میں چھوڑ دیتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ جلیل القدر تابعی ہیں، اور اُن کی یہ روایت اگرچہ مرسل ہے، مگر اولاً تو ان کی مرسل روایات معتبر ہیں، دوسرے بطورِ خاص بعض محدثین نے ان کی حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مرسل احادیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ [2]

اور حضرت ابوحمزہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، اَنَّهُ کَانَ یَقْنُتُ فِی الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ، وَلَا یَقْنُتُ فِیْ صَلَاةِ الْفَجْرِ (المعجم الکبیر للطبرانی) [3]

---

[1] حدیث نمبر ۶۹۵۲، کتاب الصیام، باب ما یکره أن یصنع فی المصاحف، المکتب الاسلامی، بیروت.

[2] ابراهیم بن یزید بن قیس بن الاسود بن عمرو بن ربیعة بن ذهل النخعی، أبوعمران الکوفی الفقیه....وقال الحافظ أبو سعید العلائی هو مکثر من الارسال وجماعة من الائمة صححوا مراسیله وخص البیهقی ذلک بما أرسله عن ابن مسعود (تهذیب التهذیب، ج ۱ ص ۱۵۶)

[3] حدیث نمبر ۹۴۳۲، مکتبة ابنِ تیمیة، القاهرة.

Idaraghufran

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی نماز میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے، اور فجر کی نماز میں دعائے قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور امام طحاوی رحمہ اللہ، حضرت مسروق اور حضرت اسود اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دیگر شاگردوں سے روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ عَبُدُ اللّٰهِ لَا يَقُنُتُ إِلَّا فِي الُوِتُرِ، وَكَانَ يَقُنُتُ قَبُلَ الرُّكُوعِ، يُكَبِّرُ إِذَا فَرَغَ مِنُ قِرَاءَ تِهٖ حِيُنَ يَقُنُتُ (شرح مشکل الآثار للطحاوی) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صرف وتر کی نماز میں ہی قنوت پڑھا کرتے تھے، اور وہ وتر کی نماز میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے، اور جب قرائت سے فارغ ہوجاتے، تو قنوت کے وقت تکبیر کہتے تھے (ترجمہ ختم)

مذکورہ احادیث وروایات مختلف سندوں سے ثابت ہیں، اس لئے بعض روایات کی سندوں میں کچھ ضعف ہونا نقصان دہ نہیں ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابنِ مسعود اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابۂ کرام کی احادیث اور ان کا اپنا عمل صرف اپنی عقل اور سمجھ کی بنیاد پر نہیں ہوگا، بلکہ ان مقدس شخصیات کے بارے میں یہی گمان کرنا چاہیے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر یا دیکھ کر ہی اس عمل کو اختیار کیا ہوگا۔

اس لئے ان کا یہ عمل بھی مرفوع حدیث کا درجہ رکھتا ہے۔ [2]

---

[1] ج ۱ ا ص ۳۷۴، باب بیان مشکل ما اختلف اهل العلم فیه من القنوت فی الوتر الخ، مؤسسة الرسالة، بیروت.

[2] فَقَالَ قَائِلٌ مِمَّنُ يُنُكِرُ الْقُنُوتَ قَبُلَ الرُّكُوعِ :قَدُ وَجَدُتُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَقُنُتُونَ قَبُلَ الرُّكُوعِ يَزِيدُونَ فِي هَذِهِ الصَّلَاةِ تَكُبِيرَةً لَمُ نَجِدُ لَهَا أَصُلًا، وَلَا يَجُوزُ أَنُ يُزَادَ فِي الصَّلَوَاتِ مَا لَا يُوجَدُ لَهُ أَصُلٌ .فَكَانَ جَوَابَنَا لَهُ فِي ذَلِكَ :أَنَّ الَّذِينَ زَادُوا هَذِهِ التَّكُبِيرَةَ قَدُ وَجَدُوا لَهَا أَصُلًا عَنُ رَجُلَيُنِ جَلِيلَيُنِ مِنَ الُمُهَاجِرِينَ مِنُ أَصُحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا عَلِيُّ بُنُ أَبِي طَالِبٍ، وَعَبُدُ اللهِ بُنُ مَسُعُودٍ .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Iqra ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت ابراہیم نخعی، حضرت اسود سے نقل کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرَّكْعَةِ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [1]

ترجمہ: حضرت اسود وتر کی نماز میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں کہ:

يَقُولُونَ اَلْقُنُوتُ بَعْدَ مَا يَفْرُغُ مِنَ الْقِرَاءَ ةِ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [2]

ترجمہ: حضرات (صحابہ وتابعین) فرماتے ہیں کہ دعائے قنوت قراءت سے فارغ ہوکر (رکوع سے پہلے) ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت مغیرہ، حضرت ابراہیم نخعی سے نقل کرتے ہیں کہ:

كَانَ يَقُولُ فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَ ةِ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [3]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كَمَا قَدْ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى يَعْنِي الثَّعْلَبِيَّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ :أَنَّ عَلِيًّا "كَبَّرَ فِي الْقُنُوتِ حِينَ فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ وَحِينَ رَكَعَ " وَكَمَا قَدْ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ :حَدَّثَنَا يَحْيَى، أَخْبَرَنَا حُدَيْجُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مَسْرُوقٍ وَالْأَسْوَدِ، وَأَصْحَابِ عَبْدِ اللهِ قَالُوا :كَانَ عَبْدُ اللهِ "لَا يَقْنُتُ إِلَّا فِي الْوِتْرِ، وَكَانَ يَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ، يُكَبِّرُ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَتِهِ حِينَ يَقْنُتُ "

فَكَانَ هَذَا مِمَّا يُعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا وَعَبْدَ اللهِ لَمْ يَقُولَاهُ اسْتِنْبَاطًا، وَلَا اسْتِخْرَاجًا، إِذْ كَانَ مِثْلُهُ لَا يُقَالُ بِالِاسْتِنْبَاطِ وَلَا بِالِاسْتِخْرَاجِ، وَإِنَّمَا يُقَالُ بِالتَّوْقِيفِ الَّذِي وَقَّفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ عَلَيْهِ، فَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَنَا لَا يَجِبُ تَرْكُهُ، وَمِمَّا يَجِبُ أَنْ يُحْمَدَ عَلَيْهِ قَائِلُوهُ .ثُمَّ قَدْ وَجَدْنَا عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَا قَدْ شَدَّ هَذَا الْمَعْنَى أَيْضًا فِي قُنُوتِهِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ الرُّكُوعِ فِيهَا (شرح مشكل الآثار للطحاوى،بَابُ بَيَانِ مُشْكِلِ مَا اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيهِ مِنَ الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ، وَهَلْ هُوَ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ ؟الخ)

[1] حديث نمبر ۶۹۷۹، كتاب الصلاة، باب فى القنوت قبل الركوع او بعده.

[2] حديث نمبر ۶۹۸۰، كتاب الصلاة،باب فى القنوت قبل الركوع او بعده.

[3] حديث نمبر ۶۹۸۱، كتاب الصلاة،باب فى القنوت قبل الركوع او بعده.

Idara Ghufran

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی وتر کے قنوت کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ وہ رکوع سے پہلے اور قراءت سے فارغ ہوکر ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت حکم سے روایت ہے کہ:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ اَلْقُنُوْتُ فِي الْوِتْرِ مِنَ السَّنَةِ كُلِّهَا قَبْلَ الرَّكْعَةِ (مصنف عبدالرزاق) [۱]

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ وتر میں دعائے قنوت پورے سال ہے، رکوع سے پہلے (ترجمہ ختم)

اور حضرت حماد سے روایت ہے کہ:

عَنْ اِبْرَاهِيمَ اَنَّهُ قَالَ فِي الْقُنُوْتِ فِي الْوِتْرِ فِيْ رَمَضَانَ وَغَيْرِهٖ قَبْلَ الرُّكُوْعِ فَإِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَقْنُتَ كَبَّرْتَ فَإِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَرْكَعَ كَبَّرْتَ الرُّكُوْعَ (كتاب الآثار لابي يوسف) [۲]

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وتر میں دعائے قنوت رمضان اور غیر رمضان میں رکوع سے پہلے ہے، پس جب آپ دعائے قنوت پڑھنے کا ارادہ کریں، تو تکبیر کہیں، پھر جب آپ رکوع کرنے کا ارادہ کریں، تو رکوع کی تکبیر کہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت مغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَقْنُتَ، فَكَبِّرْ لِلْقُنُوْتِ، وَكَبِّرْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَرْكَعَ (مصنف ابن أبي شيبة) [۳]

ترجمہ: جب آپ قنوت پڑھنا چاہیں، تو قنوت کے لئے تکبیر کہیں، اور جب آپ

---

[۱] حديث نمبر ۴۹۹۳، كتاب الصلاة، باب القنوت، المكتب الاسلامي، بيروت.

[۲] حديث نمبر ۳۴۵، ص ۶۹، دار الكتب العلمية، بيروت.

[۳] حديث نمبر ۷۰۲۲ وحديث نمبر ۷۰۲۴، كتاب الصلاة، باب في التكبير للقنوت.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

رکوع کرنا چاہیں، تو (رکوع کے لئے) تکبیر کہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت مغیرہ سے ہی روایت ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

اِرۡفَعۡ يَدَيۡكَ لِلۡقُنُوۡتِ (مُصنف ابن أبي شيبة) [1]

ترجمہ: تم قنوت کے لئے رفعِ یدین کرو (ترجمہ ختم)

اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ، حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے، اور وہ حضرت حماد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

أَنَّ الۡقُنُوۡتَ فِي الۡوِتۡرِ وَاجِبٌ فِيۡ شَهۡرِ رَمَضَانَ وَغَيۡرِهٖ قَبۡلَ الرُّكُوۡعِ، فَإِذَا أَرَدۡتَ أَنۡ تَقۡنُتَ فَكَبِّرۡ وَإِذَا أَرَدۡتَ أَنۡ تَرۡكَعَ فَكَبِّرۡ أَيۡضًا (كتاب الآثار لمحمد بن الحسن) [2]

ترجمہ: وتر کی نماز میں رکوع سے پہلے قنوت واجب ہے، رمضان کے مہینے میں اور غیر رمضان کے مہینے میں، پس جب آپ قنوت پڑھنا چاہیں، تو تکبیر کہیں، اور جب رکوع کرنا چاہیں، تو بھی (رکوع میں جانے کی) تکبیر کہیں (ترجمہ ختم)

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَبِهٖ نَأۡخُذُ وَيَرۡفَعُ يَدَيۡهِ فِي التَّكۡبِيۡرَةِ الۡأُوۡلٰى قَبۡلَ الۡقُنُوۡتِ كَمَا يَرۡفَعُ يَدَيۡهِ فِي افۡتِتَاحِ الصَّلَاةِ ثُمَّ يَضَعُهُمَا، وَيَدۡعُوۡ وَهُوَ قَوۡلُ أَبِيۡ حَنِيۡفَةَ (كتاب الآثار لمحمد بن الحسن) [3]

ترجمہ: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اور قنوت سے پہلے کی تکبیر کہتے وقت اپنے ہاتھوں کو اس طرح اٹھائے، جس طرح نماز کے شروع میں اٹھاتا ہے، پھر ہاتھوں کو اپنی جگہ

---

[1] حديث نمبر ۷۰۲۶، كتاب الصلاة، باب في رفع اليدين في قنوت الوتر.

[2] حديث نمبر ۲۱۲، باب القنوت في الصلاة، دارالكتب العلمية، بيروت، واللفظ لهٗ، كتاب الحجة على أهل المدينة، بَاب عدد الْوتر.

[3] حديث نمبر ۲۱۲، باب القنوت في الصلاة، دارالكتب العلمية، بيروت.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

رکھ لے، اور دعائے قنوت پڑھے، اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے (ترجمہ ختم)

اور جلیل القدر محدث امام شعبہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ الْحَكَمَ، وَحَمَّادًا، وَأَبَا إِسْحَاقَ، يَقُوْلُوْنَ فِي قُنُوْتِ الْوِتْرِ إِذَا فَرَغَ كَبَّرَ، ثُمَّ قَنَتَ (مصنف ابن أبي شيبة) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت حکم اور حضرت حماد اور حضرت ابواسحاق سے سنا، وہ قنوتِ وتر کے بارے میں فرماتے تھے کہ جب (قرائت سے) فارغ ہوجائے، تو تکبیر کہے، پھر قنوت پڑھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت اسماعیل بن عبدالملک سے روایت ہے کہ:

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ (مصنف ابنِ ابی شيبة) [2]

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر وتر کی نماز میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّهُ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَيَقْنُتُ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ (مصنف ابنِ ابی شيبة) [3]

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ وتر تین رکعات پڑھتے تھے اور دُعائے قنوت وتر میں رکوع سے پہلے پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت سعید بن جبیر جلیل القدر تابعی اور حضرت ابنِ عباس اور کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی، اور

---

[1] حدیث نمبر ۷۰۲۵، کتاب الصلاۃ، باب فی التکبیر للقنوت.

[2] حدیث نمبر ۶۹۸۲، کتاب الصلاۃ، باب فی القنوت قبل الرکوع او بعدہ.

[3] حدیث نمبر ۶۹۰۵، کتاب الصلاۃ، باب من کان یوتر بثلاث او اکثر.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ان کو حجاج بن یوسف نے ۹۵ ہجری میں شہید کیا۔ [1]

اور امام ابنِ ابی شیبہ نے اپنی سند سے حضرت حارث سے روایت کیا ہے کہ:

أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِيْ رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [2]

ترجمہ: وہ لوگوں کو رمضان میں تراویح کی بیس رکعات اور تین وتر پڑھاتے تھے، اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت حارث دراصل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں، اور احادیث کے باب میں ان پر بعض محدثین نے کلام کیا ہے، لیکن بعض حضرات نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] سعيد بن جبير(ع) ابن هشام، الامام الحافظ المقرء المفسر الشهيد، أبو محمد، ويقال :أبو عبد الله الاسدى الوالبى، مولاهم الكوفى، أحد الاعلام . روى عن ابن عباس فأكثر وجود، وعن عبدالله بن مغفل، وعائشة، وعدى بن حاتم، وأبى موسى الاشعرى فى سنن النسائى، وأبى هريرة، وأبى مسعود البدرى وهو مرسل وعن ابن عمر، وابن الزبير، والضحاك بن قيس، وأنس، وأبى سعيد الخدرى . وروى عن التابعين، مثل أبى عبدالرحمن السلمى . وكان من كبار العلماء . قرأ القرآن على ابن عباس (سير اعلام النبلاء، جزء۴، صفحه ۳۲۱)

سعيد بن جبير بن هشام الأسدى الوالبى ، مولاهم ، أبو محمد ، ويقال :أبو عبد الله الكوفى. ووالبة هو ابن الحارث بن ثعلبة بن دودان بن أسد بن خزيمة ، فيما قاله له محمد بن حبيب.روى عن :أنس بن مالك (د س) ، والضحاك بن قيس الفهرى وعبد الله بن الزبير ، وعبد الله بن عباس (ع) ، وعبد الله بن عمر بن الخطاب (ع) ، وعبد الله بن مغفل (م ق) ، وعدى بن حاتم (ت س) ، وعمرو بن ميمون الأودى (خ) ، وأبى سعيد الخدرى (ت) ، وأبى عبد الرحمن السلمى (خ م س) ، وأبى مسعود الأنصارى ، وأبى موسى الاشعرى (س) ، وأبى هريرة ، وعائشة..........وقال أبو القاسم هبة الله بن الحسن الطبرى :هو ثقة ، إمام حجة على المسلمين ، قتل فى شعبان سنة خمس وتسعين ، وهو ابن تسع وأربعين سنة .روى له الجماعة (تهذيب الكمال ج۱۰ ص۳۸۵)

[2] حديث نمبر ۷۷۶۷، كتاب الصلاة، باب كم يصلى فى رمضان من ركعة.

[3] الحارث بن عبد الله الأعور الهمدانى الخارفى أبو زهير الكوفى.قال البخارى:وقال بعضهم :الحارث بن عبيد......وقال أيضا:قيل ليحيى بن معين:الحارث صاحب على ؟فقال:ضعيف .وقال عباس الدورى،عن يحيى بن معين:قد سمع من ابن مسعود وليس به بأس .وقال عثمان بن سعيد الدارمى:سألت يحيى بن معين ،قلت:أى شىء حال الحارث فى على ؟قال:ثقة ، قال عثمان:ليس يتابع عليه.وقال أبو زرعة:لا يحتج بحديثه.وقال أبو حاتم:ليس بقوى،ولا ممن يحتج بحديثه .وقال النسائى :ليس بالقوى ، وقال فى موضع آخر :ليس به بأس.(تهذيب الكمال ۵ ص۲۴۴)

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اوراس وجہ سے ان کی مرویات حسن درجہ میں داخل ہیں، اور مشاہدات کے ہوتے ہوئے تو حسن درجہ میں داخل ہونے میں شبہ ہی نہیں ہونا چاہئے۔

ان احادیث وروایات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعینِ عظام سے وتر کی نماز میں دعائے قنوت کا رکوع سے پہلے پڑھنا اور قنوت کے شروع میں تکبیر کہنا اور ہاتھ اٹھانا ثابت ہوا۔ ل

اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت کے وقت میں جو تکبیر کہی جاتی ہے، وہ حنفیہ کے نزدیک دعائے قنوت کے افتتاح کے لئے ہے، اس لئے اس تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھانے کی وہی کیفیت ہوگی، جو تکبیرِ تحریمہ کے وقت میں ہوتی ہے۔ ٢

ل والخلاصة أن الصحيح الثابت عن الصحابة هو القنوت قبل الركوع في الوتر وهو الموافق الحديث الآتي .ثم وجدت له طريقا أخرى أخرجه الطبراني في "الكبير "٣/٢٧/١ ص ٣٤/٢عن عبد الرحمن بن الأسود عن أبيه قال " :كان عبد الله لا يقنت في شيء من الصلوات إلا في الوتر قبل الركعة . "وسنده صحيح(إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل للالباني، تحت حديث رقم ٤٢٥)

٢ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ سُلَيْمَانَ ,عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ أَبِي يُوسُفَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ ,عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ " :تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ :فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ,وَفِي التَّكْبِيرِ لِلْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ ,وَفِي الْعِيدَيْنِ ,وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ ,وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ,وَبِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ ,وَعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ "قَالَ أَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ اللهُ :فَأَمَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ فِي الْعِيدَيْنِ ,وَفِي الْوِتْرِ ,وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ ,فَيَجْعَلُ ظَهْرَ كَفَّيْهِ إِلَى وَجْهِهِ ,وَأَمَّا فِي الثَّلَاثِ الْأُخَرِ ,فَيَسْتَقْبِلُ بِبَاطِنِ كَفَّيْهِ وَجْهَهُ فَأَمَّا مَا ذَكَرْنَا فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ,فَقَدِ اتَّفَقَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى ذَلِكَ جَمِيعًا وَأَمَّا التَّكْبِيرَةُ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ ,فَإِنَّهَا تَكْبِيرَةٌ زَائِدَةٌ فِي تِلْكَ الصَّلَاةِ ,وَقَدْ أَجْمَعَ الَّذِينَ يَقْنُتُونَ قَبْلَ الرُّكُوعِ عَلَى الرَّفْعِ مَعَهَا فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ ,أَنْ يَكُونَ كَذَلِكَ كُلُّ تَكْبِيرَةٍ زَائِدَةٍ فِي كُلِّ صَلَاةٍ ,فَتَكْبِيرُ الْعِيدَيْنِ الزَّائِدُ فِيهَا عَلَى سَائِرِ الصَّلَاةِ ,كَذَلِكَ أَيْضًا وَأَمَّا عِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ ,فَإِنَّ ذَلِكَ جُعِلَ تَكْبِيرًا يُفْتَتَحُ بِهِ الطَّوَافُ ,كَمَا يُفْتَتَحُ بِالتَّكْبِيرِ الصَّلَاةُ وَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا(شرح معاني الآثار،تحت حديث رقم ٣٨٢٥،بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ)

(وإذا أراد أن يقنت كبر) ش :يعني مصلي الوتر إذا فرغ من القراء ة في الركعة الثالثة كبر، خلافا لبعض أصحاب الشافعي .وقال أحمد :إذا قنت قبل الركوع كبر ثم أخذ في القنوت .قال في " المغني "لابن قدامة، وقد روى عن عمر -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -أنه كان إذا فرغ من القراء ة كبر، ومن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ صرف ضرورت کے وقت مشروع ہے، اور وتر کی نماز میں دعائے قنوت ہمیشہ مشروع ہے۔

پھر فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ رکوع کے بعد ہے، اور رکوع سے پہلے کی بھی گنجائش ہے۔

جبکہ وتر کی نماز میں دعائے قنوت تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے ہے، اور دعائے قنوت کے وقت ہاتھ اُٹھا کر تکبیر کہنا بھی مشروع ہے۔

اور یہ باتیں احادیث وروایات اور صحابۂ کرام وتابعینِ عظام سے ثابت ہیں۔

اور حنفیہ کا موقف مستحکم دلائل پر مبنی ہے، جس پر بعض متعصبین ومعاندین کا اعتراض کرنا درست نہیں۔

اللہ تعالیٰ فہمِ سلیم عطا فرمائیں۔ آمین

فقط، واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۶/ جمادی الاولیٰ/۱۴۳۲ھ 10/ اپریل/2011ء بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يقنت بعد الركوع يكبر حين يركع، ونقل عن المزنى أنه قال :زاد أبو حنيفة تكبيرة فى القنوات لم تثبت فى السنة ولا دل عليها قياسه، وقال أبو نصر الأقطع :هذا خطأ منه، فإن ذلك روى عن على وابن عمر والبراء بن عازب -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ- والقياس يدل عليه أيضا، وأشار إليه المصنف بقوله م :(لأن الحالة قد اختلفت) ش :أى لأن حالة المصلى قد اختلفت؛ لأنه كان فى حالة قراء ة القرآن ثم ينتقل إلى حالة قراء ة القنوت والحالتان مختلفتان، والتكبير فى الصلاة عند اختلاف الحالة مشروع كما فى حال الانتقال من القيام إلى الركوع ومن القومة إلى السجود.

فإن قلت :كان ينبغى أن يكبر بين الثناء والقراء ة لاختلاف الحالة .قلت :الثناء مكمل للتكبير؛ لأنه يجانسه لكونه ثناء، وأما القنوت فواجب فيفرد بحكم على حدة، ولأن رفع اليد ثبت بالحديث الذى يأتى الآن وأنه غير مشروع بلا تكبير كما فى تكبيرة الافتتاح وتكبيرات العيدين(البناية شرح الهداية، ج۲ص ۴۹۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

دعائے قنوت کے الفاظ کی تحقیق

سوال

احادیث میں دعائے قنوت کے کیا الفاظ آئے ہیں؟

اور آج کل عام طور پر جو "اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ" آخر تک دعا پڑھی جاتی ہے، اس کا ثبوت کیا ہے؟ اور کیا اس کے علاوہ کوئی اور دعا بھی پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وتر کی نماز میں بعض فقہاء کے نزدیک دعائے قنوت سنت ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سمیت بعض فقہاء کے نزدیک واجب ہے۔ [1]

لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وتر کی نماز میں کسی مخصوص دعا کا پڑھنا واجب نہیں، بلکہ کسی بھی مختصر وطویل مسنون دعا کے پڑھ لینے سے واجب ادا ہوجاتا ہے۔ اور مشہور دعا جو "اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ" آخر تک پڑھی جاتی ہے، خاص اس کا پڑھنا سنت ومستحب ہے، اور دوسری ماثور ومسنون دعا کا پڑھنا بھی جائز ہے، اور اگر مشہور دعا کے ساتھ احادیث میں مذکور دوسری مسنون دعا بھی ملا کر پڑھ لی جائے، تو کوئی حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے۔ [2]

---

[1] عن الحسن: إذا نسی القنوت فی الوتر سجد سجدتی السهو وفی رواية: إن قنت یعنی فی الوتر فحسن، وإن لم يقنت فليس عليه شیء وعن الأوزاعی فيمن ترک قنوت الوتر: إنما ترک سنة، لا شیء عليه وعن ابن أبی ليلى فيمن نسی القنوت فی الفجر: يسجد سجدتی السهو وعن حماد، وسفيان، إذا نسی القنوت فی الوتر فعليه سجدتا السهو وعن أحمد، إن كان ممن تعود القنوت فليسجد سجدتی السهو عن ابن علية، فيمن نسی القنوت فی الوتر: لا شیء عليه وعن هشيم يسجد سجدتی السهو (صلاة الوتر لمحمد بن نصر المروزی، ص ۳۳۵، باب من نسی القنوت فی الوتر)

[2] قوله: وقنوت الوتر؛ القنوت لغة؛ مطلق الدعاء، وهو المراد هاهنا لا خصوص الدعاء الذی تقرأه أكثر الحنفية من: اللهم إنا نستعينک ونستغفرک الخ؛ فإن الواجب هو قراءة مطلق الدعاء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

آ گے اس مسئلہ کی احادیث وروایات کی روشنی میں وضاحت اور کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

في الركعة الآخرة من الوتر .كذا في)(غنية المستملي) وغيره، وفي الاكتفاء عليه إشارة إلى أن رفع اليدين عند القنوت والتكبير عند ابتدائه ليس بواجب، وهو الصحيح، كما حققه صاحب (البحر) وغيره(عمدة الرعاية بتحشية شرح الوقاية، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

(قوله وقراء ة قنوت الوتر) أقحم لفظ (قراء ة) إشارة إلى أن المراد بالقنوت الدعاء لا طول القيام كما قيل، وحكاهما في المجتبى، وسيجيء في محله .ابن عبد الرزاق :ثم وجوب القنوت مبني على قول الإمام :وأما عندهما فسنة، فالخلاف فيه كالخلاف في الوتر كما سيأتي في بابه (قوله وهو مطلق الدعاء) أي القنوت الواجب يحصل بأي دعاء كان في النهر، وأما خصوص :اللهم إنا نستعينك فسنة فقط، حتى لو أتى بغيره جاز إجماعا(ردالمحتار، ج ا ص ۴۶۸، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

واختلف المشايخ في حقيقة القنوت الذي هو واجب عنده؛ فنقل في المجتبى أنه طول القيام دون الدعاء، وفي الفتاوى الصغرى العكس، وينبغي تصحيحه بحر .قال في المغرب :وهو المشهور، وقولهم دعاء القنوت إضافة بيان اهـ ومثله في الإمداد .ثم القنوت واجب عنده سنة عندهما كالخلاف في الوتر كما في البحر والبدائع، لكن ظاهر ما في غرر الأفكار عدم الخلاف في وجوبه عندنا، فإنه قال :القنوت عندنا واجب .وعند مالك مستحب .وعند الشافعي من الأبعاض .وعند أحمد سنة تأمل.

(قوله ويسن الدعاء المشهور) قدمنا في بحث الواجبات التصريح بذلك عن النهر .وذكر في البحر عن الكرخي أن القنوت ليس فيه دعاء مؤقت لأنه روي عن الصحابة أدعية مختلفة ولأن المؤقت من الدعاء يذهب برقة القلب .وذكر الإسبيجابي أنه ظاهر الرواية .وقال بعضهم :المراد ليس فيه دعاء مؤقت ما سوى :اللهم إنا نستعينك .وقال بعضهم :الأفضل التوقيت ورجحه في شرح المنية تبركا بالمأثور اهـ.

والظاهر أن القول الثاني والثالث متحدان، وحاصلهما تقييد ظاهر الرواية بغير المأثور كما يفيده قول الزيلعي .وقال في المحيط والذخيرة :يعني من غير قوله اللهم إنا نستعينك إلخ واللهم اهدنا إلخ اهـ فلفظ يعني بيان لمراد محمد في ظاهر الرواية، فلا يكون هذا القول خارجا عنها، ولذا قال في شرح المنية :والصحيح أن عدم التوقيت فيما عدا المأثور لأن الصحابة اتفقوا عليه ولأنه ربما يجري على اللسان ما يشبه كلام الناس إذا لم يؤقت ثم ذكر اختلاف الألفاظ الواردة في اللهم إنا نستعينك إلخ .ثم ذكر أن الأولى أن يضم إليه اللهم اهدني إلخ وأن ما عدا هذين فلا توقيت فيه، ومنه ما عن ابن عمر "أنه كان يقول بعد عذابك الجد بالكفار ملحق :اللهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات، وألف بين قلوبهم، وأصلح ذات بينهم، وانصرهم على عدوك وعدوهم .اللهم العن كفرة الكتاب الذين يكذبون رسلك ويقاتلون أولياء ك .اللهم خالف بين كلمتهم، وزلزل أقدامهم، وأنزل عليهم بأسك الذي لا يرد عن القوم المجرمين "ومنه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وتر کی نماز کے آخر میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ:

”اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ، وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ، لَا أُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ، أَنْتَ کَمَا أَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ“

ترجمہ: اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں، آپ کی رضا کے ذریعہ سے، آپ کی ناراضگی سے، اور آپ کی معافی کے ذریعہ سے آپ کے عذاب سے، اور میں پناہ چاہتا ہوں، آپ کے ذریعہ سے آپ سے، میں شمار نہیں کرسکتا آپ کی تعریف کو، آپ ویسے ہی ہیں، جیسے آپ نے اپنی تعریف فرمائی ہے (سنن نسائی) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ما أخرجه الأربعة وحسنه الترمذی أنه -علیه الصلاة والسلام -کان یقول فی آخر وتره :اللهم إنی أعوذ برضاک من سخطک، وبمعافاتک، من عقوبتک، وأعوذ بک منک، لا أحصی ثناء علیک، أنت کما أثنیت علی نفسک وغیر ذلک من الأدعیة التی لا تشبه کلام الناس .ومن لا یحسن القنوت یقول (ربنا آتنا فی الدنیا حسنة) (البقرة201 :) الآیة .وقال أبو اللیث یقول :اللهم اغفر لی یکررها ثلاثا، وقیل یقول :یا رب ثلاثا، ذکره فی الذخیرة .اهـ.

أقول :هذا یفید أن ما فی البحر من قوله ذکر الکرخی أن مقدار القیام فی القنوت مقدار سورة (إذا السماء انشقت) (الانشقاق1 :) وکذا ذکر فی الأصل اهـ بیان للأفضل، أو هو مبنی علی القول بأن القنوت الواجب هو طول القیام لا الدعاء تأمل.

هذا، وذکر فی الحلیة أن ما مر من أنه -صلی الله علیه وسلم -کان یقول فی آخر وتره اللهم إنی أعوذ برضاک من سخطک إلخ .جاء فی بعض روایات النسائی أنه کان یقوله إذا فرغ من صلاته وتبوأ مضجعه(ردالمحتار، ج۲ص۶،۷، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

[1] حدیث نمبر ۱۷۴۷،کتاب قیام اللیل وتطوع النهار، باب الدعاء فی الوتر، مکتب المطبوعات الإسلامیة -حلب، ابوداوٗد، حدیث نمبر ۱۴۲۷، سنن ترمذی، حدیث نمبر ۳۵۶۶، باب فی دعاء الوتر ، مسند احمد، حدیث نمبر ۷۵۱.

فی حاشیة مسند احمد:

إسناده قوی، هشام بن عمرو -وهو الفزاری -لم یرو عنه غیر حماد بن سلمة وهو أقدم شیخ له، ووثقه ابن معین وأحمد وأبو حاتم، وذکره ابن حبان فی "الثقات"، واحتج به أصحاب السنن الأربعة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قنوت کہلاتا ہے۔

اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کے قنوت میں ان کلمات کے پڑھنے کی تعلیم دی کہ:

”اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ، وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ، وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا أَعْطَیْتَ، وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ، إِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ، وَإِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ، وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ، تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ“

ترجمہ: یا اللہ! مجھے ہدایت دیجیے اُن لوگوں میں جن کو آپ نے ہدایت عطا فرمائی، اور عافیت دیجیے مجھے ان لوگوں میں جن لوگوں کو آپ نے عافیت عطا فرمائی، اور کارسازی فرمایئے، میری اُن لوگوں میں جن کی آپ نے کارسازی فرمائی، اور برکت عطا فرمایئے مجھے اُن چیزوں میں جو آپ نے مجھے عطا فرمائیں، اور حفاظت فرمایئے میری اُن چیزوں کے شَر سے جن کا آپ نے فیصلہ فرمایا، بے شک آپ ہی فیصلہ کرنے والے ہیں، اور آپ کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأخرجه ابن أبي شيبة ۲/۲۳۶و ۱۰/۳۸۶، وعبد بن حميد ۱۸۱، والترمذی ۳۵۶۲وحسنه، وأبو يعلى ۶۷۵من طريق يزيد بن هارون، بهذا الإسناد.

وأخرجه الطيالسی ۱۲۳، وأبو داود ۱۴۲۷، والنسائی فی "المجتبى ۳/۲۴۸، ۲۴۹" ، وفی "الكبرى ۷۷۵۳والطبرانی فی "الدعاء ۷۵۱والبيهقی ۳/۴۲من طرق عن حماد بن سلمة، به .وسيأتی برقم ۷۵۲و ۱۲۹۵.

قوله كما أثنيت، قال السندی :أی :أنت الذی أثنيت على ذاتک ثناءً يليق بک، فمن يقدر على أداء حق ثنائک، فالكافُ زائدةً، والخطاب فی عائد الموصول بملاحظة المعنى، ويحتمل أن الكاف بمعنى "على"، والعائد محذوف، أی :أنت ثابت على أوصافٍ أثنيت بها على نفسک، والجملةُ على الوجهين فی محل التعليل، وفيه إطلاق النفس عليه تعالى بلا مشاكلة، وقيل " :أنت "تأكيد للمجرور فی "عليک"، فهو من استعارة المرفوعِ المنفصل موضعَ المجرور المتصل؛ إذ لا منفصلَ فی المجرور، و"ما "مصدرية، والكاف بمعنى :مثل، صفة ثناء.

idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کیا جاسکتا، بے شک جس کی آپ مدد فرمائیں، وہ ذلیل نہیں ہوسکتا، اور جس سے آپ بیزاری فرمائیں، وہ کبھی عزت نہیں پاسکتا، آپ بابرکت ہیں، ہمارے رب ہیں، اور بلندوبالا ہیں (ابوداؤد) [1]

اور بعض روایات میں اس دعا کے آخر میں ''أَسْتَغْفِرُکَ وَأَتُوبُ إِلَیْکَ'' کا اضافہ ہے۔

چنانچہ ابنِ ابی عاصم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت بیان کی ہے کہ:

عَلَّمَنِیُ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، أَنُ أَقُوُلَ إِذَا فَرَغْتُ مِنُ قِرَاءَ تِیُ فِی الْوِتْرِ فَلَمُ یَبْقَ عَلَیَّ إِلَّا الرُّکُوُعُ اَللّٰهُمَّ اهُدِنِیُ فِیُمَنُ هَدَیُتَ، وَعَافِنِیُ فِیُمَنُ عَافَیُتَ، وَبَارِکُ لِیُ فِیُمَا أَعْطَیُتَ، وَقِنِیُ شَرَّ مَا قَضَیُتَ، إِنَّکَ تَقُضِیُ وَلَا یُقُضٰی عَلَیُکَ، وَإِنَّهُ لَا یَذِلُّ مَنُ

---

[1] حدیث نمبر ۱۴۲۵، کتاب الصلاة، باب القنوت فی الوتر، المکتبة العصریة، بیروت، واللفظ لہٗ، المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر ۲۷۰۱، سنن البیهقی، حدی نمبر ۳۱۳۸، معرفة الصحابة لابی نعیم، حدیث نمبر ۱۷۶۱، مسنداحمد، حدیث نمبر ۱۷۱۸، ترمذی، حدیث نمبر ۴۶۴، سنن نسائی، حدیث نمبر ۱۷۴۵.

ملحوظ رہے کہ مسند احمد، ترمذی، اور نسائی کی روایات میں ''وَلَا یَعِزُّ مَنُ عَادَیُتَ'' کا اضافہ نہیں ہے۔

فی حاشیة مسند احمد:

إسناده صحیح، رجالُه کلهم ثقات .أبو الحوراء :هو ربیعة بن شیبان السعدی.
وأخرجه ابن الجارود ۲۷۲ وابن خزیمة ۱۰۹۵، والطبرانی ۲۷۱۲ من طریق وکیع، بهذا الإسناد .وأخرجه البیهقی ۲۰۹/۲ من طریق العلاء بن صالح، عن برید، به .
وأخرجه الطبرانی ۲۷۱۳ من -طریق الربیع بن رکین، عن أبی یزید الزراد، عن أبی الحوراء ، به .وأخرجه ابن أبی عاصم فی "السنة ۳۷۵، وفی "الآحاد والمثانی ۴۱۵" والطبرانی ۲۷۰۰، والحاکم ۱۷۲/۳ وصححه علی شرط الشیخین من طریق موسی بن عقبة، عن هشام، عن أبیه، عن عائشة، عن الحسن .وأخرجه النسائی ۲۴۸/۳ من طریق موسی بن عقبة، عن عبد الله بن علی، عن الحسن .وسیأتی برقم ۱۷۲۱ و۱۷۲۳ و۱۷۲۷.

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَّالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس بات کی تعلیم دی کہ میں جب وتر کی نماز میں اپنی قرائت سے فارغ ہو جاؤں، اور میرے ذمہ صرف رکوع باقی رہ جائے، تو میں یہ دعا پڑھوں:

"اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ"

(یعنی) یا اللہ! مجھے ہدایت دیجیے اُن لوگوں میں جن کو آپ نے ہدایت عطا فرمائی، اور عافیت دیجیے مجھے ان لوگوں میں جن لوگوں کو آپ نے عافیت عطا فرمائی، اور برکت عطا فرمایئے مجھے اُن چیزوں میں جو آپ نے مجھے عطا فرمائیں، اور حفاظت فرمایئے میری اُن چیزوں کے شَر سے جن کا آپ نے فیصلہ فرمایا، بے شک آپ ہی فیصلہ کرنے والے ہیں، اور آپ کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، اور بے شک جس کی آپ مدد فرمائیں، وہ ذلیل نہیں ہوسکتا، آپ بابرکت ہیں، ہمارے رب ہیں، اور بلند و بالا ہیں، میں آپ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اور آپ کی طرف ہی متوجہ ہوتا اور توبہ کرتا ہوں (الآحاد والمثانی) [1]

پس بہتر یہ ہے کہ اس مذکورہ روایت کے مطابق دعا کے آخر میں "أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ" کا بھی اضافہ کر لیا جائے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَلَّمَنِيْ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا

[1] لابنِ ابی عاصم، حدیث نمبر ۴۱۵، ج ۱ ص ۳۰۱، دار الرایة -الریاض.

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ مِنَ الْوِتْرِ، وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا الرُّكُوعُ، قَالَ قَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ (شرح مشکل الآثار) [۱]

ترجمہ: مجھے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اس بات کی اطلاع دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وتر کی تیسری رکعت میں قرائت سے فارغ ہوجایا کرتے تھے، اور صرف رکوع باقی رہ جاتا تھا، تو رکوع سے پہلے یہ پڑھا کرتے تھے کہ:

"اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ"

بعض اور روایات میں بھی وتر کی نماز میں قرائت سے فارغ ہوکر اس مذکورہ دعا کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔

اور ایک روایت کے آخر میں "لَا مَنْجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ" کا اضافہ ہے۔ [۲]

اور بعض روایات میں وتروں کے ساتھ ساتھ اس دعا کے فجر کے قنوت میں پڑھنے کا بھی ذکر آیا ہے۔ [۳]

---

[۱] ج ۱۱ ص ۳۷۵، باب بیان مشکل ما اختلف أهل العلم فيه من القنوت فی الوتر، وهل هو قبل الركوع أو بعده ؟الخ، مؤسسة الرسالة، بيروت)

[۲] عن عائشة قالت :حدثني الحسن بن علي بن أبي طالب قال :علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن أقول في دعاء الوتر بعد القراءة وقبل الركعة :اللهم اهدني فيمن هديت وتولني فيمن توليت وقني شر ما قضيت(تاريخ بغداد ج۹ ا ص ۱۶۱، ۱۶۲، تحت ترجمة علي بن نمران، أبو الحسين الخواص)

عن عائشة ، عن الحسن بن علي بن أبي طالب قال :علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أقول إذا فرغت من قراء تي في الوتر :اللهم اهدني فيمن هديت ، وعافني فيمن عافيت ، وتولني فيمن توليت ، وبارك لي فيما أعطيت ، وقني شر ما قضيت إنك تقضي ولا يقضى عليك ، تباركت وتعاليت ، لا منجا منك إلا إليك (التوحيد لابن مندة،حديث نمبر ۳۳۸)

[۳] عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ :أَخْبَرَنِي مَنْ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، وَمُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ بِالْخَيْفِ يَقُولَانِ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْنُتُ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، وَفِي الْوِتْرِ بِاللَّيْلِ :اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

یہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قنوت کہلاتا ہے۔

اور ہمارے یہاں دعائے قنوت کی دعا دوسری رائج ہے، جس کا ذکر آگے آتا ہے، مگر حضرت علی و حضرت حسن رضی اللہ عنہما کی مذکورہ دعائیں پڑھنا بھی جائز اور مشہور دعائے قنوت کے ساتھ ملا کر پڑھنا بھی جائز بلکہ بہتر ہے (اگرچہ عام طور پر آج کل اس کا رواج نہیں)

حضرت خالد بن ابی عمران سے مرسلاً روایت ہے کہ:

بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْ عَلٰی مُضَرَ إِذْ جَاءَ ہٗ جِبْرَئِیْلُ فَأَوْمَأَ إِلَیْہِ أَنِ اسْکُتْ فَسَکَتَ، فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَبْعَثْکَ سَبَّابًا وَلَا لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بَعَثَکَ رَحْمَةً، وَلَمْ یَبْعَثْکَ عَذَابًا (لَیْسَ لَکَ مِنَ الْأَمْرِ شَیْءٌ أَوْ یَتُوْبَ عَلَیْہِمْ أَوْ یُعَذِّبَہُمْ فَإِنَّہُمْ ظَالِمُوْنَ) ثُمَّ عَلَّمَہٗ ھٰذَا الْقُنُوْتَ:

اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ، وَنُؤْمِنُ بِکَ، وَنَخْضَعُ لَکَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّکْفُرُکَ، اَللّٰھُمَّ إِیَّاکَ نَعْبُدُ، وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَإِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ، وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ، وَنَخَافُ عَذَابَکَ الْجِدَّ إِنَّ عَذَابَکَ بِالْکَافِرِیْنَ مُلْحِقٌ

(السنن الکبری للبیہقی) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَإِنَّہُ لَا یَذِلُّ مَنْ وَالَیْتَ، تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ (مصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر ۴۹۵۷)

عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، أَخْبَرَنِی عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هُرْمُزَ أَنَّ بُرَیْدَ بْنَ أَبِی مَرْیَمَ أَخْبَرَہُ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، وَمُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ هُوَ ابْنُ الْحَنَفِیَّةِ بِالْخَیْفِ یَقُولَانِ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْنُتُ فِی صَلَاةِ الصُّبْحِ وَفِی وِتْرِ اللَّیْلِ بِهَؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ ": اللّٰهُمَّ اهْدِنِی فِیمَنْ هَدَیْتَ، وَعَافِنِی فِیمَنْ عَافَیْتَ، وَتَوَلَّنِی فِیمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِکْ لِی فِیمَا أَعْطَیْتَ، وَقِنِی شَرَّ مَا قَضَیْتَ، إِنَّکَ تَقْضِی وَلَا یُقْضَی عَلَیْکَ، إِنَّهُ لَا یَذِلُّ مَنْ وَالَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ (السنن الکبری للبیہقی، حدیث نمبر ۳۱۴۰)

[1] حدیث نمبر ۳۱۴۲، کتاب الصلاة، باب دعاء القنوت، دار الکتب العلمیة، بیروت، الدعوات الکبیر للبیہقی حدیث نمبر ۳۶۳، مراسیل ابی داؤد حدیث نمبر ۸۶۔ ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مضر قبیلہ کے خلاف بددعا فرما رہے تھے کہ اچانک جبریل علیہ السلام تشریف لائے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش ہوجائیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے، پھر حضرت جبریل نے کہا کہ اے محمد! بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو لعن طعن کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ آپ کو رحمت کا ذریعہ بنا کر مبعوث فرمایا ہے، اور آپ کو عذاب کا ذریعہ بنا کر مبعوث نہیں فرمایا، آپ کا کوئی دخل نہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان پر یا تو متوجہ ہوجائیں، یا ان کو کوئی سزا دیں، پس بے شک یہ لوگ ظالم ہیں۔

پھر حضرت جبریل نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قنوت (جو کہ آج کل عام طور پر وتروں میں پڑھا جاتا ہے) سکھلایا کہ:

"اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَخْضَعُ لَكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّكْفُرُكَ، اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ، وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ، وَنَخَافُ عَذَابَكَ الْجِدَّ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِيْنَ مُلْحِق"

(جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ! ہم آپ سے مدد طلب کرتے ہیں، اور آپ سے گناہوں کی معافی کی درخواست کرتے ہیں، اور آپ پر ایمان لاتے ہیں، اور آپ کی تابعداری اختیار کرتے ہیں، اور جو آپ کا انکار کرے، ہم اس سے الگ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قال البیهقی: هَذَا مُرْسَلٌ وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ صَحِیحًا مَوْصُولًا.
ورجالهٗ موثقون (روضة المحدثین ،تحت حدیث رقم ۵۲۹۳)
وفیه عبدالقاهر ذکره ابن حبان فی الثقات کمافی التهذیب (۶: ۳۶۸) وخالد بن ابی عمران من الطبقة الصغریٰ من التابعین ، فالامر مرسل ، وقال الحازمی فی الاعتبار (ص-۹۰) اخرجه ابوداوٗد فی المراسیل ، وهو حسن فی المتابعات اهـ (متن اعلاء السنن ج۶ ص۱۰۷ ، اخفاء القنوت فی الوتر والفاظه وحکم القنوت فی الفجر)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہوتے اور اس کو چھوڑتے ہیں، اے اللہ! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں، اور آپ ہی کے لئے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں، اور آپ ہی کی طرف سعی کرتے اور جلدی کرتے ہیں، اور آپ کی رحمت کی امید کرتے ہیں، اور آپ کے عذاب سے ڈرتے ہیں، اور آپ کے سخت عذاب سے خوف کرتے ہیں، بے شک آپ کا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے (ترجمہ ختم)

ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ مضر کے خلاف یہ جو دعا فرمارہے تھے، یہ اس وقت کی بات ہو، جبکہ وہ نازلہ ختم ہو گیا ہو، اس لئے آپ کو منع کیا گیا ہو، اور آئندہ ہمیشہ کے لیے اس دعا کو وتروں کے لیے مقرر کیا گیا ہو، کیونکہ قنوتِ نازلہ کا حکم عام حالات میں نہیں ہے، بلکہ مخصوص حالات میں ہے، اور وتروں میں دعائے قنوت ہمیشہ کے لیے ہے۔

اس قسم کی دعائے قنوت متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، اور بعض روایات میں "وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْکَ" اور "وَنُثْنِي عَلَيْکَ الْخَيْرَ" اور "وَنَشْكُرُکَ" اور "وَلَا نَكْفُرُکَ" کا اضافہ ہے، اور "مَنْ يَّكْفُرُکَ" کی جگہ "مَنْ يَّفْجُرُکَ" اور آخر میں "بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ" ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہ دعا تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ مروی ہے۔

جس میں "وَنُثْنِي عَلَيْکَ الْخَيْرَ" کا اضافہ اور "مَنْ يَّكْفُرُکَ" کی جگہ "مَنْ يَّفْجُرُکَ" اور آخر میں "بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ" ہے۔ [1]

---

[1] چنانچہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ:
اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ، وَنُثْنِيْ عَلَيْکَ الْخَيْرَ، وَلَا نَكْفُرُکَ ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ يَّفْجُرُکَ ، اَللّٰهُمَّ إِيَّاکَ نَعْبُدُ، وَلَکَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْکَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ، نَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰى عَذَابَکَ، إِنَّ عَذَابَکَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ (مُصنف ابن أبي شيبة، حديث نمبر ۶۹۶۵، فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ مِنَ الدُّعَاءِ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابنِ عباس اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی اس سے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ یہ دعا مروی ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ''وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ'' اور ''وَلَا نَكْفُرُكَ'' اور ''وَنَشْكُرُكَ'' کا اضافہ ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ''وَنَسْتَهْدِيْكَ'' کا اضافہ ہے۔

البتہ بعض حضرات کی روایات میں اس دعا کو فجر میں قنوتِ نازلہ کے ساتھ پڑھنے کا ذکر ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ، وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ (مصنف ابن ابی شیبة ،حدیث نمبر ۳۰۳۲۶، کتاب الدعاء، باب ما یدعو به الرجل فی قنوت الوتر)

[1] عن ابن عبد الرحمن بن أبزى ، عن أبيه ، أنه صلى مع عمر فقنت بالسورتين :اللهم إنا نستعينك ونستغفرك ونؤمن بك ، ونثني عليك ، ونخلع من يفجرك اللهم إياك نعبد ، ولك نصلي ونسجد ، وإليك نسعى ونحفد ، ونرجو رحمتك ونخشى عذابك ، إن عذابك بالكفار ملحق.

نا محمد بن عيسى ، نا شبابة ، نا شعبة ، عن الحكم ، عن مقسم ، عن ابن عباس مثله(معجم ابن الاعرابی، حدیث نمبر ۴۵۵)

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ ، قَالَ صَلَّيْت خَلْفَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الْغَدَاةَ ، فَقَالَ :فِي قُنُوتِهِ :اللَّهُمَّ إنَّا نَسْتَعِينُك وَنَسْتَغْفِرُك وَنُثْنِي عَلَيْك الْخَيْرَ ، وَلاَ نَكْفُرُك وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُك اللَّهُمَّ إيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَك نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْك نَسْعَى وَنَحْفِدُ نَرْجُو رَحْمَتَك وَنَخْشَى عَذَابَك إنَّ عَذَابَك بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ(مصنف ابن أبی شيبة،حدیث نمبر ۷۱۰۰،ما يدعا بِهِ فِي قُنُوتِ الْفَجْرِ)

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ :صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَلَاةَ الْغَدَاةِ فَقَنَتَ فِيهَا بَعْدَ الرُّكُوعِ وَقَالَ فِي قُنُوتِهِ " :اللهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ ,وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اللهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي ,وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ (شرح معانی الآثار،حدیث نمبر ۱۴۷۵)

عَن عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ ، قَالَ :سَمِعْتُ عُمَرَ يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ :اللَّهُمَّ إنَّا نَسْتَعِينُك وَنُؤْمِنُ بِك وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْك وَنُثْنِي عَلَيْك الْخَيْرَ ، وَلا نَكْفُرُك ، اللَّهُمَّ إيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَك نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْك نَسْعَى وَنَحْفِدُ ، نَرْجُو رَحْمَتَك وَنَخْشَى عَذَابَك ، إنَّ عَذَابَك بِالْكَافِرِينَ مُلْحَقٌ ، اللَّهُمَّ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی دعا مروی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عَذِّبْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ (مصنف ابن ابی شیبة، حدیث نمبر ۳۰۳۳۷، كتاب الدعاء، باب ما يدعا بِهِ فِي قُنُوتِ الْفَجْرِ)

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ :أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ، يَأْثِرُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي الْقُنُوتِ : أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ :اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، وَانْصُرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، اللَّهُمَّ الْعَنْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ، اللَّهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ، وَزَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ، وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، اللَّهُمَّ إِنَّا، نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخَافُ عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحَقٌ (مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر ۴۹۶۹)

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سُوَيْدٍ الْكَاهِلِيِّ ، أَنَّ عَلِيًّا قَنَتَ فِي الْفَجْرِ بِهَاتَيْنِ السُّورَتَيْنِ :اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ ، وَنَخْشَى عَذَابَكَ ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ. (مُصنف ابن أبی شیبة، حدیث نمبر ۷۱۰۲، ما يدعا بِهِ فِي قُنُوتِ الْفَجْرِ)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ الْكَاهِلِيِّ، أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَقْنُتُ بِهَاتَيْنِ السُّورَتَيْنِ فِي الْفَجْرِ، غَيْرَ أَنَّهُ يُقَدِّمُ الْآخِرَةَ وَيَقُولُ :اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخَافُ عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحِقٌ، اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَهْدِيكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهُ، وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ "(مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر ۴۹۷۸)

أَخْبَرَنَا أَبَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ قَالَ :سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْكَلَامِ فِي الْقُنُوتِ، فَقَالَ :اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ الْجِدَّ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ، اللَّهُمَّ عَذِّبِ الْكَفَرَةَ، وَأَلْقِ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ، وَخَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ، وَأَنْزِلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ، اللَّهُمَّ عَذِّبْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يَجْحَدُونَ رُسُلَكَ، وَيُكَذِّبُونَ أَنْبِيَاءَكَ، وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ، وَيَجْعَلُونَ مَعَكَ إِلَهًا آخَرَ، لَا إِلَهَ غَيْرُكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَأَصْلِحْهُمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ، وَاجْعَلْ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَالْحِكْمَةَ، وَثَبِّتْهُمْ عَلَى مِلَّةِ رَسُولِكَ، وَأَوْزِعْهُمْ أَنْ يَشْكُرُوا نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، وَأَنْ يُوفُوا بِعَهْدِكَ الَّذِي عَاهَدْتَهُمْ عَلَيْهِ، وَانْصُرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، إِلَهَ الْحَقِّ وَقَالَ أَنَسٌ :وَاللَّهِ إِنْ نَزَلَتْ إِلَّا مِنَ السَّمَاءِ .أَبَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ ضَعِيفٌ، إِلَّا أَنَّ لِأَوَّلِ حَدِيثِهِ شَاهِدًا بِإِسْنَادٍ مُرْسَلٍ (الدعوات الكبير للبيهقی، حدیث نمبر ۴۳۲)

[1] عن أبی بن كعب أنه كان يقول اللهم إنا نستعينك ونستغفرك ونثنی عليك فلا نكفرك ونخلع ونترك من يفجرك اللهم إياك نعبد ولك نصلی ونسجد وإليك نسعى ونحفد نخشى عذابك ونرجو رحمتك إن عذابك بالكفار ملحق (مصنف عبدالرزاق ، حدیث نمبر ۴۹۷۰، كتاب الصلاة، باب القنوت)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بلکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے مصحف میں بھی اس دعا کے موجود ہونے کی روایات ہیں۔ ۱؎

اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے بھی اس دعا کے وتروں میں پڑھنے کا مستحب ہونا مروی ہے۔ ۲؎

اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ بھی مروی ہے کہ قنوتِ وتر میں کوئی مخصوص دعا لازم نہیں، اور ''اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ'' کی مقدار کے برابر دعائے قنوت کے لئے قیام کرنا چاہئے۔ ۳؎

۱؎ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ فِي قِرَاءَةِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ :اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ ، وَلاَ نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ.(مُصنف ابن أبي شيبة،حديث نمبر ۷۱۰۳،ما يدعا بِهِ فِي قُنُوتِ الْفَجْرِ)

عن ميمون بن مهران ، قال :قرأت في مصحف أبي بن كعب (اللهم نستعينك ونستغفرك) إلى قوله (بالكافرين ملحق)(فضائل القرآن للقاسم بن سلام، حديث نمبر ۵۷۷)

حدثنا محمد بن حاتم قال، حدثنا علي بن ثابت، عن جعفر ابن بركان ، عن ميمون بن مهران، قال :قرأت في مصحف أبي :اللهم نستعينك ونستغفرك حتى بلغ آخر السورتين "(تاريخ المدينة المنورة، ج۲ص۷۱۲)

عن عزرة ، قال :قرأت في مصحف أبي بن كعب هاتين السورتين (اللهم نستعينك) و (اللهم إياك نعبد (فضائل القرآن للقاسم بن سلام،حديث نمبر ۵۷۶)

۲؎ عن الزبير بن عدي عن إبراهيم كان يستحب أن يقول في قنوت الوتر بهاتين السورتين اللهم إنا نستعينك ونستغفرك ونثني عليك ولا نكفرك ونخلع ونترك من يفجرك اللهم إياك نعبد ولك نصلي ونسجد وإليك نسعى ونحفد نرجو رحمتك ونخشى عذابك إن عذابك بالكافرين ملحق (مصنف عبدالرزاق ، حديث نمبر۴۹۹۷،كتاب الصلاة، باب القنوت)

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ :قُلْ فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ :اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ(مُصنف ابن أبي شيبة،حديث نمبر ۶۹۶۴،فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ مِنَ الدُّعَاءِ)

۳؎ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ :لَيْسَ فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ شَيْءٌ مُوَقَّتٌ ، إِنَّمَا هُوَ دُعَاءٌ وَاسْتِغْفَارٌ(مُصنف ابن أبي شيبة،حديث نمبر ۶۹۲۶،فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ مِنَ الدُّعَاءِ)

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ :يُكَبِّرُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْوِتْرِ، ثُمَّ يَقْنُتُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ، ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ كَبَّرَ أَيْضًا ، قَالَ الْمُغِيرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ :وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الْوِتْرِ قَالَ :الْقِيَامُ فِي الْقُنُوتِ قَدْرُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پرملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور فقہائے احناف نے روایات میں اختلاف کی وجہ سے تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ اس دعائے قنوت کے الفاظ نقل فرمائے ہیں، اور بعض فقہاء نے مختلف روایات میں آئے ہوئے الفاظ کو جمع کر دیا ہے۔

چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے دعائے قنوت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:

”اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ ،نَشْکُرُکَ وَلَانَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ، اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ نَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ“

ترجمہ: اے اللہ! ہم آپ سے مدد طلب کرتے ہیں، اور آپ سے گناہوں کی معافی کی درخواست کرتے ہیں، اور آپ پر ایمان لاتے ہیں، اور آپ پر توکل کرتے ہیں، اور آپ پر خیر کی ثناء (تعریف) کرتے ہیں، آپ کا شکر کرتے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَعَنْهُ أَيْضًا، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ :أَتَيْتُ الْأَسْوَدَ وَهُوَ يَشْتَكِي، فَقُمْتُ قَائِمًا وَرَجُلٌ يُسْنِدُهُ، فَأَطَالَ مَخَافَةَ أَنْ يُقَصِّرَ عَمَّا كَانَ يَقْنُتُ(مصنف عبد الرزاق،حديث نمبر ۵۰۰۱)

أُخْبُرنَا مَحل بن مُحرز الضَّبِّيّ قَالَ قلت لابراهيم النَّخعِيّ مَا تَقول فِي الْوتر قَالَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الاوليين سورتين من أَى الْقُرْآن شِئْت وَفِي الثَّالِثَة امن الرَّسُول إِلَى آخر الْبَقَرَة وَقل هُوَ الله أُحْدُ ثمَّ تَقول الله اكبر وترفع يَديك قَلِيلا قلت فَهَل فِي الْقُنُوت كَلَام مُؤَقّت قَالَ لَا وَلَكِن تحمد الله وَتصلى على النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَتَدعُوا بِمَا بدا لَكَ(الحجة على أهل المدينة،بَاب عدد الْوتر)

محل بن محرز الضبى الكوفى لا بأس به من السادسة مات سنة ثلاث وخمسين بخ(تقريب التهذيب، ج۲،ص۱۶۳)

قال على بن المدينى عن يحيى القطان كان وسطا ولم يكن بذاك وقال أبو طالب عن أحمد ثقة وقال اسحاق بن منصور عن ابن معين صالح وقال ابن الجنيد عن ابن معين ثقة لا بأس به وقال ابن أبى حاتم عن أبيه كان آخر من بقى من أصحاب ابراهيم ما بحديثه بأس ولا بأس به ادخله البخارى فى الضعفاء فسمعت أبى يقول يحول من هناك وقال النسائى ليس به بأس(تهذيب التهذيب، ج۱۰ ص۶۰،بقية حرف الميم)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہیں، اور آپ کی ناشکری نہیں کرتے، اور جو آپ کی نافرمانی کرے، ہم اس سے الگ ہوتے ہیں اور اس کو چھوڑتے ہیں، اے اللہ! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں، اور آپ ہی کے لئے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں، اور آپ ہی کی طرف سعی کرتے وجلدی کرتے ہیں، آپ کی رحمت کی امید کرتے ہیں، اور آپ کے عذاب سے ڈرتے ہیں، بے شک آپ کا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے (شرح النقایۃ، فصل فی الوتر والنوافل)

اور دیگر کتبِ فقہ میں اس سے کچھ مختلف الفاظ بیان کئے گئے ہیں، اُن کو پڑھنے میں بھی حرج نہیں۔ [1]

---

[1] ثم إن الدعاء المشهور عند أبي حنيفة:

اللهم إنا نستعينک ونستغفرک ونؤمن بک ونتوكل عليک ونثني عليک الخير كله نشكرک ولا نكفرک ونخلع ونترک من يفجرک اللهم إياک نعبد ولک نصلي ونسجد وإليک نسعى ونحفد نرجو رحمتک ونخشى عذابک إن عذابک بالكفار ملحق. لكن في المقدمة الغزنوية إن عذابک الجد ولم يذكره في الحاوي القدسي إلا أنه أسقط الواو من نخلع والظاهر ثبوتهما أما إثبات الجد ففي مراسيل أبي داود وأما إثبات الواو في ونخلع ففي رواية الطحاوي والبيهقي وبه اندفع ما ذكره الشمني في شرح النقاية أنه لا يقول الجد. واتفقوا على أنه بكسر الجيم بمعنى الحق واختلفوا في ملحق وصحح الإسبيجابي كسر الحاء بمعنى لاحق بهم وقيل بفتحها ونص الجوهري على أنه صواب (البحر الرائق، ج ۲ ص ۴۵، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

(قوله اللهم إنا نستعينک) زاد بعده في الدرر ونستهديک قال الشيخ إسماعيل كذا في المنبع وليس في المغرب ولا فيما أخرجه أبو داود في مراسيله وذكره في جامع الفتاوى والجوهرية والمفتاح بعد قوله ونستغفرک اهـ ثم قال في آخر الدعاء وفي البرجندي المشهور عند الحنفية الختم عند قوله ملحق وليس في المشهور نستهديک ولا كلمة كله اهـ.

وزاد في الدرر أيضا بعد ونستغفرک ونتوب إليک قال الشيخ إسماعيل كذا في المنبع والتاجية وليس في الكتب المذكورة اهـ.

وزاد في الدرر أيضا ونخضع لک بعد قوله ولا نكفرک قال الشيخ إسماعيل كذا في مراسيل أبي داود وليس في المنبع وغيره مما ذكر ثم ذكر أن في بعض النسخ ونخلع ونسبها أيضا إلى الوانية ثم قال ولعله نخنع بالنون أي نخضع (منحة الخالق على هامش البحر الرائق، ج ۲ ص ۴۵، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

القنوت: اللهم إنا نستعينک ونستغفرک ونؤمن بک ونخضع لک ونخلع ونترک من يكفرک

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ اس دعا کے بجائے یا اس کے ساتھ اگر حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کے قنوت والی دعا بھی ملا لی جائے، تو کوئی ممانعت نہیں، بلکہ دونوں کو ملا کر پڑھنا بہتر وافضل ہے، اور اگر کوئی تینوں قسم کی دعائیں (یعنی حضرت علی، حضرت حسن کی دعائیں، اور مشہور دعا ''اللھم انا نستعینک'' الخ) پڑھنا چاہے، تو زیادہ اجروثواب کا باعث ہے۔ اور یہ دعائیں پہلے ذکر کی جا چکی ہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اللهم إياک نعبد ولک نصلی ونسجدوإليک نسعى ،ونحفد، نرجو رحمتک، ونخاف عذابک إن عذابک الجد بالكفار ملحق(فتح القدير ج ا ص ۴۳۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر)

والقنوت عندنا اللهم إنا نستعينک ونستغفرک ونستهديک ونؤمن بک ونتوب إليک ونتوكل عليک ونثنى عليک الخير كله نشكرک ولا نكفرک ونخلع ونترک من يفجرک اللهم إياک نعبد ولک نصلى ونسجد وإليک نسعى ونحفد نرجو رحمتک ونخشى عذابک إن عذابک بالكفار ملحق (مجمع الانهر ج ا ص۱۲۸، ۱۲۹، كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل)

"اللهم إنا نستعينک ونستهديک ونستغفرک ونتوب إليک ونؤمن بک ونتوكل عليک ونثنى عليک الخير كله نشكرک ولا نكفرک ونخلع ونترک من يفجرک الله إياک نعبد ولک نصلى ونسجد واليک نسعى ونحفد نرجو رحمتک ونخشى عذابک إن عذابک الجد بالكفار ملحق وصلى الله على النبى وآله وسلم."(نورالايضاح،ص۷۷،كتاب الصلاة ،باب الوتر واحكامه)

فيقول اللهم إنا نستعينک ونستهديک ونستغفرک ونتوب إليک ونؤمن بک ونتوكل عليک ونثنى عليک الخير كله نشكرک ولا نكفرک ونخلع ونترک من يفجرک اللهم إياک نعبد ولک نصلى ونسجد وإليک نسعى ونحفد نرجو رحمتک ونخشى عذابک إن عذابک الجد بالكفار ملحق (دررالحكام شرح غررالاحكام ،ج ا ص۱۱۳ ،كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل،احوال الوتر)

والدعاء المشهور فى القنوت اللهم إنا نستعينک ونستغفرک ونستهديک ونؤمن لک ونتوب إليک ونتوكل عليک ونثنى عليک الخير كله نشكرک ولا نكفرک ونخلع ونترک من يفجرک اللهم إياک نعبد ولک نصلى ونسجد وإليک نسعى ونحفد نرجو رحمتک ونخشى عذابک إن عذابک بالكفار ملحق ويضم إليه قنوت الحسن بن على رضى الله عنهما اللهم اهدنى فيمن هديت وعافنى فيمن عافيت وتولنى فيمن توليت وبارک لى فيما أعطيت وقنى شر ما قضيت فإنک تقضى ولا يقضى عليک إنه لا يذل من واليت ولا يعز من عاديت تباركت ربنا وتعاليت نستغفرک اللهم ونتوب إليک ويزيد إن شاء الله وصلى الله على النبى وعلى آله وصحبه وسلم(منية المصلى، كتاب الصلاة)

[1] ثم ذكر أن الأولى أن يضم إليه اللهم اهدنى إلخ وأن ما عدا هذين فلا توقيت فيه، ومنه ما عن ابن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ دعائے قنوت میں مشہور دعا ''اللہم انا نستعینک الخ'' کو ہی جو حضرات لازم وضروری سمجھتے ہیں، یہ درست نہیں۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

فقط، واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۱۴/ جمادی الاولیٰ/ ۱۴۳۲ھ 18 / اپریل/ 2011ء بروز پیر

ادارہ غفران، راولپنڈی

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عمر "أنه كان يقول بعد عذابک الجد بالكفار ملحق :اللهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات، وألف بين قلوبهم، وأصلح ذات بينهم، وانصرهم على عدوک وعدوهم. اللهم العن كفرة الكتاب الذين يكذبون رسلک ويقاتلون أولياء ک .اللهم خالف بين كلمتهم، وزلزل أقدامهم، وأنزل عليهم بأسک الذى لا يرد عن القوم المجرمين "ومنه ما أخرجه الأربعة وحسنه الترمذى أنه -عليه الصلاة والسلام -كان يقول فى آخر وتره :اللهم إنى أعوذ برضاک من سخطک، وبمعافاتک، من عقوبتک، وأعوذ بک منک، لا أحصى ثناء عليک، أنت كما أثنيت على نفسک وغير ذلک من الأدعية التى لا تشبه كلام الناس .ومن لا يحسن القنوت يقول (ربنا آتنا فى الدنيا حسنة) (البقرة: ۲۰۱) الآية .وقال أبو الليث يقول :اللهم اغفر لى يكررها ثلاثا، وقيل يقول :يا رب ثلاثا، ذكره فى الذخيرة .اهـ.

أقول :هذا يفيد أن ما فى البحر من قوله ذكر الكرخى أن مقدار القيام فى القنوت مقدار سورة (إذا السماء انشقت) (الانشقاق: ۱) وكذا ذكر فى الأصل اهـ بيان للأفضل، أو هو مبنى على القول بأن القنوت الواجب هو طول القيام لا الدعاء تأمل.

هذا، وذكر فى الحلية أن ما مر من أنه -صلى الله عليه وسلم -كان يقول فى آخر وتره اللهم إنى أعوذ برضاک من سخطک إلخ .جاء فى بعض روايات النسائى أنه كان يقوله إذا فرغ من صلاته وتبوأ مضجعه (ردالمحتار، ج۲ ص۶ ،۷، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

Idaraghufran

وتر کی نماز اور قنوت سے متعلق مسائل کا خلاصہ

آخر میں وتر کی نماز سے متعلق اختصار کے ساتھ چند مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر۱...... وتر کی نماز کا درجہ اگرچہ فرائض سے کم ہے، مگر سنت نمازوں سے زیادہ ہے۔ اور وتر کی نماز امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے آخری قول کے مطابق واجب ہے، اور دوسرے فقہاء کے نزدیک سنتِ تاکیدی ہے۔ [۱]

---

[۱] اور صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) رحمہما اللہ کے نزدیک بھی وتر سنت ہیں، مگر ان کی تاکید دوسری سنت نمازوں سے زیادہ ہے۔

(قوله الوتر واجب) وهذا آخر أقوال أبي حنيفة وهو الصحيح كذا في المحيط والأصح كما في الخانية وهو الظاهر من مذهبه كذا في المبسوط وروى عنه أنه فرض وعنه أنه سنة ووفق المشايخ بينهما بأنه فرض عملا واجب اعتقادا سنة ثبوتا ودليلا وأما عندهما فسنة عملا واعتقادا ودليلا لكن سنة مؤكدة آكد من سائر السنن المؤقتة كما في البدائع لظهور أثر السنن فيه حيث لا يؤذن له ولم يثبت عندهما دليل الوجوب فنفياه (البحرالرائق، ج۲ص۴۰، باب الوتر والنوافل)

(قوله بين الروايات) أي الثلاث المروية عن أبي حنيفة فإنه روى عنه أنه فرض وأنه واجب وأنه سنة، والتوفيق أولى من التفريق، فرجع الكل إلى الوجوب الذي مشى عليه في الكنز وغيره .قال في البحر :وهو آخر أقوال الإمام، وهو الصحيح محيط والأصح خانية، وهو الظاهر من مذهبه مبسوط. اهـ .ثم قال :وأما عندهما فسنة عملا واعتقادا ودليلا، لكنها آكد سائر السنن المؤقتة (ردالمحتار، ج۲ص۴، باب الوتر والنوافل)

وقال شيخنا في تعليقاته :لم يجعله احد جائز الترك فسمه ماشئت اهـ، قال الراقم:فاتفقوا على ان تاركه آثم او على عدم جواز تركه وكذا اتفقوا على عدم تكفير منكره فاذن الخلاف قريب من الخلاف الصورى نظير خلافهم مسألة بساطة الايمان وتركيبه او زيادته ونقصه من مسائل الاصول فليس من النصفة توسيع ساحة الخلاف على ان اصطلاح ابى حنيفة في الفرق بين الواجب والفرض مشهور متقرر في محله (معارف السنن ج۴ص ۱۷۱، ۱۷۲، ابواب الوتر، باب ماجاء في فضل الوتر)

اجتمعت عدة امور افادت الوجوب في نظر فقيه الامة وفقيه الملة وهي (۱)المواظبة مع عدم الترك اصلا(۲) عدم جواز الترك والاجماع عليه (۳)تخصيصه بوقت (۴)قضاؤه اذا نسيه (۵) قول عدة من سلف الامة على الوجوب (۶) اهتمام ذكره بمثل هذه الكلمات وما الى ذلك من وجوه في الباب (معارف السنن ج۴ص۱۷۳، ابواب الوتر، باب ماجاء في فضل الوتر)

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر۲...... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک چونکہ وتر کی نماز واجب ہے، جس کا درجہ فرض نماز کے قریب ہے، اس لئے وتر کی نماز بلاعذر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں، البتہ اگر کوئی معذور و بیمار ہو، تو بیٹھ کر پڑھنے میں حرج نہیں۔ ؎۱

مسئلہ نمبر۳...... وتر کی نماز کا وقت وہی ہے جو عشاء کی نماز کا ہے، پس عشاء کی نماز کے ادا وقت میں صبح صادق سے پہلے پہلے جب بھی وتر پڑھ لئے جائیں، تو وہ اپنے وقت میں ادا پڑھنا کہلائیں گے۔ ؎۲

مسئلہ نمبر۴...... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وتر کی نماز عشاء کی نماز کے تابع ہے، یعنی وتر کی نماز عشاء کی نماز ادا کر لینے کے بعد ہی درست ہوتی ہے، اور عشاء کی نماز سے پہلے درست نہیں ہوتی۔

البتہ بعض اعذار کی صورت میں درست ہوجاتی ہے، جن کا ذکر آگے آتا ہے۔ ؎۳

مسئلہ نمبر۵...... اگر کسی نے عشاء کی نماز پڑھ لی، اور اس کے بعد مثلاً رات کے کسی حصہ میں دوبارہ وضو کر کے وتر کی نماز پڑھ لی، پھر اسے بعد میں معلوم ہوا کہ اس کی عشاء کی نماز صحیح نہیں ہوئی تھی، مثلاً یہ کہ کوئی فرض رہ گیا تھا، یا اس کا وضو صحیح نہ تھا، تو اس کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے

؎۱ ولا يجوز أن يوتر قاعدا مع القدرة على القيام وعلى راحلته من غير عذر هكذا في محيط السرخسي (الفتاوىٰ الهندية، ج ا ص ۱۱۱، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر)

؎۲ وأما بيان أوقات الصلوات الواجبة وما هو شبيه بها فمنها وقت الوتر وهو على قول أبي حنيفة وقت صلاة العشاء(تحفة الفقهاء للسمرقندى، ج ا ص ۱۰۳، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة)

؎۳ إلا أنه شرع مرتبا عليها كوقت قضاء الفائتة هو وقت أداء الوقتية لكنه شرع مرتبا عليه فلا يجوز أداؤه قبل صلاة العشاء مع أنه وقته لفوت شرطه وهو الترتيب(تحفة الفقهاء للسمرقندى، ج ا ص ۱۰۳، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة)

أما أصل الوقت فوقت العشاء عند أبي حنيفة إلا أنه شرع مرتبا عليه حتى لا يجوز أداؤه قبل صلاة العشاء مع أنه وقته لعدم شرطه وهو الترتيب إلا إذا كان ناسيا كوقت أداء الوقتية وهو وقت الفائتة لكنه شرع مرتبا عليه، وعند أبي يوسف ومحمد والشافعي وقته بعد أداء صلاة العشاء وهذا بناء على ما ذكرنا أن الوتر واجب عند أبي حنيفة وعندهم، سنة (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ج ا ص ۲۷۲، فصل بيان وقت الوتر)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نزدیک عشاء کی نماز لوٹانا تو ضروری ہوگا، لیکن وتر کی نماز لوٹانا ضروری نہ ہوگا۔ ؎1

مسئلہ نمبر ۶ ...... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کیونکہ وتر کی نماز واجب ہے، اس لئے اگر وتر کی نماز کا اداوقت نکل جائے، تب بھی وہ ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی، خواہ کتنا ہی وقت گزر

؎1 البتہ صاحبین کے نزدیک وتر کی نماز بھی لوٹانے کا حکم ہوگا، کیونکہ ان کے نزدیک وتر کی نماز سنت ہے، مستقل نماز نہیں۔

اوراسی طرح اگر کسی صاحبِ ترتیب نے وتر پڑھے بغیر فجر کی نماز پڑھ لی، اور ابھی فجر کی نماز کے اداوقت میں گنجائش ہے، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اسے وتر پڑھ کر دوبارہ فجر کی نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

قلت أَرَأَيْت رجلا صلى الْعشَاء وَهُوَ على غير وضوء فَنَامَ ثمَّ اسْتَيْقَظَ سحرًا فأوتر وَهُوَ لَا يعلم أَنه حَيْثُ صلى الْعشَاء كَانَ على غير وضوء فَقَامَ وأوتر فَلَمَّا فرغ من الْوتر وَسلم ذكر أَنه كَانَ قد صلى الْعشَاء وَهُوَ على غير وضوء فَقَامَ وَصلى الْعشَاء أيجزيه وتره ذَلِك أم يُعِيد قَالَ يجْزِيه وَلَا يُعِيد فِي قَول أبي حنيفَة وَقَالَ أَبُو يُوسُف وَمُحَمّد يُعِيد الْوتر (الاصل لمحمد بن الحسن الشيباني، ج ۱ ص ۱۴۸، باب مواقيت الصلاة)

ويبنى على هذا الأصل من صلى العشاء على غير وضوء وهو لا يعلم ثم توضأ فأوتر ثم تذكر أعاد صلاة العشاء بالاتفاق ولا يعيد الوتر في قول أبي حنيفة، وعندهما يعيد ووجه البناء على هذا الأصل أنه لما كان واجبا عند أبي حنيفة كان أصلا بنفسه في حق الوقت لا تبعا للعشاء ......وعلى هذا الاختلاف إذا صلى الوتر على ظن أنه صلى العشاء ثم تبين أنه لم يصل العشاء يصلي العشاء بالإجماع ولا يعيد الوتر عنده، وعندهما يعيد.

والمسألة الثانية مسألة الجامع الصغير وهو أن من صلى الفجر وهو ذاكر أنه لم يوتر وفي الوقت سعة لا يجوز عنده؛ لأن الواجب ملحق بالفرض في العمل فيجب مراعاة الترتيب بينه وبين الفرض وعندهما يجوز؛ لأن مراعاة الترتيب بين السنة والمكتوبة غير واجبة(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ج ۱ ص ۲۷۲، فصل بيان وقت الوتر)

قال -رحمه الله -(ولا يقدم على العشاء للترتيب) أي لا يقدم الوتر على العشاء لأجل وجوب الترتيب لا لأن وقت الوتر لم يدخل حتى لو نسي العشاء وصلى الوتر جاز لسقوط الترتيب به وهذا عند أبي حنيفة ؛ لأنه فرض عنده فصارا كفرضين اجتمعا في وقت واحد كالقضاء ين أو القضاء والأداء وعندهما لا يجوز ؛ لأن الوتر سنة العشاء فيكون تبعا لها فلا يدخل وقته حتى يصلي العشاء كسنة العشاء لا يعتد بها قبل أداء العشاء لعدم دخول وقتها لا للترتيب ، وثمرة الخلاف تظهر في موضعين :أحدهما :أنه لو صلى الوتر قبل العشاء ناسيا أو صلاهما وظهر فساد العشاء دون الوتر فإنه يصح الوتر ويعيد العشاء وحدها عنده ؛ لأن الترتيب يسقط بمثل هذا العذر وعندهما يعيد الوتر أيضا ؛ لأنه تبع لها فلا يصح قبلها .

والثاني :أن الترتيب واجب بينه وبين غيره من الفرائض حتى لا تجوز صلاة الفجر ما لم يصل الوتر عنده وعندهما يجوز ؛ لأنه لا ترتيب بين الفرائض والسنن(تبيين الحقائق، ج ۱ ص ۸۱، كتاب الصلاة، مواقيت الصلاة)

Idaraghufran

جائے، اس لئے اس کی قضا پڑھنا واجب ہے۔

اور وتروں کی قضا کو فجر کی نماز کے بعد اور سورج طلوع ہونے سے پہلے پڑھنا بھی جائز ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر ۷...... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سفر میں بھی وتر کی نماز پڑھنا ضروری ہے، اور سواری پر بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں۔ [2]

---

[1] الوتر يقضى إذا فات عن وقته (المحيط البرهاني، ج٣ص ٢٥٦، كتاب الطلاق، الفصل الخامس :في الكنايات)

وإذا ترك الوتر عن وقته حتى طلع الفجر يجب عليه القضاء عند أصحابنا وعلى قول الشافعي لا يجب لأنه سنة ،وأما على قول أبي حنيفة فلا يشكل لأنه واجب وإنما المشكل على قولهما فإنه سنة عندهما فكان ينبغي أن لا يقضى ولكن هذا هو القياس عندهما وكذا روى عنهما في غير رواية الأصول،وجواب ظاهر الرواية هو الاستحسان وتركا القياس بالأثر وهو ما روى عن النبي عليه السلام أنه قال من نام عن وتر أو نسيه فليصله إذا ذكره ولم يفصل بين ما إذا تذكر في الوقت أو بعده(تحفة الفقهاء للسمرقندي، ج ١ ص ٢٠٤، باب مواقيت الصلاة)

وفي قضائه بعد طلوع الفجر قبل طلوع الشمس قال في التجنيس عند أبي حنيفة يقضيه بعد طلوع الفجر قبل طلوع الشمس وبعد صلاة العصر لأنه واجب عنده فيجوز قضاؤه فيه كقضاء سائر الفرائض(البحرالرائق، ج٢ ص ٤١، باب الوتر والنوافل)

[2] قوله :(ويوتر على راحلته) ، وقد احتج عطاء بن أبي رباح والحسن البصري وسالم بن عبد الله ونافع مولى بن عمر بهذا الحديث وأمثاله على أن المسافر يجوز له أن يصلي الوتر على راحلته، وبه قال مالك والشافعي وإسحاق، ويروى ذلك عن علي وابن عباس، رضي الله تعالى عنهم، وكان مالك يقول :لا يصلى على الراحلة إلا في سفر تقصر فيه الصلاة .وقال الأوزاعي والشافعي: قصير السفر وطويله سواء في ذلك، يصلي على راحلته .وقال ابن حزم :يوتر المرء قائما وقاعدا لغير عذر إن شاء وعلى دابته، وقال أصحابنا :لا يجوز الوتر على الراحلة، ولا يجوز إلا على الأرض كما في الفرائض، وبه قال محمد بن سيرين وعروة ابن الزبير وإبراهيم النخعي، ويروى ذلك عن عمر بن الخطاب وابنه عبد الله في رواية، واحتجوا في ذلك بما رواه الطحاوي :حدثنا يزيد بن سنان، قال :حدثنا أبو عاصم :قال :حدثنا حنظلة بن أبي سفيان عن نافع (عن ابن عمر :أنه كان يصلي على راحلته ويوتر بالأرض، ويزعم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كذلك كان يفعل) وإسناده صحيح، ويزيد بن سنان شيخ النسائي أيضا، وأبو عاصم النبيل شيخ البخاري، وحنظلة روى له الجماعة، فهذا يعارض حديث الباب وأمثاله، ويؤيد هذا ما روى عن ابن عمر من غير هذا الوجه من فعله، رواه الطحاوي :حدثنا أبو بكرة قال حدثنا عثمان بن عمر وبكر بن بكار، قالا : حدثنا عمر بن ذر (عن مجاهد :أن ابن عمر كان يصلي في السفر على بعيره أينما توجه به، فإذا كان في السحر نزل فأوتر) ، وإسناده صحيح .وأخرجه أحمد أيضا في (مسنده) من حديث سعيد بن جبير :(ان ابن عمر كان يصلي على راحلته تطوعا، فإذا أراد أن يوتر نزل فأوتر على الأرض. .) ، فإذا كان الأمر كذلك لا يبقى لأهل المقالة الأولى حجة، ولا سيما الراوي، إذا فعل بخلاف ما روى، فإنه يدل على سقوط ما روى .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر۸...... وتر کی نماز کو رات کی آخری نماز بنانا افضل ہے، لہٰذا جو شخص رات کے آخری حصہ میں بیدار رہ کر تہجد ادا کر کے بعد میں صبح صادق سے پہلے پہلے وتر پڑھ لے، یہ زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

لیکن اگر رات کو بیدار ہونے پر اطمینان نہ ہو، جس کی وجہ سے وتر کی نماز قضا ہو جانے کا اندیشہ ہو، تو ایسی صورت میں سونے سے پہلے ہی کچھ حسبِ توفیق نوافل کے بعد وتر پڑھ لینے میں احتیاط ہے، پھر اگر رات کے آخری حصہ میں بھی توفیق ہو جائے، تو حسبِ استطاعت نوافل پڑھ لئے جائیں۔

اور عامۃُ الناس کے لئے یہی طریقہ زیادہ احتیاط کا باعث ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ فإن قلت :صلاة ابن عمر الوتر على الأرض لا تستلزم عدم جوازه عنده على الراحلة .لأنه يجوز له أن يفعل ذلك، وله أن يوتر على الراحلة .قلت :يجوز أن يكون ما رواه ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم من وتره على الراحلة قبل أن يحكم أمر الوتر ويغلظ شأنه، لأنه كان أولا كسائر التطوعات، ثم أكد بعد ذلك فنسخ .قال الطحاوي :فمن هذه الجهة ثبت نسخ الوتر على الراحلة، وكان ما فعله ابن عمر من وتره على الراحلة قبل علمه بالنسخ، ثم لما علمه رجع إليه وترك الوتر على الراحلة، ويجوز أن يكون الوتر عنده كالتطوع، فله أن يصلي على الراحلة وعلى الأرض .فإن قلت :ما وجه هذا النسخ؟ قلت :بدلالة التاريخ، وهو أن يكون أحد النصين معارضا للآخر بأن يكون أحدهما موجبا للحظر والآخر للإباحة، وينتفي هذا التعارض بالمصير إلى دلالة التاريخ، وهو أن النص الموجب للحظر يكون متأخرا عن الموجب للإباحة، فكان الأخذ به أولى وأحق .وقال الكرماني :فإن قيل :فمذهبكم أنه واجب على النبي صلى الله عليه وسلم، يعني :الوتر؟ قلنا :وإن كان واجبا عليه، فقد صح فعله على الراحلة، ولو كان واجبا على العموم لم يصح على الراحلة كالظهر .فإن قالوا :الظهر فرض والوتر واجب، وبينهما فرق؟ قلنا :هذا الفرق اصطلاح لكم لا يسلمه الجمهور ولا يقتضيه الشرع ولا اللغة، ولو سلم لم يحصل غرضكم ههنا .انتهى(عمدة القاري، ج۷ص ۱۳۹، ۱۴۰، كتاب الكسوف، باب صلاة التطوع على الدواب حيثما توجهت به)

[۱] (و) تأخير (الوتر إلى آخر الليل لواثق بالانتباه) وإلا فقبل النوم، فإن فاق وصلى نوافل والحال أنه صلى الوتر أول الليل فإنه الأفضل(الدرالمختار)

(قوله :وتأخير الوتر إلخ) أي يستحب تأخيره، لقوله -صلى الله عليه وسلم -من خاف أن لا يوتر من آخر الليل فليوتر أوله ومن طمع أن يقوم آخره فليوتر آخر الليل، فإن صلاة آخر الليل مشهودة وذلك أفضل) رواه مسلم والترمذي وغيرهما وتمامه في الحلية .وفي الصحيحين اجعلوا آخر صلاتكم وترا والأمر للندب بدليل ما قبله بحر .﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر۹ ...... رات کو سونے سے پہلے وتروں کے بعد نوافل پڑھنا بھی جائز ہے، لیکن افضل ومستحب طریقہ یہ ہے کہ عشاء کے بعد جتنے نوافل پڑھنا چاہیں، وتر سے پہلے پڑھ لیں، اور وتر آخر میں پڑھیں، اس کے بعد نوافل نہ پڑھیں، اگر پڑھ لیں، تو جائز ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾(قوله :فإن فاق إلخ) أى إذا أوتر قبل النوم ثم استيقظ يصلى ما كتب له، ولا كراهة فيه بل هو مندوب، ولا يعيد الوتر، لكن فاته الأفضل المفاد بحديث الصحيحين إمداد .ولا يقال :إن من لا يثق بالانتباه فالتعجيل فى حقه أفضل كما فى الخانية، فإذا انتبه بعدما عجل يتنفل ولا تفوته الأفضلية؛ لأنا نقول :المراد بالأفضلية فى الحديث السابق هى المترتبة على ختم الصلاة بالوتر وقد فاتت، والتى حصلها هى أفضلية التعجيل عند خوف الفوات على التأخير فافهم وتأمل (ردالمحتار، ج ا ص ۳۶۹، كتاب الصلاة)

وأما الوقت المستحب للوتر فهو آخر الليل لما روى عن عائشة -رضى الله عنها -أنها سئلت عن وتر رسول الله -صلى الله عليه وسلم -فقالت تارة كان يوتر فى أول الليل وتارة فى وسط الليل وتارة فى آخر الليل ثم صار وتره فى آخر عمره فى آخر الليل ، وقال النبى -صلى الله عليه وسلم - صلاة الليل مثنى فإذا خشيت الصبح فأوتر بركعة وهذا إذا كان لا يخاف فوته فإن كان يخاف فوته يجب أن لا ينام إلا عن وتر ، وأبو بكر -رضى الله عنه -كان يوتر فى أول الليل، وعمر كان يوتر فى آخر الليل فقال النبى -صلى الله عليه وسلم -لأبى بكر :أخذت بالثقة وقال لعمر :أخذت بفضل القوة(بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، ج ا ص ۲۷۳،فصل بيان وقت الوتر)

(ويستحب فى الوتر لمن يألف صلاة الليل) ش :أى لمن له إلفة وعادة بالصلاة فى الليل أن يؤخر الوتر إلى :م :(آخر الليل) ش :فى غالب النسخ، ويستحب فى الوتر لمن يألف الصلاة آخر الليل فعلى هذا يجوز فى لفظ آخر النصب على الظرفية، والتقدير، يوتر فى آخر الليل وهذا روى، ويجوز الرفع أيضا بأن يكون مفعولا أقيم مقام فاعل يستحب، وهذا روى أيضا .وقال الأترازى وغيره: عندى الأول هو الأولى لأن فى الثانى يحتاج إلى التأويل والأصل عدم التأويل.

قلت :أراد بالأول :الرفع، وبالثانى :النصب ونحوه من كلامه بأن الإسناد فى الأول على وجه المجاز، فلا يخرج عن التأويل.

م :(وإن لم يثق بالانتباه أوتر قبل النوم) ش :لأن من ليس له إلفة بصلاة الليل آناء آخر الوقت لا بأس من الفوات لغلبة النوم(البناية شرح الهداية، ج۲ص ۱۵، كتاب الصلاة، باب المواقيت، وقت صلاة الوتر)

[1] وقد اختلف أهل العلم فى الصلاة بعد الوتر فكان قيس بن عباد يقول :أقرأ وأنا جالس أحب إلى من أن أصلى بعدما أوتر ، وكان مالك بن أنس لا يعرف الركعتين بعد الوتر ، وقال الأوزاعى : إن شاء ركعة ، وقال أحمد بن حنبل :أرجو إن فعله إنسان لا يضيق عليه ، وقال أحمد :لا أفعله . قال أبو بكر :الصلاة فى كل وقت جائزة إلا وقتا نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصلاة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

idaraghufran

مسئلہ نمبر۱۰...... وتروں کے بعد نوافل کا بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے، لیکن اگر کھڑے ہونے میں کوئی عذر نہ ہو، تو احادیث کی رُو سے بیٹھ کر پڑھنے میں کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلہ میں آدھا ثواب ہے۔

اور بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے میں زیادہ ثواب سمجھنا دلائل کے لحاظ سے راجح نہیں ہے۔

پس آج کل جو بعض لوگ بغیر کسی عذر کے وتروں کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھنے کو سنت یا مستحب وافضل سمجھتے ہیں، یہ دلائل کے لحاظ سے راجح نہیں ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر۱۱...... جو شخص رات کے اول حصہ میں وتر پڑھ کر سو جائے، پھر وہ رات کے آخری حصہ میں بیدار ہو، تو اس کو دوبارہ وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ [2]

مسئلہ نمبر۱۲...... رمضانُ المبارک میں مَرد حضرات کے لئے تراویح کی جماعت کے بعد وتر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فيـه ، والأوقـات التـى نهـى رسـول الله صلى الله عليه وسلم عن الصلاة فيها وقت طلوع الشمس ، ووقت الزوال ، ووقت غروب الشمس ، والصلاة فى سائر الأوقات طلق مباح ، ليس لأحد أن يمنع فيهـا إلا بـحجة ، ولا حجة مع من كره الصلاة بعد الوتر ، فدل فعله هذا على أن قوله : اجعلوا آخر صلاتكم وترا على الاختيار لا على الإيجاب ، فنحن نستحب أن يجعل المرء آخر صلاته وترا ، ولا نـكـره الـصلاة بعد الوتر ، وقائل هذا قائل بالخبرين جميعا(الاوسط لابن المنذر، تحت حديث رقم ۲۶۴۰)

[1] وَذٰلِکَ عِـنْـدَنَـا وَالـلـهُ أَعْـلَـمُ عَـلَـى الْمُصَلِّى تَطَوُّعًا قَاعِدًا وَهُوَ يُطِيقُ أَنْ يُصَلِّىَ قَائِمًا، فَيَكُونُ لَهُ بِـذٰلِکَ نِصْفُ مَا يَكُونُ لَهُ لَوْ صَلَّى قَائِمًا ,وَلَيْـسَ هُوَ عَلَى صَلَاتِهِ قَاعِدًا، وَهُوَ لَا يُطِيقُ الْقِيَامَ، ذٰلِکَ صَلَاتُهُ قَاعِدًا فِيمَا يُكْتَبُ لَهُ مِنَ الثَّوَابِ بِهَا كَصَلَاتِهِ إِيَّاهَا قَائِمًا ;لِأَنَّهُ هَاهُنَا قَدْ قَصَدَ إِلَى الْقِيَامِ وَقَصَّرَ بِـهِ عَـنْهُ فَاسْتَحَقَّ مِنَ الثَّوَابِ مَا يَسْتَحِقُّهُ لَوْ صَلَّاهَا قَائِمًا ,فَـكَانَ إِذَا كَانَ يُطِيقُ الْقِيَامَ فَصَلَّى قَاعِدًا قَدْ تَرَکَ الْقِيَامَ اخْتِيَارًا فَلَمْ يُكْتَبْ لَهُ ثَوَابُهُ ,وَكُتِبَ لَهُ ثَوَابُ الْمُصَلِّى قَاعِدًا عَلَى صَلَاتِهِ كَذٰلِکَ (شرح مشكل الآثار للطحاوى، تحت رقم حديث ۱۶۹۴ ، بَابٌ بَيَانُ مُشْكِلِ مَا رُوِىَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِى كَيْفِيَّةِ الصَّلَاةِ الخ)

[2] قـال ثـنـا يـوسف بن ابى يوسف عن ابيه عن ابى حنيفة عن حماد عن ابراهيم ان ابن عمر رضى الله عنهما كان يوتر من اول الليل فإذا قام سحرا اضاف الى وتره ركعة فبلغ ذلک عائشة رضى الله عنها فقالت يرحم الله ابا عبدالرحمن انه ليلعب بوتره ما عليه لو اوتر اول الليل فإذا قام سحرا صلى ركـعتيـن ركـعتيـن فـإنـه يـصبـح عـلى وتر(الآثار لابى يوسف، ص۶۸، حديث نمبر ۳۳۹، باب فى الاضحى)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

باجماعت پڑھنا افضل ومستحب ہے۔

اور رات کو آخری حصہ میں بیدار ہوکر تہجد پڑھنے والے شخص کے لئے بھی رمضان میں افضل یہی ہے کہ وتر باجماعت ادا کرے۔ [۱]

مسئلہ نمبر ۱۳۳...... وتر کی نماز باجماعت پڑھنے کا افضل ومستحب ہونا رمضان کے ساتھ خاص ہے، اور رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں وتروں کو باجماعت پڑھنا افضل ومستحب نہیں، بلکہ عام حالات میں باجماعت پڑھنا مکروہ ہے۔ [۲]

---

[۱] يستحب أن يجتمع الناس فى شهر رمضان بعد العشاء فيصلى بهم إمامهم خمس ترويحات كل ترويحه بتسليمتين ويجلس بين كل ترويحتين مقدار ترويحة ثم يوتر بهم والسنة فيها الجماعة ولا يصلى الوتر بجماعة فى غير رمضان(متن بداية المبتدى، كتاب الصلاة، باب النوافل)

(ولا يصلى) أى الوتر (بجماعة إلا فى شهر رمضان) والمراد أنه يكره بالجماعة خارج رمضان لا أنه لا يجوز وفى رمضان قيل الافضل الانفراد والصحيح أن الجماعة فيه أفضل إلا أن سنيتها ليست كسنية جماعة التراويح(منية المصلى وغنية المبتدى، كتاب الصلاة)

(قوله تصحيحان) رجح الكمال الجماعة بأنه -صلى الله عليه وسلم -كان أوتر بهم ثم بين العذر فى تأخره مثل ما صنع فى التراويح فالوتر كالتراويح؛ فكما أن الجماعة فيها سنة فكذلك الوتر بحر .وفى شرح المنية :والصحيح أن الجماعة فيها أفضل إلا أن سنيتها ليست كسنية جماعة التراويح .اهـ .قال الخير الرملى :وهذا الذى عليه عامة الناس اليوم اهـ وقواه المحشى أيضا بأنه مقتضى ما مر من أن كل ما شرع بجماعة فالمسجد أفضل فيه(رد المحتار على الدر المختار، ج۲ ص ۴۹، ۵۰، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

[۲] ولا يصلى الوتر بجماعة إلا فى شهر رمضان) وعليه الإجماع(الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، فصل فى التراويح)

(ولا يصلى الوتر و) لا (التطوع بجماعة خارج رمضان) أى يكره ذلك على سبيل التداعى، بأن يقتدى أربعة بواحد كما فى الدرر، ولا خلاف فى صحة الاقتداء إذ لا مانع نهر(الدر المختار)

(قوله أى يكره ذلك) أشار إلى ما قالوا من أن المراد من قول القدورى فى مختصره لا يجوز الكراهة لا عدم أصل الجواز، لكن فى الخلاصة عن القدورى أنه لا يكره، وأيده فى الحلية بما أخرجه الطحاوى عن المسور بن مخرمة، قال :دفنا أبا بكر -رضى الله تعالى عنه -ليلا فقال عمر -رضى الله عنه :-إنى لم أوتر، فقام وصفنا وراءه فصلى بنا ثلاث ركعات لم يسلم إلا فى آخرهن .ثم قال :ويمكن أن يقال :الظاهر أن الجماعة فيه غير مستحبة، ثم إن كان ذلك أحيانا كما فعل عمر كان مباحا غير مكروه، وإن كان على سبيل المواظبة كان بدعة مكروهة لأنه خلاف المتوارث، وعليه يحمل ما ذكره القدورى فى مختصره، وما ذكره فى غير مختصره يحمل على الأول، والله أعلم اهـ.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر۱۴...... اگر عشاء کی نماز تو با جماعت پڑھی گئی لیکن تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ حاضرین میں سے کسی نے بھی نہیں پڑھی تو وتر با جماعت پڑھنے کے مستحب ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے، راجح یہ ہے کہ اس صورت میں وتر کی نماز با جماعت مستحب نہیں ہے، کیونکہ شرعاً وتر کی جماعت، تراویح کی جماعت کے تابع ہو کر ثابت ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر۱۵...... اگر کوئی عشاء کے فرض پڑھ چکا ہے، مگر اس نے تراویح کی نماز امام کے ساتھ با جماعت نہیں پڑھی، یا اس کی کچھ یا سب تراویح کی رکعتیں رہ گئی ہیں، تو اس کو امام کے ساتھ وتروں کی جماعت میں شامل ہونا جائز ہے، ایسی صورت میں چھوٹی ہوئی تمام تراویح یا چھوٹی ہوئی تراویح کی کچھ رکعات بعد میں پڑھ لے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت :ویؤیده أیضا ما فی البدائع من قوله :إن الجماعة فی التطوع لیست بسنة إلا فی قیام رمضان اهـ فإن نفی السنیة لا یستلزم الکراهة، نعم إن کان مع المواظبة کان بدعة فیکره .وفی حاشیة البحر للخیر الرملی :علل الکراهة فی الضیاء والنهایة بأن الوتر نفل من وجه حتی وجبت القراءة فی جمیعها، وتؤدی بغیر أذان وإقامة، والنفل بالجماعة غیر مستحب لأنه لم تفعله الصحابة فی غیر رمضان اهـ وهو کالصریح فی أنها کراهة تنزیه تأمل .اهـ(قوله علی سبیل التداعی) هو أن یدعو بعضهم بعضا کما فی المغرب، وفسره الوانی بالکثرة وهو لازم معناه .(قوله أربعة بواحد) أما اقتداء واحد بواحد أو اثنین بواحد فلا یکره، وثلاثة بواحد فیه خلاف بحر عن الکافی وهل یحصل بهذا الاقتداء فضیلة الجماعة؟ ظاهر ما قدمناه من أن الجماعة فی التطوع لیست بسنة یفید عدمه تأمل . بقی لو اقتدی به واحد أو اثنان ثم جاء ت جماعة اقتدوا به .قال الرحمتی :ینبغی أن تکون الکراهة علی المتأخرین .اهـ قلت :وهذا کله لو کان الکل متنفلین، أما لو اقتدی متنفلون بمفترض فلا کراهة کما نذکره فی الباب الآتی(رد المحتار علی الدر المختار، ج۲ص۴۸، ۴۹، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

[1] (ولو لم یصلها) أی التراویح (بالإمام) أو صلاها مع غیره (له أن یصلی الوتر معه) بقی لو ترکها الکل هل یصلون الوتر بجماعة؟ فلیراجع(الدر المختار)

(قوله بقی إلخ) الذی یظهر أن جماعة الوتر تبع لجماعة التراویح وإن کان الوتر نفسه أصلا فی ذاته لأن سنة الجماعة فی الوتر إنما عرفت بالأثر تابعة للتراویح، علی أنهم اختلفوا فی أفضلیة صلاتها بالجماعة بعد التراویح کما یأتی(ردالمحتار، ج۲ص۴۸، باب الوتر والنوافل)

[2] ولو لم یصل التراویح جماعة مع الإمام فله أن یصلی الوتر معه ثم ذکر بعده أنه لو صلی التراویح مع غیره له أن یصلی الوتر معه هو الصحیح اهـ(البحر الرائق، ج۲ص۷۵، کتاب الصلاة، صلاة التراویح)

ولو لم یصل التراویح مع الجماعة فله أن یصلی الوتر معه(البنایة، ج۲ص۵۶۰، فصل فی قیام شهر رمضان)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر ۱۶...... وتر کی نماز مغرب کی طرح تین رکعات ہیں، یعنی وتر کی دوسری اور تیسری رکعت میں قعدہ اور تشہد اور تیسری رکعت کے آخر میں ہی سلام ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے اس طرح وتر کی تین رکعتیں پڑھنا صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے۔ ۱

مسئلہ نمبر ۱۷...... وتر کی نماز میں افضل یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ، دوسری رکعت میں سورہ کافرون اور تیسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھی جائے۔

لیکن ان کو ضروری نہ سمجھا جائے، اور ان کے علاوہ دوسری سورتیں پڑھنا بھی جائز ہے۔ ۲

---

۱ قال ابو حنيفة رحمه الله في الوتر ثلاث ركعات كثلاث المغرب لا تفصيل بينهن بسلام ولا غيره يقرا في كل ركعة بفاتحة الكتاب وسورة

وقال بعض اهل المدينة لا باس بان يوتر بركعة وذكروا ذلك عن عثمان بن عفان رضى الله عنه انه صلى العشاء ثم قام خلف المقام فصلى ركعة واحدة قرا فيها القران وذكروا ايضا عن سعد بن ابي وقاص انه كان يوتر بركعة وقال بعضهم وممن قال ذلك مالك بن انس ومن قال بقوله ليس ينبغي ان يوتر بركعة ليس معها غيرها ولكنه يوتر بثلاث الا انه يفصل بين الركعتين بين الشفع وبين الركعة بسلام واحب الينا ان لا يزاد في الفصل من الوتر والشفع قبله على السلام (الحجة، ج ا ص ۱۹۰، باب عدد الوتر)

اما من جهة الرواية فظاهر، لان العدد الكثير اولى من الواحد، ولان عائشة رضى الله عنها كانت ترى وتره صلى الله عليه وسلم اكثر مما يراه ابن عمر، لانه صلى الله عليه وسلم كان يوتر في بيته دائما وفي آخر الليل غالبا، ولايحضره ابن عمر في مثل هذا الوقت ولا في بيته بعد العشاء، وكذا انس رضى الله عنه كان يحضر منه صلى الله عليه وسلم مالايحضره غيره من الرجال لكونه من خواص خدمه، واما دراية: فلان الفصل بين الشفع والوتر مما لانظيره له في المكتوبة ولا في التطوع، فما رواه الجماعة موافق للقياس دون مارواه ابن عمر (اعلاء السنن، ج۶ ص ۳۱، باب الايتار بثلاث)

قلت: وليس مرادنا الا ترجيح الوتر بثلاث على الايتار بواحدة، ولانقول: ان الوتر بواحدة لااصل له في الشريعة رأسا، كيف؟ وقد نعلم ان بعض الصحابة قد اوتر بها، لكن ذلك لم يكن متعارفا بينهم كما يشعر به هذا الاثر، ولم يذهب اليه الا قليل منهم كماستعرف (اعلاء السنن، ج۶ ص ۴۱، باب الايتار بثلاث)

وبالجملة فقد تبين ان كون الوتر بثلاث لايسلم الا في آخرهن كان متعارفا متقررا عند المسلمين والصحابة منهم والتابعين (اعلاء السنن، ج۶ ص ۵۰، باب الايتار بثلاث)

وبالجملة قد جاء ت رواياتها من وجوه عديدة واتفقت في المعنى والمرفوع يجب ان يكون متوافقا البتة والوصل هو عمل اكثر الصحابة والسلف في وتر رمضان (معارف السنن ج۴ ص ۱۹۹)

۲ والسور الثلاث فيه سنة لكن ذكر في النهاية أنه لا ينبغي أن يقرأ سورة متعينة على الدوام لأن الفرض هو مطلق القراء ة بقوله تعالى (فاقرء وا ما تيسر من القرآن) (المزمل: ۲۰) والتعيين على الدوام يفضي إلى أن يعتقد بعض الناس أنه واجب وأنه لا يجوز غيره لكن لو قرأ بما ورد به الآثار أحيانا يكون حسنا ولكن لا يواظب لما ذكرنا اهـ (البحر الرائق، ج۲ ص ۴۶، ۴۷، باب الوتر والنوافل)

Idaraghufran

مسئلہ نمبر ۱۸...... رمضان میں وتروں کی نماز باجماعت پڑھنے کی صورت میں امام کے لئے تینوں رکعتوں میں بلند آواز سے قرائت کرنا واجب ہے۔ ۱؎

مسئلہ نمبر ۱۹...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وتر کی تینوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ سورتیں ملانا ثابت ہے۔

اور اسی لئے وتر کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور اس کے بعد سورت ملانا واجب ہے، ان میں سے کسی ایک کے بھول کر چھوٹنے سے سجدۂ سہو واجب ہے۔ ۲؎

مسئلہ نمبر ۲۰...... کسی نے بھولے سے وتر کی نماز میں دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا اور تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو آخر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ ۳؎

۱؎ وفی الیتیمة إذا ترک الجهر فی الوتر وفی التراویح یلزمه السهو کذا فی التتارخانیة (الفتاویٰ الهندیة، ج ۱ ص ۱۳۰، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر، فصل سهو الإمام یوجب علیه الخ)

۲؎ (ویقرأ فی کل رکعة من الوتر فاتحة الکتاب) ش: قراء ة الفاتحة فی کل رکعة من الوتر واجبة بالإجماع، أما عند أبی یوسف ومحمد وعند الشافعی ومن معهم فلأنه نفل، وأما عند أبی حنیفة وإن کان واجبا لثبوته بخبر الواحد وفیه شبهة فیقرأها فی کله للاحتیاط (البنایة شرح الهدایة، ج ۲ ص ۴۹۱، باب صلاة الوتر، القراء ة فی صلاة الوتر)

اعتبروا المؤکدة صلاة واحدة فی حق القراء ة فقط احتیاطا کما فی الوتر فإنهم أوجبوا القراء ة فی جمیع رکعاته احتیاطا کما مر لاحتمال کونه سنة مؤکدة (البحر الرائق، ج ۲ ص ۶۱، باب الوتر والنوافل)

(قوله وقرأ فی کل رکعة منه فاتحة الکتاب وسورة) بیان لمخالفته للفرائض فیقرأ فی کل رکعة منه حتما ونقل فی الهدایة أنه بالإجماع وفی التجنیس لو ترک القراء ة فی الرکعة الثالثة منه لم یجز فی قولهم جمیعا اهـ. أما عندهما فلأنه نفل وفی النفل تجب القراء ة فی الکل وکذا علی قول أبی حنیفة لأن الوتر عنده واجب یحتمل أنه نفل ولکن یترجح جهة الفرضیة بدلیل فیه شبهة فکان الاحتیاط فیه وجوب القراء ة فی الکل وقد قدمنا من فعله -صلی الله علیه وسلم- أنه کان یقرأ فی الرکعة الأولی (سبح اسم ربک الأعلی) (الأعلی: ۱) وفی الثانیة (قل یا أیها الکافرون) (الکافرون: ۱) وفی الثالثة (قل هو الله أحد) (الإخلاص: ۱) فالحاصل أن قراء ة آیة فی کل رکعة منه فرض وتعیین الفاتحة مع قراءة ثلاث آیات فی کل رکعة واجب والسور الثلاث فیه سنة (البحر الرائق، ج ۲ ص ۴۶، باب الوتر والنوافل)

۳؎ وفی المجتبی ولا تجب القعدة الأولی فی الوتر وفی الامتحان صلی الوتر ولم یقعد فی الثانیة ناسیا ثم تذکر فی الرکوع لا یعود وإن عاد لا ینتقض رکوعه اهـ ولا یخفی ما فیه لأن القعدة الأولی واجبة فی الفرض والنفل والوتر ذو شبه لهما فوجبت القعدة الأولی فیه وقد تقدم أنه یرفع یدیه عند تکبیرة القنوت کما یرفعهما عند الافتتاح (البحر الرائق، ج ۲ ص ۴۷، باب الوتر والنوافل)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر ۲۱...... وتر کی نماز چونکہ اکثر حنفیہ کے نزدیک واجب ہے، جو کہ عملاً فرض کا درجہ رکھتی ہے، اس اصول کے پیشِ نظر فرض پر قیاس کرتے ہوئے اہلِ علم حضرات نے یہ مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ اگر کوئی بھولے سے وتر کی تیسری رکعت پڑھ کر چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا، تو اگر اس نے تیسری رکعت پر بالکل قعدہ نہیں کیا، تو اس کو واپس لوٹ آنا چاہئے، اور آخر میں سجدۂ سہو کرنا چاہئے۔

اور اگر وہ واپس لوٹ کر نہیں آیا، یہاں تک کہ اس نے چوتھی رکعت کا سجدہ بھی کرلیا، تو اب اس کو چار رکعتیں مکمل کرلینی چاہئیں، اور سجدۂ سہو کی بھی ضرورت نہیں، مگر اس صورت میں اس کے وتر ادا نہ ہونگے بلکہ وتر دوبارہ پڑھنا واجب ہوگا۔

اور اگر وتر کی تیسری رکعت میں قعدۂ اخیرہ میں بیٹھ کر کوئی شخص بھولے سے چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تھا، تو اس کے وتر درست ہوجائیں گے، اور اس صورت میں اگر چوتھی رکعت سے سجدہ سے پہلے یاد آئے تو واپس بیٹھ جائے ورنہ ایک رکعت اور ملالے تاکہ دو رکعت نفل ہوجائیں، مگر ان دونوں صورتوں میں سلام میں تاخیر کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہوگا (کذا فی: احسن الفتاویٰ، ج۳ص۴۶۴) [1]

---

[1] (ولو سها عن القعود الأخير) كله أو بعضه (عاد) ويكفي كون كلا الجلستين قدر التشهد (ما لم يقيدها بسجدة) لأن ما دون الركعة محل الرفض وسجد للسهو لتأخير القعود (وإن قيدها) بسجدة عامدا أو ناسيا أو ساهيا أو مخطئا (تحول فرضه نفلا برفعه) الجبهة عند محمد، وبه يفتى لأن تمام الشيء بآخره، فلو سبقه الحدث قبل رفعه توضأ وبنى خلافا لأبي يوسف، حتى قال: زِهْ، صلاة فسدت أصلحها الحدث، والعبرة للإمام، حتى لو عاد ولم يعلم به القوم حتى سجدوا لم تفسد صلاتهم ما لم يتعمدوا السجود.

وفيه يلغز: أي مصل ترك القعود الأخير وقيد الخامسة بسجدة ولم يبطل فرضه؟ (وضم سادسة) ولو في العصر والفجر (إن شاء) لاختصاص الكراهة والإتمام بالقصد (ولا يسجد للسهو على الأصح) لأن النقصان بالفساد لا ينجبر (وإن قعد في الرابعة) مثلا قدر التشهد (ثم قام عاد وسلم) ولو سلم قائما صح؛ ثم الأصح أن القوم ينتظرونه، فإن عاد تبعوه (وإن سجد للخامسة سلموا) لأنه تم فرضه، إذ لم يبق عليه إلا السلام (وضم إليها سادسة) لو في العصر، وخامسة في المغرب: ورابعة في الفجر به يفتى (لتصير الركعتان له نفلا) والضم هنا آكد، ولا عهدة لو قطع، ولا بأس بإتمامه في وقت كراهة على المعتمد (وسجد للسهو) (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر۲۲...... اگر کوئی امام وتروں کی نماز کے سنت ہونے کا قائل ہو، تو حنفی شخص کو اس کی اقتداء میں وتر پڑھنے کی گنجائش ہے۔ [1]

---

[1] اور بعض نے عدمِ جواز کو ترجیح دی ہے، لیکن چونکہ جمہور یہاں تک کہ صاحبین بھی وتر کے مسنون ہونے کے قائل ہیں، اور وتر کے وجوب کی دلیل اشتباہ سے خالی نہیں، اور خود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے آخری قول میں احتیاطاً وجوب کو ترجیح دی ہے۔

نیز حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ، تُوتِرُ لَکَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ(بخاری، حدیث نمبر ۴۷۳)

کے بارے میں محدثینِ احناف نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے پڑھی ہوئی دو رکعتوں کے ساتھ ایک رکعت اور ملا کر وتر بنا لئے جائیں۔

يحتمل ما ذهبوا إليه، ويحتمل أن يكون ركعة مع شفع تقدمها، وذلک كله وتر، فتكون تلک الركعة توتر الشفع المتقدم لها، وقد بين ذلک آخر حديث الباب الذى احتج به هؤلاء، وهو قوله: (فأوترت له ما صلى) ، وكذلک قوله فى الحديث الثانى من هذا الباب :(فأوتر بواحدة توتر لک ما قد صليت) ، وآخر حديثهم حجة عليهم(عمدة القارى، ج۴ص ۲۵۲، كتاب الصلاة، باب الحلق والجلوس فى المسجد)

قوله :(توتر لک ما صليت) ، يدل على أنه يوصلها بالركعتين اللتين قبلها حتى يكون ما صلاه وترا ثلاث ركعات، لأن المراد من قوله :(ما صليت) ، هو الذى صلاه قبل هذه الركعة، ولا يكون هذا وترا إلا إذا انضمت إليه هذه الركعة الواحدة من غير فصل(عمدة القارى، ج۷ص۷، كتاب الوتر)

اور ظاہر ہے کہ پہلی دو رکعتیں صلاۃُ اللیل (تطوع) ہیں، جن کے ساتھ ایک رکعت ملانے سے وتر کو درست قرار دیا جارہا ہے۔

لہٰذا غور کرنے سے راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ سنت کے قائل کی اقتداء میں وتر کی نماز جائز ہو، بشرطیکہ دیگر شرائطِ صحتِ اقتداء کا لحاظ ہو، اور اس سے قبل جو بندہ نے بعض مقامات پر عدمِ جواز کو ترجیح دی تھی، اس کا غور کرنے سے مرجوح ہونا معلوم ہوا۔ اس لئے بندہ اب اس سے رجوع کرتا ہے۔ محمد رضوان۔ ۲۰/ جمادی الاولیٰ/۱۴۳۲ھ 24/ اپریل/ 2011ء، بروز اتوار۔

ولو اقتدى الحنفى بمن يرى الوتر سنة يجوز لضعف دليل وجوبه ذكره فى "مختصر المحيط(البناية شرح الهداية،القنوت فى الوتر)

وقال صاحب الإرشاد لا يجوز الاقتداء بالشافعية فى الوتر بإجماع أصحابنا ؛ لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل والأول أصح لأن اعتقاد الوجوب ليس بواجب على الحنفى (تبيين الحقائق، ج ا ص ۱۷۱، باب الوتر والنوافل)

ولو اقتدى من يرى وجوب الوتر فيه بمن يرى سنيته صح للاتحاد ولا يختلف باختلاف الاعتقاد (البحر الرائق شرح كنز الدقائق،ج ا ص ۳۸۳،باب الامامة، شرائط صحة الامامة)

وما فى الفتاوى عن ابن الفضل وليس فيما ذكره دليل عليه لأن ما فى التجنيس وغيره إنما هو فى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر۲۳...... جوامام وتر کی نماز میں دعائے قنوت رکوع کے بعد پڑھے، تو اس کی اقتداء میں بھی وتر پڑھنے کی گنجائش ہے، اور ایسی صورت میں مقتدی کو رکوع کے بعد قنوت پڑھ لینا درست ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الفرض القطعي والوتر ليس بفرض قطعي إنما هو واجب ظني ثبت بالسنة فلا يلزم اعتقاد وجوبه للاختلاف فيه فلم يلزم في صحته تعيين وجوبه بل تعيين كونه وترا بل صرح في المحيط والبدائع بأنه ينوي صلاة الوتر والعيدين فقط وصرح بعض المشايخ كما في شرح منية المصلي بأنه لا ينوي في الوتر أنه واجب للاختلاف في وجوبه فظهر بهذا أن المذهب الصحيح صحة الاقتداء بالشافعي في الوتر إن لم يسلم على رأس الركعتين وعدمها إن سلم(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲ ص۴۲، باب الوتر والنوافل)

ليس منه ما لو اقتدى من يرى وجوب الوتر بمن يرى سنيته فإن ذلك صحيح للإتحاد ولا يختلف باختلاف الإعتقاد(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ۲۹۱،باب الإمامة)

(فروع)صح اقتداء متنفل بمتنفل، ومن يرى الوتر واجبا بمن يراه سنة(الدرالمختار)

(فروع اقتداء متنفل بمتنفل ومن يرى الوتر واجبا بمن يراه سنة)(قوله بمن يراه سنة) أي بشرط أن يصليه بسلام واحد، لأن الصحيح اعتبار رأي المقتدي، وعلى مقابله يصح مطلقا .وبقي قول ثالث، وهو أنه لا يصح مطلقا وتمامه في ح (ردالمحتار، ج۱ ص۵۹۰، ۵۹۱،باب الامامة)

(وَصَحَّ الِاقْتِدَاءُ فِيهِ) فَفِي غَيْرِهِ أَوْلَى إنْ لَمْ يَتَحَقَّقْ مِنْهُ مَا يُفْسِدُهَا فِي الْأَصَحِّ كَمَا بَسَطَهُ فِي الْبَحْرِ (بِشَافِعِيٍّ) مَثَلًا (لَمْ يَفْصِلْهُ بِسَلَامٍ) لَا إنْ فَصَلَهُ (عَلَى الْأَصَحِّ) فِيهِمَا لِلِاتِّحَادِ وَإِنْ اخْتَلَفَ الِاعْتِقَادُ (وَ) لِذَا (يَنْوِي الْوِتْرَ لَا الْوِتْرَ الْوَاجِبَ كَمَا فِي الْعِيدَيْنِ) لِلِاخْتِلَافِ(الدرالمختار)

(قَوْلُهُ فَفِي غَيْرِهِ أَوْلَى) وَجْهُ الْأَوْلَوِيَّةِ أَنَّ النِّيَّةَ مُتَّحِدَةٌ فِي الْفَرْضِ وَالنَّفْلِ، بِخِلَافِ الْوِتْرِ، فَهِيَ فِيهِ مُخْتَلِفَةٌ ط أَيْ لِأَنَّ إمَامَهُ يَنْوِيهِ سُنَّةً................(قَوْلُ عَلَى الْأَصَحِّ فِيهِمَا) أَيْ فِي جَوَازِ أَصْلِ الِاقْتِدَاءِ فِيهِ بِشَافِعِيٍّ وَفِي اشْتِرَاطِ عَدَمِ فَصْلِهِ، خِلَافًا لِمَا فِي الْإِرْشَادِ مِنْ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَصْلًا بِإِجْمَاعِ أَصْحَابِنَا لِأَنَّهُ اقْتِدَاءُ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ، وَخِلَافًا لِمَا قَالَهُ الرَّازِيّ مِنْ أَنَّهُ يَصِحُّ وَإِنْ فَصَلَهُ وَيُصَلِّي مَعَهُ بَقِيَّةَ الْوِتْرِ لِأَنَّ إمَامَهُ لَمْ يَخْرُجْ بِسَلَامِهِ عِنْدَهُ وَهُوَ مُجْتَهِدٌ فِيهِ كَمَا لَوْ اقْتَدَى بِإِمَامٍ قَدْ رَعَفَ.

قُلْت :وَمَعْنَى كَوْنِهِ لَمْ يَخْرُجْ بِسَلَامِهِ أَنَّ سَلَامَهُ لَمْ يُفْسِدْ وِتْرَهُ لِأَنَّ مَا بَعْدَهُ يُحْسَبُ مِنْ الْوِتْرِ، فَكَأَنَّهُ لَمْ يَخْرُجْ مِنْهُ، وَهَذَا بِنَاءٌ عَلَى قَوْلِ الْهِنْدُوَانِيُّ بِقَرِينَةِ قَوْلِهِ كَمَا لَوْ اقْتَدَى إلَخْ، وَمُقْتَضَاهُ أَنَّ الْمُعْتَبَرَ رَأْيُ الْإِمَامِ فَقَطْ، وَهَذَا يُخَالِفُ مَا قَدَّمْنَاهُ آنِفًا عَنْ نُوحٍ أَفَنْدِي.

(قَوْلُهُ لِلِاتِّحَادِ إلَخْ) عِلَّةٌ لِصِحَّةِ الِاقْتِدَاءِ .وَرَدٌّ عَلَى مَا مَرَّ عَنْ الْإِرْشَادِ بِمَا نَقَلَهُ أَصْحَابُ الْفَتَاوَى عَنْ ابْنِ الْفَضْلِ أَنَّهُ يَصِحُّ الِاقْتِدَاءُ لِأَنَّ كُلًّا يَحْتَاجُ إلَى نِيَّةِ الْوِتْرِ، فَأُهْدِرَ اخْتِلَافُ الِاعْتِقَادِ فِي صِفَةِ الصَّلَاةِ، وَاعْتُبِرَ مُجَرَّدُ اتِّحَادِ النِّيَّةِ .اهـ.

وَاسْتَشْكَلَهُ فِي الْفَتْحِ بِأَنَّهُ اقْتِدَاءُ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ وَإِنْ لَمْ يَخْطِرْ بِخَاطِرِهِ عِنْدَ النِّيَّةِ صِفَةُ السُّنِّيَّةِ أَوْ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پھر اگر وہ امام جہراً قنوت پڑھے، تو مقتدی کو امام کی دعا کے ساتھ ساتھ آمین کہنے پر اکتفاء کرنا چاہئے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

غَيْرُهَا، بَلْ مُجَرَّدُ الْوِتْرِ كَمَا هُوَ ظَاهِرُ إِطْلَاقِ التَّجْنِيسِ لِتَقَرُّرِ النَّفْلِيَّةِ فِى اعْتِقَادِهِ .وَرَدَّهُ فِى الْبَحْرِ بِمَا صَرَّحَ بِهِ فِى التَّجْنِيسِ أَيْضًا مِنْ أَنَّ الْإِمَامَ إِنْ نَوَى الْوِتْرَ وَهُوَ يَرَاهُ سُنَّةً جَازَ الِاقْتِدَاءُ كَمَنْ صَلَّى الظُّهْرَ خَلْفَ مَنْ يَرَى أَنَّ الرُّكُوعَ سُنَّةٌ، وَإِنْ نَوَاهُ بِنِيَّةِ التَّطَوُّعِ لَا يَصِحُّ الِاقْتِدَاءُ لِأَنَّهُ يَصِيرُ اقْتِدَاءَ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ اهـ وَلَمْ يَذْكُرْ الشَّارِحُ تَعْلِيلَ اشْتِرَاطِ عَدَمِ الْفَصْلِ بِسَلَامٍ اكْتِفَاءً بِمَا أَشَارَ إِلَيْهِ قَبْلَهُ مِنْ أَنَّ الْأَصَحَّ اعْتِبَارُ اعْتِقَادِ الْمُقْتَدِى، وَالسَّلَامُ قَاطِعٌ فِى اعْتِقَادِهِ فَيَفْسُدُ اقْتِدَاؤُهُ وَإِنْ صَحَّ شُرُوعُهُ مَعَهُ إِذْ لَا مَانِعَ مِنْهُ فِى الِابْتِدَاءِ كَمَا أَفَادَهُ ح.

(قَوْلُهُ وَلِذَا يَنْوِى) أَىْ لِأَجْلِ الِاخْتِلَافِ الْمَفْهُومِ مِنْ قَوْلِهِ وَإِنْ اخْتَلَفَ الِاعْتِقَادُ ط.

(قَوْلُهُ لَا الْوِتْرُ الْوَاجِبُ) الَّذِى يَنْبَغِى أَنْ يُفْهَمَ مِنْ قَوْلِهِمْ إنَّهُ لَا يَنْوِى أَنَّهُ وَاجِبٌ أَنَّهُ لَا يَلْزَمُهُ تَعْيِينُ الْوُجُوبِ لَا مَنْعُهُ مِنْ ذَلِكَ لِأَنَّهُ إنْ كَانَ حَنَفِيًّا يَنْبَغِى أَنْ يَنْوِيَهُ لِيُطَابِقَ اعْتِقَادَهُ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَهُ فَلَا تَضُرُّهُ تِلْكَ النِّيَّةُ بَحْرٌ.

(قَوْلُهُ لِلِاخْتِلَافِ) أَىْ فِى الْوُجُوبِ وَالسُّنِّيَّةِ، وَهُوَ عِلَّةٌ لِلْعِيدَيْنِ فَقَطْ، وَعِلَّةُ الْوِتْرِ قَدَّمَهَا بِقَوْلِهِ وَلِذَا لَوْ حَذَفَ هَذَا مَا ضَرَّ لِفَهْمِهِ مِنْ الْكَافِ ط(ردالمحتار، ج ۲ ص ۸،۷، بَابُ الْوِتْرِ وَالنَّوَافِلِ)

[1] ولو صلى الوتر خلف من يقنت فى الوتر بعد الركوع تابع فيه(المحيط البرهانى، ج ۱ ص ۴۷۳، الفصل الثالث عشر فى التراويح والوتر مسائل التراويح)

(ويأتى المأموم بقنوت الوتر) ولو بشافعي، يقنت بعد الركوع لانه مجتهد فيه(الدر المختار شرح تنوير الابصار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

(قول المصنف ويتبع المؤتم قانت الوتر) أى ولو كان الإمام شافعيا يقنت بعد الركوع لأن اختلافهم فى الفجر مع كونه منسوخا دليل على أنه يتابعه فى قنوت الوتر لكونه ثابتا بيقين كذا فى الدرر وصدر الشريعة وفى الشرنبلالية لا يخفى أن الشافعى يقنت باللهم اهدنا والحنفى باللهم إنا نستعينک فما يفعله فلينظر اهـ.

قال فى حواشى مسكين والظاهر أن المتابعة فى مطلق القنوت لا فى خصوص ما قنت به ثم رأيت الشيخ عبد الحى ذكر طبق ما فهمته اهـ.على أنه قدم المؤلف أن ظاهر الرواية أنه لا توقيت فيه (منحة الخالق على هامش البحرالرائق، ج۲ص۴۸، باب الوتر والنوافل)

ولو صلى الوتر بمن يقنت فى الوتر بعد الركوع فى القومة والمقتدى لا يرى ذلک تابعه فيه هكذا فى فتاوى قاضيخان(الفتاوىٰ الهندية، ج ۱ ص ۱۱۱، كتاب الصلاة، الباب الثامن فى صلاة الوتر)

(وَيَتْبَعُ الْمُؤْتَمُّ) الْحَنَفِىُّ فِى الْقُنُوتِ إمَامًا شَافِعِيًّا (قَانِتَ الْوِتْرِ وَلَوْ بَعْدَ الرُّكُوعِ)(مجمع الانهر، ج ۱ ص ۱۲۹، باب الوتر والنوافل)

وَلَمَّا تَرَجَّحَ ذَلِکَ خَرَجَ مَا بَعْدَ الرُّكُوعِ مَعَ كَوْنِهِ مَحَلًّا لِلْقُنُوتِ، فَلِذَا رُوِىَ عَنْ أَبِى حَنِيفَةَ أَنَّهُ لَوْ سَهَا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر۲۴...... جو امام وتروں میں دو رکعت پر سلام پھیر کر ایک رکعت الگ سے پڑھائے، بہت سے حنفیہ کے نزدیک اس کی اقتداء میں نمازِ وتر کا پڑھنا جائز نہیں۔ [1]

البتہ بعض حنفیہ کے نزدیک اس کی گنجائش ہے، جس کے پیشِ نظر مذکورہ طریقہ کے مطابق وتر پڑھانے والے امام کی اقتداء میں نمازِ وتر کا پڑھنا درست ہے۔ اور ہم نے اس کے دلائل اپنے رسالہ ''غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم'' کے جدید ایڈیشن میں ذکر کر دیئے ہیں، اور اسی کی ساتھ پہلے قول کی بھی وضاحت کر دی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عَنِ الْقُنُوتِ فَتَذَكَّرَهُ بَعْدَ الِاعْتِدَالِ لَا يَقْنُتُ، وَلَوْ تَذَكَّرَ فِي الرُّكُوعِ فَعَنْهُ رِوَايَتَانِ :إحْدَاهُمَا لَا يَقْنُتُ، وَالْأُخْرَى يَعُودُ إلَى الْقِيَامِ فَيَقْنُتُ .وَالَّذِي فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ لَا يَقْنُتُ فِي الرُّكُوعِ وَلَا يَعُودُ إلَى الْقِيَامِ، فَإِنْ عَادَ إلَى الْقِيَامِ وَقَنَتَ وَلَمْ يُعِدْ الرُّكُوعَ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُ لِأَنَّ رُكُوعَهُ قَائِمٌ لَمْ يَرْتَفِضْ .وَفِي الْخُلَاصَةِ بَعْدَمَا ذَكَرَ فِي الرِّوَايَتَيْنِ قَالَ فِي رِوَايَةٍ :يَعُودُ وَيَقْنُتُ وَلَا يُعِيدُ الرُّكُوعَ وَعَلَيْهِ السَّهْوُ قَنَتَ أَوْ لَمْ يَقْنُتْ، وَهَذَا يُحَقِّقُ خُرُوجَ الْقَوْمَةِ عَنْ الْمَحَلِّيَّةِ بِالْكُلِّيَّةِ إلَّا إذَا اقْتَدَى بِمَنْ يَقْنُتُ فِي الْوِتْرِ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَإِنَّهُ يُتَابِعُهُ اتِّفَاقًا(فتح القدير، ج ا ص ۴۲۹، باب صلاة الوتر)

(ويتبع قانت الوتر) أى يتبع فى قراء ة القنوت حنفى شافعيا يقنت بعد الركوع ؛ لأن اختلافهم فى الفجر كما سيأتى مع كونه منسوخا دليل على أنه يتابعه فى قنوت الوتر لكونه ثابتا بيقين فصار كالثناء والتشهد والدعاء بعده وتسبيحات الركوع والسجود(درر الحكام شرح غرر الأحكام، ج ا ص ۱۱۴،باب الوتر والنوافل)

والذى يظهر لى أن المقتدى يتابع إمامه إلا إذا جهر فيؤمن(رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل)

[1] ولم يذكر الشارح تعليل اشتراط عدم الفصل بسلام اكتفاء بما أشار إليه قبله من أن الأصح اعتبار اعتقاد المقتدى، والسلام قاطع فى اعتقاده فيفسد اقتداؤه وإن صح شروعه معه إذ لا مانع منه فى الابتداء كما أفاده ح(رد المحتار على الدر المختار، ج ۲ ص ۸،باب الوتر والنوافل)

وقال فى "المحيط :"ولا يقطع وتره .وقال أبو بكر الرازى :يجوز اقتداء الحنفى بمن يسلم على الركعتين فى الوتر ويصلى معه بقية الوتر؛ لأن إمامه لا يجزئه سلامه عنده لأنه مجتهد فيه، كما لو اقتدى بإمام قد رعف وهو يعتقد أن طهارته باقية؛ لأنه مجتهد فيه فطهارته باقية فى حقه .وقيل لا يصح الاقتداء فى الرعاف والحجامة وبه قال الأكثرون(البناية شرح الهداية، ج ۲ ص ۵۰۲، كتاب الصلاة، القنوت فى الوتر)

دراصل یہ مسئلہ اس پر مبنی ہے کہ امام ومقتدی کا زعم مختلف ہونے کی صورت میں مقتدی کے زعم کا اعتبار ہوگا یا امام کے زعم کا، مقتدی کے زعم معتبر ہونے کا قول حنفیہ کی کتب میں اصح قرار دیا گیا ہے، اور اکابر کے فتاویٰ بھی اسی کے مطابق ہیں۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر۲۵...... وتر کی نماز میں دعائے قنوت ہمیشہ پڑھنی چاہئے (نہ کہ صرف رمضان میں) جس کا طریقہ یہ ہے کہ وتروں کی تیسری رکعت میں قرائت سے فارغ ہوکر تکبیر کہے، اور تکبیر کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ (تکبیرِ تحریمہ کی طرح) کانوں تک اٹھائے، پھر ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھے، اور پھر دعائے قنوت سے فارغ ہوکر تکبیر کہتا ہوا رکوع میں جائے۔ [1]

مسئلہ نمبر۲۶...... وتر کی نماز میں کئی فقہاء کے نزدیک دعائے قنوت سنت ہے، اور اکثر حنفیہ کے نزدیک اگرچہ واجب ہے، مگر کسی مخصوص دعا کا پڑھنا واجب نہیں، بلکہ کسی بھی دعا کے پڑھ لینے سے واجب ادا ہوجاتا ہے۔ اور مشہور دعا جو ''اللھم انا نستعینک'' آخر تک پڑھی جاتی ہے، خاص اس کا پڑھنا سنت ومستحب ہے۔ لہٰذا کسی دوسری دعا کے پڑھ لینے سے بھی واجب ادا ہوجاتا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ ملاحظہ ہو: فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد۳ صفحہ ۱۴۵، ۱۵۴، ۲۲۳، ۲۳۷، ۲۵۴، ۲۶۹، ۲۷۰- امداد الاحکام جلد ۱ صفحہ ۵۳۷ و صفحہ ۵۹۲- امداد المفتیین صفحہ ۳۱۷- احسن الفتاویٰ جلد۳ صفحہ ۲۸۲- وفتاویٰ محمودیہ جلد ۱ صفحہ ۲۶۱، جلد۲ صفحہ ۱۷ وصفحہ ۹۵ وجلد۵ صفحہ ۲۹۴ وجلد۹ صفحہ ۶۲ وجلد ۱۶ صفحہ ۳۴۹- آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد۲ صفحہ ۲۳۹ وصفحہ ۲۵۸ و۲۵۹- فتاویٰ حقانیہ جلد۳ صفحہ ۱۳۴- فتاویٰ عثمانی جلد ۱ صفحہ ۵۱۷، وصفحہ ۵۱۹۔

اس مسئلہ کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب ''غیر حنفی کی اقتداء میں نماز کا حکم'' میں بیان کردی ہے۔ محمد رضوان

[1] وقال أبو حنيفة رحمه الله القنوت فى الوتر قبل الركعة الثالثة إذا فرغ من السورة كبر ورفع يديه ثم خفضهما ثم دعا ثم كبر فلم يرفع يديه ثم ركع (الحجة على أهل المدينة، ج ۱ ص ۱۹۹، باب عدد الوتر)

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ العِلْمِ فِي القُنُوتِ فِي الوِتْرِ. فَرَأَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ القُنُوتَ فِي الوِتْرِ فِي السَّنَةِ كُلِّهَا، وَاخْتَارَ القُنُوتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ، وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ العِلْمِ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ المُبَارَكِ، وَإِسْحَاقُ، وَأَهْلُ الكُوفَةِ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ كَانَ لَا يَقْنُتُ إِلَّا فِي النِّصْفِ الآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَكَانَ يَقْنُتُ بَعْدَ الرُّكُوعِ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ إِلَى هَذَا، وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ (سنن الترمذى، تحت حديث رقم ۴۶۴، ابواب الوتر، باب ما جاء فى القنوت فى الوتر)

[2] أما الأول فالقنوت واجب عند أبى حنيفة وعندهما سنة، والكلام فيه كالكلام فى أصل الوتر (بدائع الصنائع، ج ۱ ص ۲۷۳، فصل فى القنوت)

قوله: وقنوتُ الوتر؛ القنوت لغة: مطلقُ الدعاء، وهو المرادُ هاهنا لا خصوصُ الدعاء الذى تقرأه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر ۲۷...... اگر کسی کو مشہور دعائے قنوت پوری یاد نہیں ہے تو جتنی یاد ہے اتنی پڑھ لے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أكثرُ الحنفيَّة من :اللهم إنّا نستعينكُ ونستغفرك الخ؛ فإنّ الواجبَ هو قراءةُ مطلقِ الدعاءِ في الركعةِ الآخرةِ من الوتر .كذا في غنية المستملي وغيره، وفي الاكتفاءِ عليه إشارةٌ إلى أنَّ رفعَ اليدين عند القنوتِ والتكبيرُ عند ابتدائهِ ليس بواجب، وهو الصحيح، كما حقَّقه صاحب البحر وغيره(عمدة الرعاية بتحشية شرح الوقاية،كتابُ الصَّلاة)

(قوله وقراءة قنوت الوتر) أقحم لفظ (قراءة) إشارة إلى أن المراد بالقنوت الدعاء لا طول القيام كما قيل، وحكاهما في المجتبى، وسيجيء في محله .ابن عبد الرزاق :ثم وجوب القنوت مبني على قول الإمام :وأما عندهما فسنة، فالخلاف فيه كالخلاف في الوتر كما سيأتي في بابه (قوله وهو مطلق الدعاء) أي القنوت الواجب يحصل بأي دعاء كان في النهر، وأما خصوص :اللهم إنا نستعينك فسنة فقط، حتى لو أتى بغيره جاز إجماعا (رد المحتار على الدر المختار ج ١ ص ٤٦٨، كتاب الصلاة، واجبات الصلاة)

واختلف المشايخ في حقيقة القنوت الذي هو واجب عنده؛ فنقل في المجتبى أنه طول القيام دون الدعاء، وفي الفتاوى الصغرى العكس، وينبغي تصحيحه بحر .قال في المغرب :وهو المشهور، وقولهم دعاء القنوت إضافة بيان اهـ ومثله في الإمداد .ثم القنوت واجب عنده سنة عندهما كالخلاف في الوتر كما في البحر والبدائع، لكن ظاهر ما في غرر الأفكار عدم الخلاف في وجوبه عندنا، فإنه قال :القنوت عندنا واجب .وعند مالك مستحب .وعند الشافعي من الأبعاض .وعند أحمد سنة تأمل . (قوله ويسن الدعاء المشهور) قدمنا في بحث الواجبات التصريح بذلك عن النهر .وذكر في البحر عن الكرخي أن القنوت ليس فيه دعاء مؤقت لأنه روى عن الصحابة أدعية مختلفة ولأن المؤقت من الدعاء يذهب برقة القلب .وذكر الإسبيجابي أنه ظاهر الرواية .وقال بعضهم :المراد ليس فيه دعاء مؤقت ما سوى :اللهم إنا نستعينك .وقال بعضهم :الأفضل التوقيت ورجحه في شرح المنية تبركا بالمأثور اهـ.

والظاهر أن القول الثاني والثالث متحدان، وحاصلهما تقييد ظاهر الرواية بغير المأثور كما يفيده قول الزيلعي .وقال في المحيط والذخيرة :يعني من غير قوله اللهم إنا نستعينك إلخ واللهم اهدنا إلخ اهـ فلفظ يعني بيان لمراد محمد في ظاهر الرواية، فلا يكون هذا القول خارجا عنها، ولذا قال في شرح المنية :والصحيح أن عدم التوقيت فيما عدا المأثور لأن الصحابة اتفقوا عليه ولأنه ربما يجري على اللسان ما يشبه كلام الناس إذا لم يؤقت ثم ذكر اختلاف الألفاظ الواردة في اللهم إنا نستعينك إلخ .ثم ذكر أن الأولى أن يضم إليه اللهم اهدني إلخ وأن ما عدا هذين فلا توقيت فيه، ومنه ما عن ابن عمر "أنه كان يقول بعد عذابك الجد بالكفار ملحق :اللهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات، وألف بين قلوبهم، وأصلح ذات بينهم، وانصرهم على عدوك وعدوهم .اللهم العن كفرة الكتاب الذين يكذبون رسلك ويقاتلون أولياءك .اللهم خالف بين كلمتهم، وزلزل أقدامهم، وأنزل عليهم بأسك الذي لا يرد عن القوم المجرمين "ومنه ما أخرجه الأربعة وحسنه الترمذي أنه -عليه الصلاة والسلام- ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور اگر بالکل یاد نہیں تو اس کی جگہ

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھے

یا "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ" تین بار پڑھے

یا پھر "یَارَبِّ" تین بار کہہ لے۔

لیکن جلد از جلد اسے مسنون وماثور دعائے قنوت یاد کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ كان يقول في آخر وتره :اللهم إني أعوذ برضاك من سخطك، وبمعافاتك، من عقوبتك، وأعوذ بك منك، لا أحصي ثناء عليك، أنت كما أثنيت على نفسك وغير ذلك من الأدعية التي لا تشبه كلام الناس .ومن لا يحسن القنوت يقول (ربنا آتنا في الدنيا حسنة) (البقرة: ٢٠١) الآية .وقال أبو الليث يقول :اللهم اغفر لي يكررها ثلاثا، وقيل يقول :يا رب ثلاثا، ذكره في الذخيرة .اهـ.

أقول :هذا يفيد أن ما في البحر من قوله ذكر الكرخي أن مقدار القيام في القنوت مقدار سورة (إذا السماء انشقت) (الانشقاق1 :) وكذا ذكر في الأصل اهـ بيان للأفضل، أو هو مبني على القول بأن القنوت الواجب هو طول القيام لا الدعاء تأمل.

هذا، وذكر في الحلية أن ما مر من أنه -صلى الله عليه وسلم -كان يقول في آخر وتره اللهم إني أعوذ برضاك من سخطك إلخ .جاء في بعض روايات النسائي أنه كان يقوله إذا فرغ من صلاته وتبوأ مضجعه(ردالمحتار، ج٢ص ٦،٧، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

(ثُمَّ يَقْنُتُ فِيهِ) أي في الوتر وجوباً .لِمَا روى الدَّارَقُطْنِيّ عن سُوَيْد بن غَفَلَة قال :سمعت أبا بكر وعمر وعلياً ـ رَضِيَ الله عنهم ـ يقولون :قَنَتَ رسول الله صلى الله عليه وسلم في آخر الوتر، وكانوا يفعلون ذلك .والمواظبة دليل الوجوب، إلَّا أنْ يقوم دليل على عدمه .وقال بعض المحققين :ولم نقف بعد على دليل نقلي في رفع اليدين والتكبير، ولا على ما يقتضي وجوب القنوت.

وأما (قول صاحب الهداية :لقوله عليه الصلاة والسلام للحسن حين علمه دعاء القنوت :) اجعل هذا في وترك .فلم يوجد فيه لفظ الأمر .وعلى تقدير وجوده لا يدل على الوجوب، لعدم بلوغ الحسن حينئذٍ، فإذا لم يجب على المأمور، لا يجب على غيره .وكذا قوله عليه الصلاة والسلام :لا تُرفع الأيدي إلا في سبع مواطن لم يَعُدَّ الوتر منها في الحديث (شرح النقاية،فصلٌ في الوِتْرِ والنَّوَافِلِ)

وعندي الْقُنُوت والتكبير ثابت كما مر في الدلائل ولكن كون سنتهما راجح، كماهو قول الصاحبين رحمهماالله .م.ر.ن.

[1] ومن لا يحسن القنوت يقول (ربنا آتنا في الدنيا حسنة) الآية وقال أبو الليث يقول : اللهم اغفر لي يكررها ثلاثا، وقيل يقول :يا رب ثلاثا، ذكره في الذخيرة اهـ (ردالمحتار، ج٢ص٧، باب الوتر والنوافل)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر ۲۸...... مشہور دعائے قنوت یعنی ''اللھم انا نستعینک الخ'' کے ساتھ اگر احادیث میں مذکور دوسری مسنون دعا بھی ملا کر پڑھ لی جائے، تو کوئی حرج نہیں، بلکہ بعض کے نزدیک بہتر ہے۔ [1]

اور اگر احادیث میں مذکور کسی دوسری مسنون دعائے قنوت (مثلاً حضرت علی یا حضرت حسن سے مروی دعائے قنوت) کے پڑھنے پر اکتفاء کرے تو بھی کوئی گناہ نہیں۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ومن لا يحسن القنوت بالعربية أو لا يحفظه ففيه ثلاثة أقوال مختارة قيل يقول يا رب ثلاث مرات ثم يركع وقيل يقول اللهم اغفر لى ثلاث مرات وقيل اللهم ربنا آتنا فى الدنيا حسنة وفى الآخرة حسنة وقنا عذاب النار والظاهر أن الاختلاف فى الأفضلية لا فى الجواز وأن الأخير أفضل لشموله وأن التقييد بمن لا يحسن العربية ليس بشرط بل يجوز لمن يعرف الدعاء المعروف أن يقتصر على واحد مما ذكر لما علمت أن ظاهر الرواية عدم توقيته (البحرالرائق، ج۲ص۴۵، باب الوتر والنوافل)

وَمَنْ لَا يَقْدِرُ عَلَى هَذَا يَقُولُ :اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ثَلَاثًا وَهُوَ اخْتِيَارُ الْإِمَامِ أَبِي اللَّيْثِ أَوْ يَقُولُ :اللَّهُمَّ (رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ) (البقرة: ۲۰۱) كَمَا فِي مِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ (مجمع الانهر، ج۱ص۱۲۹، باب الوتر والنوافل)

ومن لا يحسن دعاء القنوت قال المرغيناني :يقول على وجه الاستحباب اللهم اغفر لى ثلاثا.

وفى "الواقعات "و "الذخيرة :"اللهم اغفر لنا ثلاثا أو أكثر، وقيل :يقول يا رب ثلاثا ذكره فى "الذخيرة "، وقيل :يقول ربنا آتنا فى الدنيا حسنة وفى الآخرة حسنة، وهو اختيار بعض المشايخ (البناية شرح الهداية، ج۲ص۵۰۴، باب صلاة الوتر)

ومن لا يحسن القنوت يقول ربنا آتنا فى الدنيا حسنة إلخ قال الفقيه أبو الليث رحمه الله تعالى يقول اللهم اغفر لى ويكرر ثلاثاً(فتاویٰ قاضیخان، كتاب الصلاة)

[1] اور اسی وجہ سے اگر کسی نے دعائے قنوت کا کچھ حصہ یا پوری دعائے قنوت ایک سے زیادہ مرتبہ پڑھ لی تب بھی نماز ادا ہو جائے گی اور سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا (کذا فی: احسن الفتاویٰ، ج۳ص۴۵۰)

[2] وقال بعض مشايخنا :المراد من قوله ليس فى القنوت دعاء موقت ما سوى قوله اللهم إنا نستعينك؛ لأن الصحابة -رضى الله عنهم -اتفقوا على هذا فى القنوت فالأولى أن يقرأه.

ولو قرأ غيره جاز ولو قرأ معه غيره كان حسنا، والأولى أن يقرأ بعده ما علم رسول الله -صلى الله عليه وسلم -الحسن بن على -رضى الله عنهما -فى قنوته اللهم اهدنا فيمن هديت إلى آخره، وقال بعضهم :الأفضل فى الوتر أن يكون فيه دعاء موقت؛ لأن الإمام ربما يكون جاهلا فيأتى بدعاء يشبه كلام الناس فيفسد الصلاة، وما روى عن محمد أن التوقيت فى الدعاء يذهب رقة القلب محمول على أدعية المناسك دون الصلاة لما ذكرنا(بدائع الصنائع، ج۱ص۲۷۳،فصل فى القنوت)

ولو قرأ غيره جاز ولو قرأ معه غيره كان حسنا والأولى أن يقرأ بعده ما علمه رسول الله ﷺ الحسن بن على فى قنوته اللهم اهدنى فيمن هديت إلى آخره(البحر الرائق، ج۲ص۴۵، باب الوتر والنوافل)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

چنانچہ احادیث میں ایک دعائے قنوت اس طرح آئی ہے کہ:

”اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ، وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ، لَا أُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ، أَنْتَ کَمَا أَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ“

ترجمہ: اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں، آپ کی رضا کے ذریعہ سے، آپ کی ناراضگی سے، اور آپ کی معافی کے ذریعہ سے آپ کے عذاب سے، اور میں پناہ چاہتا ہوں، آپ کے ذریعہ سے آپ سے، میں شمار نہیں کرسکتا آپ کی تعریف کو، آپ ویسے ہی ہیں، جیسی کہ آپ نے اپنی تعریف فرمائی ہے (سنن نسائی، حدیث نمبر ۱۷۴۷، ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۴۲۷، سنن ترمذی، حدیث نمبر ۳۵۶۶، باب فی دعاء الوتر، مسند احمد، حدیث نمبر ۷۵۱)

اور ایک دعائے قنوت اس طرح آئی ہے کہ:

”اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ، وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ، وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا أَعْطَیْتَ، وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ، إِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ، وَإِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ، وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ، تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ“

ترجمہ: یا اللہ! مجھے ہدایت دیجیے اُن لوگوں میں جن کو آپ نے ہدایت عطا فرمائی، اور عافیت دیجیے مجھے ان لوگوں میں جن لوگوں کو آپ نے عافیت عطا فرمائی، اور کارسازی فرمایئے، میری اُن لوگوں میں جن کی آپ نے کارسازی فرمائی، اور برکت عطا فرمایئے مجھے اُن چیزوں میں جو آپ نے مجھے عطا فرمائیں، اور حفاظت فرمایئے میری اُن چیزوں کے شَر سے جن کا آپ نے فیصلہ فرمایا، بے شک آپ ہی فیصلہ کرنے والے ہیں، اور آپ کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں

Idara ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کیا جاسکتا، بے شک جس کی آپ مدد فرمائیں، وہ ذلیل نہیں ہوسکتا، اور جس سے آپ بیزاری فرمائیں، وہ کبھی عزت نہیں پاسکتا، آپ بابرکت ہیں، ہمارے رب ہیں، اور بلند وبالا ہیں (ابوداؤد) [۱]

مسئلہ نمبر ۲۹...... وتر کی نماز میں دعائے قنوت سے پہلے، تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کہنے کے واجب یا سنت ہونے میں اختلاف ہے۔

لہٰذا اگر یہ تکبیر بھولے سے چھوٹ جائے، تو سجدۂ سہو نہ کرنے کی بھی گنجائش ہے، اور اگر کوئی کرلے، تو احتیاط ہے۔ [۲]

---

[۱] حدیث نمبر ۱۴۲۵، واللفظ لہٗ، المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر ۲۷۰۱، سنن البیهقی، حدی نمبر ۳۱۳۸، معرفة الصحابة لابی نعیم، حدیث نمبر ۱۷۶۱، مسنداحمد، حدیث نمبر ۱۷۱۸، ترمذی، حدیث نمبر ۴۶۴، سنن نسائی، حدیث نمبر ۱۷۴۵.

[۲] (قوله وكذا تكبير قنوته) أى الوتر. قال فى البحر فى باب سجود السهو: ومما ألحق به: أى بالقنوت تكبيره؛ وجزم الزيلعى بوجوب السجود بتركه: وذكر فى الظهيرية أنه لو تركه لا رواية فيه، وقيل يجب السجود اعتبارا بتكبيرات العيد، وقيل لا. اهـ. وينبغى ترجيح عدم الوجوب لأنه الأصل، ولا دليل عليه، بخلاف تكبيرات العيد اهـ (قوله وتكبيره ركوع الثالثة زيلعى) كذا عزاه إلى الزيلعى فى النهر، وتبعه الشارح. قال السيد أبو السعود فى حواشى مسكين فى باب سجود السهو: قال شيخنا: هذا سهو لعدم وجوده فى الزيلعى، لا فى الصلاة ولا فى السهو، ولعله سبق نظره إلى ما ذكره الزيلعى بقوله ولو ترك التكبيرة التى بعد القراءة قبل القنوت سجد للسهو، فتوهم أن هذه تكبيرة الثالثة من الوتر وليس كذلك. وإنما هى تكبيرة القنوت اهـ وكذا نبه الرحمتى على أنه لم يجده فيه(رد المحتار على الدر المختار، ج ا ص ۴۶۸، ۴۶۹، كتاب الصلاة، واجبات الصلاة)
ولو ترك التكبيرة التى بعد القراءة قبل القنوت سجد للسهو ولأنها بمنزلة تكبيرات العيد كذا فى التبيين(الفتاوى الهندية، ج ا ص ۱۲۸، كتاب الصلاة، الباب الثانى عشر فى سجود السهو)
وكذلك يجب سجود السهو فى ترك التكبير الأولى، فى القنوت (وعليه المحققون من أصحابنا(المحيط البرهانى فى الفقه النعمانى، ج ا ص ۵۰۱، كتاب الصلاة، الفصل السابع عشر فى سجود السهو، نوع فى بيان ما يجب به سجود السهو وما لا يجب)
قوله: وقنوتُ الوتر؛ القنوت لغة؛ مطلقُ الدعاء، وهو المرادُ هاهنا لا خصوصُ الدعاء الذى تقرأه أكثرُ الحنفيَّة من: اللهم إنّا نستعينكُ ونستغفرك الخ؛ فإنّ الواجبَ هو قراءةُ مطلقِ الدعاءِ فِى الركعةِ الآخرةِ من الوتر. كذا فى غنية المستملى وغيره، وفى الاكتفاءِ عليه إشارةٌ إلى أنَّ رفعَ اليدين عند القنوتِ والتكبيرُ عند ابتدائهِ ليس بواجب، وهو الصحيح، كما حقَّقه صاحب البحر وغيره(عمدة الرعاية بتحشية شرح الوقاية، كتابُ الصَّلاة)
وقَبْلَ رُكُوعِ الثَّالِثَةِ يُكَبِّرُ) أى استحباباً (رَافِعَاً يَدَيْهِ) أى حِذَاء أذنيه، لأن الحالة قد اختلفت(شرح النقاية، فصلٌ فى الوِتْرِ والنَّوَافِلِ)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر ۳۰...... رکوع سے پہلے دعائے قنوت کے وقت میں جو تکبیر کہی جاتی ہے، وہ تکبیر دعائے قنوت کے افتتاح کے لئے ہے، اس لئے اس تکبیر کے وقت میں ہاتھ اٹھانے کی وہی کیفیت ہوگی، جو تکبیرِ تحریمہ کے وقت میں ہوتی ہے۔

بعض لوگ دعاءِ قنوت کے لئے ہاتھ اٹھاتے وقت پہلے دونوں ہاتھ نیچے چھوڑتے ہیں پھر اَللّٰہُ اَکْبَر کے لئے کانوں تک اٹھاتے ہیں۔

شرعاً اس کی ضرورت نہیں بلکہ نیچے لے جائے بغیر اٹھالینا کافی ہے۔ [۱]

[۱] حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ سُلَيْمَانَ ,عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ أَبِي يُوسُفَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ ,عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ " :تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ :فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ,وَفِي التَّكْبِيرِ لِلْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ ,وَفِي الْعِيدَيْنِ ,وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ ,وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ,وَبِجُمْعٍ وَعَرَفَاتٍ ,وَعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ "قَالَ أَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ اللهُ :فَأَمَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ فِي الْعِيدَيْنِ ,وَفِي الْوِتْرِ ,وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ ,فَيَجْعَلُ ظَهْرَ كَفَّيْهِ إِلَى وَجْهِهِ ,وَأَمَّا فِي الثَّلَاثِ الْأُخَرِ ,فَيَسْتَقْبِلُ بِبَاطِنِ كَفَّيْهِ وَجْهَهُ فَأَمَّا مَا ذَكَرْنَا فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ,فَقَدِ اتَّفَقَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى ذَلِكَ جَمِيعًا وَأَمَّا التَّكْبِيرَةُ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ ,فَإِنَّهَا تَكْبِيرَةٌ زَائِدَةٌ فِي تِلْكَ الصَّلَاةِ ,وَقَدْ أَجْمَعَ الَّذِينَ يَقْنُتُونَ قَبْلَ الرُّكُوعِ عَلَى الرَّفْعِ مَعَهَا فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ ,أَنْ يَكُونَ كَذَلِكَ كُلُّ تَكْبِيرَةٍ زَائِدَةٍ فِي كُلِّ صَلَاةٍ ,فَتَكْبِيرُ الْعِيدَيْنِ الزَّائِدُ فِيهَا عَلَى سَائِرِ الصَّلَاةِ ,كَذَلِكَ أَيْضًا وَأَمَّا عِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ ,فَإِنَّ ذَلِكَ جُعِلَ تَكْبِيرًا يُفْتَتَحُ بِهِ الطَّوَافُ ,كَمَا يُفْتَتَحُ بِالتَّكْبِيرِ الصَّلَاةُ وَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا(شرح معاني الآثار،تحت حديث رقم ۳۸۲۵،بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ)

(وإذا أراد أن يقنت كبر) ش :يعني مصلي الوتر إذا فرغ من القراء ة في الركعة الثالثة كبر، خلافا لبعض أصحاب الشافعي .وقال أحمد :إذا قنت قبل الركوع كبر ثم أخذ في القنوت .قال في " المغني "لابن قدامة، وقد روى عن عمر -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -أنه كان إذا فرغ من القراء ة كبر، ومن يقنت بعد الركوع يكبر حين يركع، ونقل عن المزني أنه قال :زاد أبو حنيفة تكبيرة في القنوات لم تثبت في السنة ولا دل عليها قياسه، وقال أبو نصر الأقطع :هذا خطأ منه، فإن ذلك روى عن علي وابن عمر والبراء بن عازب -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ -والقياس يدل عليه أيضا، وأشار إليه المصنف بقوله م :(لأن الحالة قد اختلفت) ش :أي لأن حالة المصلي قد اختلفت؛ لأنه كان في حالة قراء ة القرآن ثم ينتقل إلى حالة قراء ة القنوت والحالتان مختلفتان، والتكبير في الصلاة عند اختلاف الحالة مشروع كما في حال الانتقال من القيام إلى الركوع ومن القومة إلى السجود.

فإن قلت :كان ينبغي أن يكبر بين الثناء والقراء ة لاختلاف الحالة .قلت :الثناء مكمل للتكبير؛ لأنه يجانسه لكونه ثناء ، وأما القنوت فواجب فيفرد بحكم على حدة، ولأن رفع اليد ثبت بالحديث

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر ۳۱...... وتر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھتے وقت مناسب یہ ہے کہ دونوں ہاتھ آگے باندھ کر رکھے جائیں، اور اگر کوئی چھوڑ کر رکھے، تو بھی گناہ نہیں۔ ۱؎

مسئلہ نمبر ۳۲...... وتر کی نماز تنہا بغیر جماعت کے پڑھنے والے شخص کو بلند آواز سے قرائت کرنا جائز ہے، اور جہاں تک دعائے قنوت کا مسئلہ ہے، تو افضل یہ ہے کہ دعائے قنوت آہستہ آواز میں پڑھے، اور اگر کبھی اونچی آواز میں پڑھ لے، تو بھی گناہ نہیں۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الذی یأتی الآن وأنه غیر مشروع بلا تکبیر کما فی تکبیرة الافتتاح وتکبیرات العیدین(البنایة شرح الهدایة، ج۲ ص۴۹۲،باب صلاة الوتر)

والثالث رفع الیدین عند القنوت ففی قول ابی حنیفة واحدی الروایتین عن ابی یوسف ومحمد یرفع فی الوتر الیدین کما یرفع فی الافتتاح. وفی قول ابی عبد الله واحدی الروایتین عن ابی یوسف وقول مالک لا یرفع ولکن یقلبها للدعاء القنوت قبل الرکوع او بعده(النتف فی الفتاویٰ، ج۱ ص۱۰۳،۱۰۴، کتاب الصلاة،رفع الیدین عند القنوت)

۱؎ والأصل أن کل قیام فیه ذکر مسنون یعتمد فیه وما لا فلا هو الصحیح، فیعتمد فی حالة القنوت وصلاة الجنازة، ویرسل فی القومة وبین تکبیرات الاعیاد(الهدایة شرح البدایة، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

والصحیح ما قاله شمس الأئمة الحلوانی وهو الذی أشار إلیه فی الکتاب أن کل قیام فیه ذکر مسنون، فالسنة فیه الاعتماد کما فی حالة الثناء والقنوت وصلاة الجنازة، وکل قیام لیس فیه ذکر مسنون فالسنة فیه الإرسال فیرسل فی القومة عن الرکوع وبین تکبیرات الأعیاد، وبه کان یفتی شمس الأئمة السرخسی وبرهان الأئمة والصدر الشهید .وذکر فی فتاوی قاضی خان :وکلما فرغ من التکبیر یضع یده الیمنی علی الیسری تحت السرة، وکذا فی تکبیرات العید وتکبیرات الجنازة والقنوت ویرسل فی القومة(العنایة ، ج۱ ص۲۸۸، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

(ووقت) قراءة (الثناء) فی سائر الصلوات (و) وقت قراءة (القنوت) فی الوتر (یأخذ الید بالید علی قول أکثر المشایخ) اختیارا منهم لقول أبی حنیفة وأبی یوسف رحمهما الله وعند أبی حفص الفضلی یرسل فی جمیع ذلک اختیارا منه لقول محمد رحمه الله(منیة المصلی، کتاب الصلاة)

واختلفوا أنه یرسل یدیه فی القنوت أم یعتمد والمختار أنه یعتمد .هکذا فی فتاوی قاضی خان (الفتاوی الهندیة، ج۱ ص۱۱۱، کتاب الصلاة، الباب الثامن فی الوتر)

یضع یدیه فی القنوت وصلاة الجنازة عندهما؛ لأن فیهما ذکرا مسنونا (خلافا له) أی لمحمد فیرسل فیهما عنده لعدم القراءة(مجمع الانهر، ج۱ ص۹۴، باب صفة الشروع فی الصلاة)

۲؎ اقول: الوتر داخل فی صلاة اللیل، ویجوز فی صلاة اللیل الجهر فی القراءة.محمد رضوان.

(وخیر المنفرد) بین الجهر والإخفاء (فی نفل اللیل) ؛ لأن النوافل أتباع الفرائض لکونها مکملات

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

مسئلہ نمبر ۳۴۳...... جماعت سے وتر پڑھے جانے کی صورت میں افضل یہ ہے کہ امام اور مقتدی دونوں آہستہ آواز میں دعائے قنوت پڑھیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لها فيخير فيها كما يخير فى الفرائض، وإن كان إماما جهر لما ذكر من أنها أتباع الفرائض؛ ولهذا يخفى فى نوافل النهار، ولو كان إماما.

(وفى الفرض الجهرى إن كان فى وقته) أى إذا أراد المنفرد أداء الجهرى خير إن شاء جهر لكونه إمام نفسه، وإن شاء خافت؛ إذ ليس خلفه من يسمعه.

(وفضل الجهر) ليكون الأداء على هيئة الجماعة وروى أن من صلى على تلك الهيئة صلت بصلاته صفوف من الملائكة(مجمع الانهر، ج ا ص ۱۰۳، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل فى احكام القراء ة فى الصلاة)

والمنفرد إن شاء جهر، وإن شاء خفت(الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة،فصل فى التراويح)

وأما صفة دعاء القنوت من الجهر والمخافتة فقد ذكر القاضى فى شرحه مختصر الطحاوى أنه إن كان منفردا فهو بالخيار إن شاء جهر وأسمع غيره وإن شاء جهر وأسمع نفسه وإن شاء أسر كما فى القراء ة وإن كان إماما يجهر بالقنوت لكن دون الجهر بالقراء ة فى الصلاة والقوم يتابعونه هكذا إلى قوله إن عذابك بالكفار ملحق، وإذا دعا الإمام بعد ذلك هل يتابعه القوم؟ ذكر فى الفتاوى اختلافا بين أبى يوسف ومحمد، فى قول أبى يوسف يتابعونه ويقرء ون وفى قول محمد لا يقرء ون ولكن يؤمنون، وقال بعضهم إن شاء القوم سكتوا (بدائع الصنائع، ج ا ص ۲۷۴،فصل فى القنوت)

وأما الثانى فعن محمد يقنت الإمام ويسكت المقتدى، وهذا كقول بعضهم فى القنوت يتحمله الإمام عن المقتدى كالقراء ة ويجهر به، والأصح أنه يقنت كالإمام، ثم هل يجهر به الإمام؟ اختاره أبو يوسف فى رواية ويتابعونه إلى بالكفار ملحق، وإذا دعا الإمام :يعنى اللهم اهدنى فيمن هديت أو غيره بعد ذلك هل يتابعونه؟ ذكر فى الفتاوى خلافا بين أبى يوسف ومحمد فى قول محمد لا ولكن يؤمنون، وقال بعضهم :إن شاء وا سكتوا، وقال الشيخ أبو بكر محمد بن الفضل :عندى يخفى الإمام، وكذا المقتدى لأنه ذكر كسائر الأذكار وثناء الافتتاح............وأما المنفرد ففى البدائع نقلا عن شرح مختصر الطحاوى للقاضى أنه مخير فيه بين الجهر والإخفاء كالقراء ة، والذى يقتضيه اختيار من اختار الإخفاء، واختار المصنف تبعا لابن الفضل -رحمه الله -الإخفاء وهو الأولى، وفى الحديث خير الذكر الخفى ولأنه المتوارث فى مسجد أبى حفص الكبير وهو من أصحاب محمد فهو ظاهر فى أنه علمه من محمد فى القنوت(فتح القدير ج ا ص ۴۳۸، كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر)

السادس :إنه يجهر بالقنوت أو يخافت به وقع فى بعض الكتب أن على قول محمد رحمه الله يخافت؛ لأنه دعاء والسبيل فى الدعاء الإخفاء، على قول أبى يوسف رحمه الله يجهر به لما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلّمأنه كان يجهر به، حتى روى أن الصحابة رضى الله عنهم تعلموا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور اگر کوئی امام جہری آواز میں دعائے قنوت پڑھے، تاکہ مقتدیوں کو بھی دعائے قنوت یاد ہوجائے، تو بھی بعض کے نزدیک گنجائش ہے، اس صورت میں مقتدی کو دعائے قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں، بلکہ وہ امام کی دعا کے ساتھ آہستہ آواز میں آمین کہتا رہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

القنوت فی قراء ة رسول الله علیه السلام، ووقع فی بعض الکتب الخلاف علی عکس هذا علی قول أبی یوسف رحمه الله (کانت) به، وعلی قوله محمد رحمه الله یجهر به وذکر القاضی الإمام علاء الدین المعروف ....رحمه الله فی شرح المختلفات :أن المنفرد یخافت بالقنوت، والإمام یخافت عند بعض المشایخ.منهم :الشیخ الإمام أبو بکر بن محمد الفضل، والشیخ الإمام أبو حفص الکبیر رحمه الله فلولا علم فی إشارة محمد بن الحسن رحمة الله علیه :أنه من سنّته المخافتة وإلا لما خالف أستاذه، وهذا لأنه دعاء علی الحقیقة وخیر الدعاء الخفی قال رحمه الله، وقد کانوا یستحسنون الجهر فی بلاد العجم، لیتعلموا کما جهر عمر رضی الله عنه إلینا حین قدم وفد العراق، وقال بعض مشایخ زماننا إن کان الغالب فی الفقه أنهم لا یعلمون دعاء القنوت،فالإمام یجهر به لیتعلموا منه .وقد صح عن رسول الله صلی الله علیه وسلّمجهر به، والصحابة تعلموا القنوت فی قراء ته، وإن کان الغالب فیهم أنهم یعلمون یخفی به، لأنه دعاء ، والسبیل فی الدعاء الخفیة، وقال بعض المشایخ :یجب أن یجهر به، لأن له شبهاً بالقرآن، فإن الصحابة رضوان الله علیهم اختلفوا فیه، قال بعضهم هما سورتان من القرآن ویجهر بما هو فرض علی الحقیقة، فکذا بما له نسبة بالقرآن، وقال صاحب شرح الطحاوی :الإمام یجهر بالقنوت، ویکون ذلک الجهر دون الجهر بالقراء ة فی الصلاة.السابع :فی بیان المقتدی هل یقرأ القنوت؟ذکر القاضی الإمام عز الدین فی شرح المختلفات :إن علی قول أبی یوسف رحمه الله :یقرأ، وعلی قول محمد رحمه الله :لا یقرأ، وهکذا ذکر فی الفتاوی ، وذکر فی موضع آخر أن القوم یُؤمنون عند محمد رحمه الله ویسکتون، عند أبی یوسف رحمه الله القوم بالخیار إن شاؤوا قرأوا، وإن شاؤوا سکتوا .وقال محمد رحمه الله: إن شاؤوا قرؤوا وإن شاؤوا أمنوا لدعائه، وذکر الطحاوی رحمه الله :أن القوم یتابعونه إلی قوله؛ إن عذابک بالکفار ملحق، فإذا دعا الإمام، فعند أبی یوسف رحمه الله یتابعونه، وعند محمد رحمه الله یؤمنون(المحیط البرهانی، ج ۱ ص ۴۷۱، ۴۷۲، الفصل الثالث عشر فی التراویح والوتر)

۱؎ قال أبو یوسف :إذا قنت فی الوتر لا یجهر ، ویقنت المقتدی أیضا لأنه دعاء ، والأفضل فیه الإخفاء .وقال محمد :یجهر الإمام ویؤمن المأموم ، ولا یقرأ لشبهه بالقرآن ، واختلاف الصحابة هل هو منه أم لا ؟والمنفرد إن شاء جهر ، وإن شاء خفت(الاختیار لتعلیل المختار،کتاب الصلاة،فصل فی التراویح)

والمختار فی القنوت الإخفاء فی حق الإمام والقوم،هکذا فی النهایة ویخافته المنفرد وهو المختار: کذا فی شرح مجمع البحرین لابن ملک(الفتاوی الهندیة،ج ۱ ص ۱۱۱،کتاب الصلاة، الباب الثامن فی الوتر)

(قوله ویتبع المؤتم قانت الوتر) وقال محمد لا یأتی به المأموم بل یؤمن لأن للقنوت شبهة القرآن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر ۳۴...... اگر کسی نے امام کی اقتداء میں وتر کی نماز پڑھی، اور مقتدی نے دعائے قنوت نہیں پڑھی، تو اس مقتدی کی نماز درست ہوجائے گی۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لاختلاف الصحابة فی قوله اللهم إنا نستعينک أنه من القرآن أو لا فأورث شبهة وهو لا يقرأ حقيقة القرآن فكذا ما له شبهة والمختار ما فی الكتاب كما فی المحيط وغيره وصححوه لأنه دعاء حقيقة كسائر الأدعية والثناء والتشهد والتسبيحات وظاهر الرواية أنه لا يكره قراء ته للجنب لأنه ليس بقرآن وعليه الفتوى كما فی الولوالجية(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲ص۴۸،باب الوتر والنوافل، القنوت فی غير الوتر)

ولم يقيد المصنف القنوت بالمخافتة للاختلاف فيه قال فی الذخيرة استحسنوا الجهر فی بلاد العجم للإمام ليتعلموا كما جهر عمر -رضی الله عنه -بالثناء حين قدم عليه وفد العراق ونص فی الهداية على أن المختار المخافتة وفی المحيط على أنه الأصح وفی البدائع واختار مشايخنا بما وراء النهر الإخفاء فی دعاء القنوت فی حق الإمام والقوم جميعا لقوله تعالى (ادعوا ربكم تضرعا وخفية) (الأعراف:۵۵) وقول النبی -صلى الله عليه وسلم -خير الدعاء الخفی وهو مروی فی صحيح ابن حبان وفصل بعضهم بين أن يكون القوم لا يعلمونه فالأفضل للامام الجهر ليتعلموا وإلا فالإخفاء أفضل كما فی الذخيرة ومن اختار الجهر به أن يكون دون جهر القراء ة كما فی منية المصلی(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲ص۴۶،باب الوتر والنوافل)

واختلفوا أنه هل يجهر فی القنوت أم يخافت ويتحمله الإمام عن المقتدی أو لا يتحمل لم يذكر هذا فی ظاهر الرواية وعن أبی يوسف رحمه الله تعالى أن الإمام يجهر بالقنوت ويتخير المؤتم إن شاء قرأ وإن شاء خافت الشيخ وقال أبو بكر محمد بن الفضل رحمه الله تعالى عندی أن يخفی الإمام وكذا المقتدی لأنه ذكر كسائر الأذكار وثناء الافتتاح وتكبيرات الركوع والسجود وبعضهم جعل القنوت بمنزلة القراء ة يتحمله الإمام عن المقتدی (فتاویٰ قاضيخان، كتاب الصلاة)

(ويتبع المؤتم قانت الوتر) أی يتبع المقتدی الإمام القانت فی الوتر فی قنوته ويخفی هو والقوم ؛ لأنه دعاء وقيل يجهر الإمام ، ذكره فی المفيد وقيل عند محمد يقنت الإمام دون المؤتم كما لا يقرأ والصحيح الأول لأن اختلافهم فی الفجر مع كونه منسوخا دليل على أنه يتابعه فی قنوت الوتر لكونه ثابتا بيقين فصار كالثناء والتشهد والدعاء بعده وتسبيحات الركوع والسجود وفی نوادر ابن رستم رفع الإمام والمأموم صوتهما فی قنوت الوتر أحب إلی (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، ج۱ ص۱۷۱،باب الوتر والنوافل)

۱؎ (قوله ويأتی المأموم إلخ) هذا من المسائل الخمس الآتية التی يفعلها المؤتم إن فعلها الإمام، وما مشی عليه المصنف تبعا للكنز هو المختار كما فی البحر عن المحيط .وعبارة المحيط كما فی الحلية قال أبو يوسف :يسن أن يقرأ المقتدی أيضا، وهو المختار، لأنه دعاء كسائر الأدعية .وقال محمد :لا يقرأ بل يؤمن لأن له شبهة القرآن احتياطا اهـ .وهو صريح فی أنه سنة للمقتدی لا واجب، إلا أن يكون مبنيا على ما مر عن البحر من أن القنوت سنة عندهما(ردالمحتار، ج۲ص۸، باب الوتر والنوافل)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر ۳۵...... اگر کوئی وتر میں دعائے قنوت بھول جائے، اور رکوع میں چلا جائے، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس پر سجدۂ سہو واجب ہے، اگرچہ وہ رکوع سے اٹھ کر دوبارہ دعائے قنوت پڑھ لے (کیونکہ رکوع میں چلے جانے سے اس کا محلِ وجوب فوت ہوجاتا ہے) [1]

---

[1] اگر کوئی شخص وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت بھول گیا تو اس کی چار صورتیں ہیں:
(۱)...... رکوع میں دعائے قنوت پڑھ لی (۲)...... رکوع چھوڑ کر کھڑا ہوگیا اور دعائے قنوت پڑھ کر دوبارہ رکوع کیا (۳)...... دوبارہ رکوع نہیں کیا (۴)...... دعائے قنوت نہ رکوع میں پڑھی اور نہ رکوع کے بعد کھڑے ہوکر پڑھی۔

ان چاروں صورتوں میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سجدۂ سہو واجب ہے، لیکن دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا جائے تو دوبارہ کھڑے ہوکر قنوت نہیں پڑھنی چاہئے بلکہ اسی طرح سجدۂ سہو کر کے نماز مکمل کر لینی چاہئے۔

اور یہ تفصیل قنوت کے واجب قرار دینے کی صورت میں ہے، اور جو حضرات قنوت کو واجب قرار نہیں دیتے، ان کے نزدیک ترکِ قنوت سے سجدۂ سہو واجب نہیں۔

قلت أَرَأَيْت رجلا نسي الْقُنُوت فِي الْوتر وَذكر ذَلِك بعد مَا رفع رَأسه من الرُّكُوع هَل يقنت قَالَ لَا لَيْسَ عَلَيْهِ قنوت بعد الرُّكُوع .قلت فَهَل عَلَيْهِ سجدتا السَّهْو قَالَ نعم قلت فَإِن قنت بعد مَا رفع رَأسه من الرُّكُوع هَل يسْقط عَنهُ سجدتا السَّهْو قَالَ لَا قلت لم جعلت عَلَيْهِ سَجْدَتي السَّهْو فِي ترك الْقُنُوت وَلَا تجعلهما عَلَيْهِ فِي ترك التَّكْبِير فِي أَيَّام التَّشْرِيق قَالَ لِأَن الْقُنُوت عِنْدِي بِمَنْزِلَة التَّشَهُّد قلت فَمَا لَك لم تجْعَل عَلَيْهِ أَن يقنت بعد الرُّكُوع قَالَ لِأَن مَوضِع الْقُنُوت قبل الرُّكُوع فَإِذا لم يقنت فِي مَوْضِعه لم يكن عَلَيْهِ إِعَادَة وَكَانَ عَلَيْهِ سجدتا السَّهْو إِذا فعل ذَلِك نَاسِيا قلت فَإِن فعل ذَلِك مُتَعَمدا قَالَ قد أَسَاء وَلَا شَيْء عَلَيْهِ(الأصل المعروف بالمبسوط، ج ا ص ۱۵۴، فِي الإِمَام يحدث فَيقدم من فَاتَتْهُ رَكْعَة)

ومنها إذا نسي القنوت حتى ركع ثم تذكر في الركوع فإنه يمضي على ركوعه ولا يعود إلى القيام ليقنت ،وروى عن أبي يوسف أنه يعود إلى القيام ويقنت كما إذا ترك الفاتحة أو السورة ناسيا وركع فله أن يعود إلى القيام ويقرأها،والصحيح هو الأول(تحفة الفقهاء للسمرقندى، ج ا ص ۲۰۵، باب صلاة الوتر)

وأما حكم القنوت إذا فات عن محله فنقول :إذا نسي القنوت حتى ركع ثم تذكر بعد ما رفع رأسه من الركوع لا يعود ويسقط عنه القنوت وإن كان في الركوع فكذلك في ظاهر الرواية.

وروى عن أبي يوسف في غير رواية الأصول أنه يعود إلى القنوت؛ لأنه له شبها بالقراء ة فيعود كما لو ترك الفاتحة أو السورة(بدائع الصنائع، ج ا ص ۲۷۴، كتاب الصلاة، فصل في القنوت)

إذا نسي القنوت حتى ركع فذكر في الركوع، ففي أصحابنا عنه روايتان نسي القنوت، وتذكر في الركوع في رواية يعود إلى القيام ويقنت؛ لأن الركوع له حكم القيام الأولى أنه لو أدرك الإمام في الركوع كان مدركاً للركعة، وهي رواية أخرى يمضي على ركوعه، ولا يرفع رأسه للقنوت؛ لأنها

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر ۳۶...... اگر وتر کی تیسری رکعت میں کوئی قرائت کرنا بھول گیا، یا سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا بھول گیا، مگر اس نے دعائے قنوت پڑھ لی، پھر اسے رکوع میں جانے کے بعد یاد آیا کہ اس نے قرائت نہیں کی، یا سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت نہیں پڑھی، تو اسے چاہئے کہ وہ قیام کی طرف لوٹ آئے، اور پہلے (سورۂ فاتحہ اور سورت دونوں یا سورت جو بھی رہ گئی ہے کی) قرائت کرے، اور پھر دعائے قنوت پڑھے، اور پھر رکوع کرے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

شیء فائت عن وقتها فتسقط بخلاف تکبیرات العید إذا تذکرها فی الرکوع، فإنها لا تسقط.
والفرق :أن محل القنوت القیام المحض، فکذا محل القنوت، ولا یمکن أن یأتی به فی الرکوع؛ لأن الرکوع لیس بمحله ولا یمکن نقض الرکوع لأجله؛ لأن الرکوع فرض والقنوت سنّة، ولا یجوز نقض الفرض لأداء السنّة(المحیط البرهانی، ج ا ص ۴۷۱، الفصل الثالث عشر فی التراویح والوتر)
وأما حکمه إذا فات محله فنقول إذا نسی القنوت حتی رکع ثم تذکر فإن کان بعد رفع الرأس من الرکوع لا یعود وسقط عنه القنوت وإن تذکره فی الرکوع فکذلک فی ظاهر الروایة کما فی البدائع وصححه فی الخانیة وعن أبی یوسف أنه یعود إلی القنوت لشبهه بالقرآن کما لو ترک الفاتحة أو السورة فتذکرها فی الرکوع أو بعد رفع الرأس منه فإنه یعود وینتقض رکوعه والفرق علی ظاهر الروایة أن نقض الرکوع فی المقیس علیه لا کماله لأنه یتکامل بقراء ة الفاتحة والسورة لکونه لا یعتبر بدون القراء ة أصلا وفی المقیس لیس نقضه لا کماله لأنه لا قنوت فی سائر الصلوات والرکوع معتبر بدونه فلو نقض لکان نقض الفرض للواجب کذا فی البدائع فإن عاد إلی القیام وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلاته لأن رکوعه قائم لم یرتفض بخلاف المقیس علیه لأن بعوده صارت قراء ة الکل فرضا والترتیب بین القراء ة والرکوع فرض فارتفض رکوعه فلو لم یرکع بطلت فلو رکع وأدرکه رجل فی الرکوع الثانی کان مدرکا لتلک الرکعة وإنما لم یشرع القنوت فی الرکوع مثل تکبیرات العید إذا تذکرها فی حال الرکوع حیث یکبر فیه لأنه لم یشرع إلا فی محض القیام غیر معقول المعنی فلا یتعدی إلی ما هو قیام من وجه دون وجه وهو الرکوع وأما تکبیرات العید فلم تختص بمحض القیام لأن تکبیرة الرکوع یؤتی بها فی حال الانحطاط وهی محسوبة من تکبیرات العید بإجماع الصحابة(البحرالرائق، ج ۲ ص ۴۵، ۴۶، باب الوتر والنوافل)
ولو نسی القنوت فتذکر فی الرکوع فالصحیح أنه لا یقنت فی الرکوع ولا یعود إلی القیام .هکذا فی التتارخانیة فإن عاد إلی القیام وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلاته .کذا فی البحر الرائق أما إذا رفع رأسه من الرکوع ثم تذکر فإنه لا یعود إلی قراء ة ما نسی بالاتفاق .کذا فی المضمرات(الفتاویٰ الهندیة، ج ا ص ۱۱۱، الباب الثامن فی صلاة الوتر)
ولو نسی القنوت فتذکر فی الرکوع فیه روایتان والصحیح أنه لا یقنت فی الرکوع ولا یعود إلی القیام فإن عاد إلی القیام وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلاته لأن رکوعه قائم لم یرتفض (فتاویٰ قاضیخان، کتاب الصلاة)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ ۱؎

مسئلہ نمبر ۳۷...... جس کی وتر کی نماز قضا ہوگئی، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وتر کی نماز قضا پڑھتے وقت اسے دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے۔ ۲؎

مسئلہ نمبر ۳۸...... دعائے قنوت کے ساتھ درود شریف پڑھنا بعض حضرات کے نزدیک جائز، اور بعض کے نزدیک منع ہے، اور نہ پڑھنا ہی بہتر ہے۔
لیکن اگر کسی نے پڑھ لیا، تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ ۳؎

۱؎ ولو أوتر فقرأ في الثالثة القنوت ولم يقرأ القرآن أو قرأ الفاتحة دون السورة فتذكر في الركوع فإنه يعود إلى القيام ويقرأ ويقنت ويركع لأنه لما عاد إلى القيام كما هو في حكم الفريضة فارتفض ركوعه (فتاویٰ قاضیخان، کتاب الصلاۃ)

۲؎ ومن يقضي الصلاة يقضي الأوتار بقنوتها لأن قضاء الأوتار واجب ولا وتر بدون القنوت (فتاویٰ قاضیخان، کتاب الصلاۃ)

۳؎ کیونکہ بعض روایات میں دعائے قنوت کے ساتھ درود وارد ہے۔
اوراسی وجہ سے بعض اس کے استحباب کے قائل ہیں۔ ولكن اختار مشائخنا ان لا يصلي۔
عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ :عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فِي الْوِتْرِ قَالَ :قُلْ :اللهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ، وَصَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ (السنن الكبرى للنسائي ،حديث نمبر ۱۴۴۷)
واختلفوا أنه هل يصلي على النبي عليه الصلاة والسلام في القنوت قال بعضهم لا يصلي (فتاویٰ قاضیخان، کتاب الصلاۃ)
ولا يصلي على النبي -صلى الله عليه وسلم- في القنوت وهو اختيار مشايخنا .كذا في الظهيرية (الفتاوىٰ الهندية، ج ۱ ص ۱۱۱، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر)
ولم يذكر المصنف الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم- في القنوت للاختلاف فيها واختار الفقيه أبو الليث أن الأولى الصلاة عليه -صلى الله عليه وسلم- لأن القنوت دعاء والأولى في الدعاء أن يكون مشتملا عليها وذهب أبو القاسم الصفار إلى أنه لا يصلي فيه لأنه ليس موضعها ومشى عليه في الخلاصة والحق هو الأول لما رواه النسائي بإسناد حسن أن في حديث القنوت وصلى الله على محمد ولما رواه الطبراني عن علي كل دعاء محجوب حتى يصلي على محمد وفي الواقعات. ويستحب في كل دعاء أن تكون فيه الصلاة على النبي اللهم صل على محمد وعلى آل محمد اهـ. وهو يقتضي أنه يصلي عليه في القنوت بهذه الصيغة وهو الأولى ومن الغريب ما في المجتبى لو صلى على النبي -صلى الله عليه وسلم- في القنوت لا يصلي في القعدة الأخيرة وكذا لو صلى عليه في القعدة الأولى سهوا لا يصلي عليه في القعدة الأخيرة ولا يصلي في القنوت اهـ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۲ ص ۴۷، باب الوتر والنوافل)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر ۳۹...... وتر جماعت سے پڑھنے کی صورت میں اگر امام قنوت سے فارغ ہوکر رکوع میں چلا گیا، اور مقتدی ابھی دعائے قنوت سے فارغ نہیں ہوا، تو مقتدی کو بھی اپنی دعائے قنوت درمیان میں چھوڑ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوجانا چاہئے۔ ل

ل کیونکہ مقتدی کے دعائے قنوت کا کچھ حصہ پڑھ لینے سے واجب ادا ہوگیا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پوری دعاءِ قنوت پڑھنا واجب نہیں بلکہ سنت ہے اور امام کی اتباع واجب ہے۔

(ركع الإمام قبل فراغ المقتدى) من القنوت قطعه و (تابعه) ولو لم يقرأ منه شيئا تركه إن خاف فوت الركوع معه بخلاف التشهد لأن المخالفة فيما هو من الأركان أو الشرائط مفسدة لا في غيرها درر (الدر المختار)

(قوله ولو لم يقرأ إلخ) أي لو ركع الإمام ولم يقرأ المقتدى شيئا من القنوت إن خاف فوت الركوع يركع وإلا يقنت ثم يركع خانية وغيرها، وهل المراد ما يسمى قنوتا أو خصوص الدعاء ؟ المشهور والظاهر الأول .(قوله بخلاف التشهد) أي فإن الإمام لو سلم أو قام للثالثة قبل إتمام المؤتم التشهد فإنه لا يتابعه بل يتمه لوجوبه كما قدمه في فصل الشروع في الصلاة (قوله لأن المخالفة إلخ) هذا التعليل عليل لاقتضائه فرضية المتابعة المذكورة وقدمنا عن شرح المنية أن متابعة الإمام في الفرائض والواجبات من غير تأخير واجبة ما لم يعارضها واجب، فلا يفوته بل يأتي به ثم يتابعه، بخلاف ما إذا عارضها سنة لأن ترك السنة أولى من تأخير الواجب، وهذا موافق لما قدمناه آنفا، وحينئذ فوجه الفرق بين القنوت والتشهد هو أن قراءة المقتدى القنوت سنة كما قدمنا التصريح به عن المحيط، والمتابعة في الركوع واجبة؛ فإذا خاف فوتها يترك السنة للواجب .وأما التشهد فإتمامه واجب لأن بعض التشهد ليس بتشهد فيتمه وإن فاتت المتابعة في القيام أو السلام لأنه عارضها واجب تأكد بالتلبس به قبلها فلا يفوته لأجلها وإن كانت واجبة.وقد صرح في الظهيرية بأن المقتدى يتم التشهد إذا قام الإمام إلى الثالثة وإن خاف أن تفوته معه، وإذا قلنا إن قراءة القنوت للمقتدى واجبة، فإن كان قرأ بعضه حصل المقصود به لأن بعض القنوت قنوت، وإلا فلم يتأكد وتترجح المتابعة في الركوع للاختلاف في أن المقتدى هل يقرأ القنوت أم يسكت؟ فافهم(رد المحتار على الدر المختار، ج٢ص١٠ ،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل)

المقتدى يتابع الإمام في القنوت في الوتر فلو ركع الإمام في الوتر قبل أن يفرغ المقتدى من القنوت فإنه يتابع الإمام .ولو ركع الإمام ولم يقرأ القنوت ولم يقرأ المقتدى من القنوت شيئا إن خاف فوت الركوع فإنه يركع وإن كان لا يخاف يقنت ثم يركع .كذا في الخلاصة ذكر الناطفي في أجناسه لو شك أنه في الأولى أو الثانية أو الثالثة فإنه يقنت في الركعة التي هو فيها ثم يقعد ثم يقوم فيصلي ركعتين بقعدتين ويقنت فيهما احتياطا، وفي قول آخر لا يقنت في الكل أصلا والأول أصح؛ لأن القنوت واجب وما تردد بين الواجب والبدعة يأتي به احتياطا .كذا في محيط السرخسي.المسبوق يقنت مع الإمام ولا يقنت بعده .كذا في المنية فإذا قنت مع الإمام لا يقنت ثانيا فيما يقضي .كذا في محيط السرخسي في قولهم جميعا .كذا في المضمرات(الفتاوىٰ الهندية، ج ١ ص ١ ١ ١، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر ۴۰...... اگر کسی نے بھولے سے دعائے قنوت، وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں پڑھ لی، تو اسے وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنے کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کی ایک رائے تو یہ ہے کہ ضرورت نہیں ہوگی (لان تکرار القنوت غیر مشروع) اور ایک رائے یہ ہے کہ اسے تیسری رکعت میں بھی دعائے قنوت پڑھنی چاہئے (وہوالمختار عند البعض) [1]

اور اگر کسی کو یہ شک ہو کہ یہ دوسری رکعت ہے، یا تیسری رکعت ہے (اور ظنِ غالب کسی طرف نہ ہو) تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ قعدہ کے ساتھ ایک رکعت اور ملا لے، اور ان دونوں رکعتوں میں (جن کے دوسری، تیسری ہونے میں شک ہے) دعائے قنوت بھی پڑھے (تاکہ دعائے قنوت یقینی طور پر تیسری رکعت کے ختم ہونے سے پہلے پہلے ادا ہو جائے) اور اس صورت میں رکعتوں میں شبہ کی وجہ سے سجدۂ سہو بھی کرے۔ [2]

---

[1] اور اگر کسی کو وتر کی تیسری رکعت میں یہ شک ہو کہ اس نے پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھی ہے یا نہیں، تو اس صورت میں بالاتفاق تیسری رکعت میں قنوت پڑھنی چاہئے، کیونکہ یہاں تکرار متیقن نہیں۔

جہاں تک ان رکعتوں میں قعدہ کرنے اور اس کی وجہ سے سجدۂ سہو کا تعلق ہے، تو اس کا ذکر اگلی صورت میں اوپر متن میں ہی موجود ہے۔ محمد رضوان۔

[2] وکذلک ان شک انه فی الاولیٰ او الثانیة او فی الثالثة، فانه یقنت ویقعد فی کل رکعة. محمد رضوان.

وإذا قنت فی الرکعة الأولی أو الثانیة ساهیاً لم یقنت فی الثالثة لأنه لا یتکرر فی الصلاة الواحدة، وإن شک أنه قنت أم لا یعنی فی الثالثة وهو فی قیام الثالثة تحری، فإن لم یحضره شیء قنت، لأنه عسی لم یقنت.

وذکر فی الواقعات :رجل شک فی الوتر وهو فی حالة القیام أنه فی الأولی أو الثانیة أو فی الثالثة فإنه یأخذ بالأقل احتیاطاً إن لم یقع تحریه علی شیء ویقعد فی کل رکعة، ویقرأ، وأما القنوت :فقد قال أئمة بلخ :إنه یقنت فی الرکعة الأولی لا غیر، وعن أبی حفص الکبیر رحمه الله :إنه یقنت فی الرکعة الثانیة أیضاً، وبه أخذ القاضی الإمام أبو علی النسفی رحمه الله.

ولو شک فی حالة القیام أنه فی الثانیة أو فی الثالثة تمت تلک الرکعة، ویقنت فیها، لجواز أنها الثالثة ثم یقعد ویقوم فیضیف إلیها أخری، ویقنت فیها أیضاً علی قول أبی حفص الکبیر، والقاضی الإمام أبی علی النسفی، فرقا بین هذا وبین المسبوق رکعتین فی الوتر فی شهر رمضان إذا قنت مع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر۱۴۱...... اگر کوئی بھول کر وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ سے پہلے یا پہلی یا دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد دعائے قنوت پڑھ لے، تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الإمام فی الرکعة الأخیرة من صلاة الإمام حیث لا یقنت فی الرکعة الأخیرة إذا قام إلی القضاء فی قولهم جمیعاً.والفرق :أن المسبوق هو مأمور بأن یقنت مع الإمام فصار ذلک موضعاً له فما أدی به مع الإمام وقع فی موضعه فلا یقنت مرة أخری لأن تکرار القنوت لیس بمشروع.
أما فی مسألة الشک لم یتیقن بوقوع الأولی فی موضعها فیقنت مرة أخری، وعن الشیخ الإمام أبی بکر الفضل رحمه الله أن فی مسألة الشک لا یقنت مرة أخری کما هو قول أئمة بلخ فی المسألة الأولی(المحیط البرهانی، ج ۱ ص ۴۷۲،الفصل الثالث عشر فی التراویح والوتر)
(قنت فی) الرکعة (الأولی أو الثانیة سهوا لم یقنت فی الثالثة) ؛ لأن تکرار القنوت غیر مشروع .
الشرح:قوله قنت فی الرکعة الأولی أو الثانیة سهوا إلخ)کذا نقل فی البحر عن الذخیرة ونظر فیه بما فی المحیط معزیا إلی الأجناس لو شک أنه فی الأولی أو فی الثانیة أو فی الثالثة فإنه یقنت فی التی هو فیها ثم یقعد ثم یصلی رکعتین بقعدتین ویقنت فیهما احتیاطا وهو الأصح ، وقیل لا یقنت فی الکل أصلا ثم قال فلعل ما فی الذخیرة مبنی علی الضعیف ؛ لأنه إذا کان یأتی به فی الأصح مع الشک فمع الیقین أولی (درر الحکام شرح غرر الاحکام، ج۲ص۱۳ ، کتاب الصلاة، احوال الوتر)
(قنت فی أولی الوتر أو ثانیته سهوا لم یقنت فی ثالثته) أما لو شک أنه فی ثانیته أو ثالثته کرره مع القعود فی الأصح .والفرق أن الساهی قنت علی أنه موضع القنوت فلا یتکرر، بخلاف الشاک ورجح الحلبی تکراره لهما؛ وأما المسبوق فیقنت مع إمامه فقط ویصیر مدرکا بإدراک رکوع الثالثة(الدر المختار)
(قوله فی ثانیته أو ثالثته) وکذا لو شک أنه فی الأولی أو الثانیة أو الثالثة بحر.
(قوله کرره مع القعود) أی فیقنت ویقعد فی الرکعة التی حصل فیها الشک لاحتمال أنها الثالثة، ثم یفعل کذلک فی التی بعدها لاحتمال أنها هی الثالثة وتلک کانت ثانیة.
(قوله فی الأصح) وقیل لا یقنت فی الکل لأن القنوت فی الرکعة الأولی أو الثانیة بدعة .ووجه الأول أن القنوت واجب؛ وما تردد بین الواجب والبدعة یأتی به احتیاطا بحر عن المحیط.
(قوله ورجح الحلبی تکراره لهما) حیث قال :إلا أن هذا الفرق غیر مفید إذ لا عبرة بالظن الذی ظهر خطؤه، وإذا کان الشاک یعید لاحتمال أن الواجب لم یقع فی موضعه فکیف لا یعید الساهی بعدما تیقن ذلک .وقد صرح فی الخلاصة عن الصدر الشهید بأن الساهی یقنت ثانیا، فإن کان ما مر روایة فهی غیر موافقة للدرایة .اهـ .قلت :وکذا رجحه فی الحلیة والبحر بنحو ما مر.
(قوله فیقنت مع إمامه فقط) لأنه آخر صلاته، وما یقضیه أولهما حکما فی حق القراءة وما أشبهها وهو القنوت؛ وإذا وقع قنوته فی موضعه بیقین لا یکرر لأن تکراره غیر مشروع شرح المنیة(رد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور اگر پہلی یا دوسری یا تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اور سورت سے پہلے یا دوسری یا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المحتار علی الدر المختار، ج۲ص ۱۰، ۱۱، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

وبقي لو قنت في الأولى أو الثانية سهوا فقدم المصنف في باب الوتر أنه لا يقنت في الثالثة، ومر ترجيح خلافه(رد المحتار على الدر المختار، ج۲ص ۹۵، کتاب الصلاة، باب سجود السهو)

وإذا قنت في الركعة الأولى أو الثانية ساهياً لا يقنت غير مشروع وإن شك أنه قنت في الثالثة أم لا يتحرى فإن لم يحضره رأى يقنت لاحتمال أنه لم يقنت(فتاوى قاضي خان، کتاب الصلاة)

فهو مخالف لمسألة الشک (ولكن بينهما فرق) وهو أن الساهي قنت على أنه موضع القنوت فلا يتكرر بخلاف الشاک ، الا ان هذا الفرق غير مفيد اذ لاعبرة بالظن الذى ظهر خطاؤه ، واذا كان الشاک يعيد لاحتمال ان الواجب لم يقع في موضعه فكيف لايعيد الساهي بعد ما تيقن ذلک، وقد صرح في الخلاصة عن الصدر الشهيد انه قال في المسبوق لايقنت ثانيا ، فان كان مافى الذخيرة رواية فهي غير موافقة للدراية وتعليل قاضيخان بان تكرار القنوت غير مشروع منقوض بالشاک فيه اللهم الا ان يختار في الشاک ايضا انه يقنت في الاولى مما شک فيه ثم لايعيد كما اختاره ائمة بلخ فح لايحتاج الى الفرق اصلا الا ان المختار ماقالها ابوحفص الكبير وابوعلى النسفى من ان الشاک يعيد في كل ركعه يحتمل انها ثالثة وكذا الساهي على ما اختاره الصدر الشهيد ، والله سبحانهٗ اعلم (غنية المستملي في شرح منية المصلي ، المشهور بشرح الكبير، ص ۴۲۲)

ولو شک أنها ثالثة أو خامسة فعلى ما ذكرنا في الفجر فيعود إلى القعدة ثم يصلي ركعة أخرى ويتشهد ثم يقوم فيصلي ركعة أخرى ويقعد ويسجد للسهو ولو شک في الوتر وهو قائم أنها ثانيته أو ثالثته يتم تلک الركعة ويقنت فيها ويقعد ثم يقوم فيصلي ركعة أخرى ويقنت فيها أيضا هو المختار إلى هنا عبارة الخلاصة ولم يذكر المصنف -رحمه الله -سجود السهو في مسائل الشک تبعا لما في الهداية وهو مما لا ينبغي إغفاله فإنه يجب السجود في جميع صور الشک سواء عمل بالتحري أو بنى على الأقل كذا في فتح القدير وترک المحقق قيدا لا بد منه مما لا ينبغي إغفاله وهو أن يشغله الشک قدر أداء ركن ولم يشتغل حالة الشک بقراءة ولا تسبيح كما قدمناه أول الباب لكن ذكره في السراج الوهاج أن في فصل البناء على الأقل يسجد للسهو وفي فصل البناء على غلبة الظن أن شغله تفكره مقدار أداء الركن وجب السهو وإلا فلا اهـ.

وكأنه في فصل البناء على الأقل حصل النقص مطلقا باحتمال الزيادة فلا بد من جابر وفي الفصل الثاني النقصان بطول التفكير لا بمطلقه(البحر الرائق، ج۲ص ۱۱۹، ۱۲۰، باب سجود السهو)

اور بعض اردو کتابوں میں جو پہلی یا دوسری رکعت میں علی الاطلاق دعائے قنوت پڑھ لینے کی صورت میں سجدۂ سہو کا حکم مذکور ہے، یہ راجح معلوم نہ ہوسکا۔ پھر وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں بھولے سے دعائے قنوت پڑھ لینے کی صورت میں فقہائے کرام نے سجدۂ سہو کا حکم بیان نہیں کیا، اور ان کا اختلاف تیسری رکعت میں دوبارہ دعائے قنوت پڑھنے نہ پڑھنے تک دائر رہا، جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دعائے قنوت کا اگرچہ اصل محلِ مشروع عندالاحناف تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے ہے، لیکن اگر کوئی پہلی یا دوسری رکعت میں پڑھ لے، تو اس سے ان کے نزدیک قنوت کا وجوب ادا ہوجاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے پڑھ لے، تو سجدہ سہو واجب ہے۔ ؂۱

مسئلہ نمبر۴۲...... اگر کوئی امام کے ساتھ وتر کی تیسری رکعت میں شامل ہوگیا، تو اگر رکوع میں جانے سے پہلے دعائے قنوت کا وقت ہو، تو اسے دعائے قنوت پڑھ لینی چاہئے، لیکن اگر

؂۱ اور اس کی بنیاد اس پر ہے کہ دعائے قنوت کا حکم تشہد کی طرح ہے۔

قال ابوحنیفة رحمه الله: اَلْقُنُوت عِنْدِی بِمَنْزِلَة التَّشَهُّدِ(الأصل المعروف بالمبسوط، ج ۱ ص ۲۵۴، فِی الإِمَام یحدث فَیقدم من فَاتَتُهُ رَکْعَة)

مطلب یطلق الدعاء علی ما یشمل الثناء أقول :وقد صرحوا بأن مفاهیم الکتب حجة، والظاهر أن المراد بالدعاء ما یشمل الثناء ؛ لأن الفاتحة نصفها ثناء ونصفها الآخر دعاء (رد المحتار، جزء ۱، صفحه ۱۷۲، کتاب الطهارة، سنن الغسل)

ولو قرأ التشهد قائماً أو راکعاً أو ساجداً لا سهو علیه، لأن التشهد ثناء ، والقیام موضع الثناء والقراء ة.أرأیت لو افتتح فقال :السلام علیک أیها النبی إلی قوله عبده ورسوله، فإنه یکون بمنزلة الدعاء ، ولا سهو علیه .وعن أبی یوسف رحمه الله :فیمن تشهد قائماً فلا سهو علیه (المحیط البرهانی، ج ۱ ص ۵۰۴، کتاب الصلاة،الفصل السابع عشر فی سجود السهو)

اور یہی وجہ ہے کہ بعض اہلِ علم حضرات نے دعائے قنوت کی جگہ تشہد بلکہ سورہ فاتحہ پڑھ لینے سے بھی دعائے قنوت کے وجوب کی ادائیگی کا حکم بیان کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ حمد وثناء اور تسبیح وتہلیل وغیرہ بھی دعا ہے (ملاحظہ ہو: احسن الفتاویٰ، جلد۴، صفحہ۴۷)

اور قیام کی حالت میں بھولے سے تشہد پڑھ لینے سے سجدۂ سہو واجب ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اس کی وجہ سے اگر واجب قرائت میں تاخیر لازم آئے، تو سجدۂ سہو واجب ہے، ورنہ نہیں۔

اور پہلی رکعت میں فاتحہ سے پہلے تو محلِ ثناء ہے، اس لئے یہاں پڑھنے سے واجب قرائت میں تاخیر لازم نہیں آتی، اور اسی طرح سورۂ فاتحہ اور بقیہ قرائت سے فارغ ہوکر بھی۔

جبکہ سورۂ فاتحہ اور سورت کے درمیان تینوں رکعتوں میں اور سورہ فاتحہ سے پہلے دوسری اور تیسری رکعت میں واجب قرائت میں تاخیر لازم آتی ہے۔

ولو تشهد فی قیامه قبل قراء ة الفاتحة فلا سهو علیه وبعدها یلزمه سجود السهو وهو الأصح لأن بعد الفاتحة محل قراء ة السورة فإذا تشهد فیه فقد أخر الواجب وقبلها محل الثناء کذا فی التبیین ولو تشهد فی الأخریین لا یلزمه السهو کذا فی محیط السرخسی (الفتاوی الهندیة، ج ۱ ص ۱۲۷، کتاب الصلاة،الباب الثانی عشر فی سجود السهو)

ملحوظ رہے کہ ''تشہد فی الاخریین'' سے مراد فرض نماز کی آخری دو رکعتیں ہیں، کیونکہ فرض کی آخری دو رکعتوں میں قرائت واجب نہیں، اس لئے ان میں مطلقاً قنوت پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا، اور وتروں کی تمام رکعتوں میں قرائت واجب ہے، اس لئے وتروں کی آخری دو رکعتوں کا حکم فرضوں کی دوسری رکعت کی طرح اور پہلی کا حکم فرضوں کی پہلی رکعت کی طرح ہوگا (**والعلة مذکورة فی العباره المذکورة فی قوله "فقد اخر الواجب "**)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

دعائے قنوت کا وقت نہ ہو، مثلاً مقتدی امام کے ساتھ رکوع کے اندر شامل ہوا ہو، تو امام کے ساتھ تیسری رکعت کے ملنے سے اس کی دعائے قنوت بھی ادا ہو جاتی ہے، اور اس کو باقی ماندہ رکعتوں میں دعائے قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ [1]

قنوتِ نازلہ کے چند مسائل

قنوتِ نازلہ کا مخصوص حالات میں جبکہ کوئی غیر معمولی حادثہ پیش آ جائے، پڑھنا جائز ہے۔
جس کا طریقہ یہ ہے کہ فجر کی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع سے اٹھ کر امام بلند آواز سے قنوتِ نازلہ کی دعا پڑھے، اور مقتدی اس پر آہستہ آواز سے آمین کہتے رہیں، اور امام اور مقتدی سب اس دوران اپنے ہاتھ سامنے باندھ کر رکھیں (اور ہاتھ چھوڑ کر اور لٹکا کر رکھنا بھی گناہ نہیں) اور قنوتِ نازلہ کی دعا ختم کرنے کے بعد ہاتھ اٹھائے بغیر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں چلے جائیں، اور حسبِ معمول نماز پوری کریں۔
ذیل میں قنوتِ نازلہ کے چند مسائل اختصار کے ساتھ ذکر کئے جاتے ہیں۔
تفصیلی دلائل کے لئے ہمارا دوسرا رسالہ ''قنوتِ نازلہ کے احکام'' ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ نمبر ۱**......** حنفیہ کے نزدیک قنوتِ نازلہ ہمیشہ اور بارہ مہینے نہیں ہے، بلکہ مخصوص حالات میں ہے، جبکہ مسلمانوں پر کوئی غیر معمولی آفت ومصیبت آ پڑے، مثلاً دشمنوں کی طرف سے چڑھائی ہو جائے، یا مسلمانوں کو قید کر لیا جائے، جس کی وجہ سے مسلمانوں کی

---

[1] وإذا أَدْرَكَهُ فى الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ فى الرُّكُوعِ ولم يَقْنُتْ معه لم يَقْنُتْ فِيمَا يَقْضِى كَذَا فى الْمُحِيط(الفتاوى الهندية، ج ا ص ١١١، كِتَابُ الصَّلَاةِ، الْبَابُ الثَّامِنُ فى صَلَاةِ الْوِتْرِ)
وإن دخل يريد الوتر ولم يكن أوتر، وقد فاتته ركعتان مع الإمام، وهو فى الركعة الأخيرة فأوتر معهم أو أدركهم ركوعا فركع معهم ثم قام فقضاهما فليس عليه أن يقنت فيما يقضى قال؛ لأنه يقضى أول صلاته، وقد بينا هذا الأصل فى كتاب الصلاة أنه فى حكم القنوت يجعل ما أدرك مع الإمام آخر صلاته؛ لأن القنوت لم يشرع مكررا فى وتر واحد فلو جعلنا ما أتى به مع الإمام أول صلاته كأن يقنت فيما يقضى فيؤدى إلى تكرار القنوت وكذلك إن أدركهم فى الركوع؛ لأنه مدرك لهذه الركعة وهى محل للقنوت فيجعل إدراكه محل القنوت مع الإمام بمنزلة قنوته مع الإمام(المبسوط، للسرخسي، ج ٢ ص ٩٨، باب نوادر الصلاة)

idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جان اور مال کو خطرات لاحق ہو جائیں، یا مسلمانوں میں باہمی اختلاف ونزاع طول پکڑ جائے، یا کوئی قحط وغیرہ آ پڑے، یا کوئی وبا پھوٹ پڑے۔

اور حنفیہ کے نزدیک قنوتِ نازلہ صرف فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔ [1]

نازلہ کے معنیٰ شدید مصائب کے آتے ہیں، اور قنوتِ نازلہ ایسے ہی حالات میں پڑھنے کا حکم ہے۔

پس قنوتِ نازلہ کے معنیٰ ہوئے "شدید مصائب وحالات کے وقت کی مخصوص دعا"

اور کیونکہ قنوتِ نازلہ میں ایسے ہی حالات میں مخصوص دعا کی جاتی ہے، اس لئے اس کا نام قنوتِ نازلہ رکھا گیا۔ [2]

---

[1] إنْ نَـزَلَ بِـالْـمُسْـلِمِيْنَ نَازِلَةٌ قَنَتَ الْإِمَامُ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَبِهِ قَالَ الثَّوْرِيُّ وَأَحْمَدُ قَالَ الْحَافِظُ أَبُوْ جَعْفَرَ الطَّحَاوِيُّ إِنَّمَا لَا يُقْنَتُ عِنْدَنَا فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ غَيْرِ بَلِيَّةٍ فَإِنْ وَقَعَتْ فِتْنَةٌ أَوْ بَلِيَّةٌ فَلَا بَأْسَ بِهِ فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَهُ السَّيِّدُ الشَّرِيْفُ صَاحِبُ النَّافِعِ فِيْ مَجْمُوْعِهِ (حاشية الشلبى على تبيين الحقائق، ج ۱ ص ۱۷۰، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

أن قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية. ومفاده أن قولهم بأن القنوت فى الفجر منسوخ معناه نسخ عموم الحكم لا نسخ أصله كما نبه عليه نوح أفندى (ردالمحتار، ج ۲ ص ۱۱، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب فى القنوت للنازلة)

ثُمَّ فِيْ عَامَّةِ كُتُبِنَا أَنَّ قُنُوْتَ النَّازِلَةِ فِي الْفَجْرِ فَقَطْ ...... (وَبَعْدَ اَسْطُرٍ) وَنَقُوْلُ: إِنَّهَا فِي النَّازِلَةِ لَا فِيْ تَمَامِ السَّنَةِ (العرف الشذى شرح سنن الترمذى، باب ما جاء فى القنوت فى صلاة الفجر)

وَوَفَّقَ شَيْخُنَا بَيْنَ رِوَايَةِ الطَّحَاوِيِّ عَنْ اَئِمَّتِنَا اَوَّلًا وَبَيْنَ مَاحَكٰى عَنْهُ شَارِحُ الْمُنْيَةِ ثَانِيًا: بِاَنَّ الْقُنُوْتَ فِي الْفَجْرِ لَايَشْرَعُ لِمُطْلَقِ الْحَرْبِ عِنْدَنَا، وَاِنَّمَا يَشْرَعُ لِبَلِيَّةٍ شَدِيْدَةٍ تَبْلُغُ بِهَا الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ، وَلَوْلَاذٰلِكَ لَلَزِمَ الصَّحَابَةَ الْقَائِلِيْنَ بِالْقُنُوْتِ لِلنَّازِلَةِ اَنْ يَّقْنُتُوْا اَبَدًا، وَلَايَتْرُكُهُ يَوْمًا لِعَدَمِ خُلُوِّالْمُسْلِمِيْنَ عَنْ نَازِلَةٍ مَّا غَالِبًا لَاسَيِّمَا فِيْ زَمَنِ الْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَةِ اهـ.

قُلْتُ: وَهٰذَاهُوَالَّذِيْ يَحْصُلُ بِهِ الْجَمْعُ بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ الْمُخْتَلِفَةِ فِي الْبَابِ، وَاَمَّا دَعْوَى نَسْخِ الْقُنُوْتِ فِي الْفَجْرِ مُطْلَقًا، فَتَرُدُّهَا آثَارُ الصَّحَابَةِ وَقُنُوْتُهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهِ صلى الله عليه وسلم اَحْيَانًا (اعلاء السنن ج ۶ ص ۱۱۴، ۱۱۵، احكام القنوت النازلة)

[2] النازِلَة: الشـديـدةُ مـن نَوازِلِ الدهرِ أى شدائدِها وفى المُحْكَم: النازِلَة: الشّدَّةُ من شدائدِ الدهرِ تَنْزِلُ بالناس نسألُ اللهَ العافيَةَ وقد نَزَلَ به مَكْرُوهٌ (تاج العروس، تحت مادة "نزل")

النّازِلَةُ: الشَّـدِيْـدَةُ مـن شَـدَائِـدِ الدهْرِ تَنْزِلُ بالنَّازِلِ، والجميعُ النوَازِلُ. ونَـزَلَ الـراكِبُ عن دابتِه، والرجُلُ من عُلْوٍ إلى سُفْلٍ. والنَّزْلَةُ: المَرةُ الواحِدَةُ. ونَزَّلْتُ الشَّيْءَ تَنْزِيْلاً. والنُزْلُ: ما يُهَيأُ للضيْفِ إذا نَزَلَ. ورَيْعُ ما يُزْرَعُ. وأرْض نَزْلَةٌ: كثيرةُ النُزْلِ. وهى البَعِيْدَةُ أيضاً، وسَحَابٌ نَزِلٌ. (المحيط فى اللغة، تحت مادة "نزل")

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر۲...... قنوتِ نازلہ اگرچہ بعض اہلِ علم کے نزدیک فجر کی دوسری رکعت کی قرائت سے فارغ ہوکر رکوع میں جانے سے پہلے بھی پڑھنے کی گنجائش ہے، جیسا کہ وتروں کی نماز میں بھی دعائے قنوت قرائت سے فارغ ہوکر رکوع میں جانے سے پہلے پڑھی جاتی ہے، لیکن احناف کے نزدیک راجح یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ فجر کی دوسری رکعت کے رکوع سے اٹھ کر سجدہ میں جانے سے پہلے قیام کی حالت میں پڑھی جائے۔

کیونکہ اکثر احادیث میں قنوتِ نازلہ کے اسی وقت میں پڑھنے کا ذکر ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(قوله إلا لنازلة) قال في الصحاح :النازلة الشديدة من شدائد الدهر ، ولا شك أن الطاعون من أشد النوازل أشباه (ردالمحتار، ج۲ ص ۱۱، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب فی القنوت للنازلة)

قال ابن الملک :وهذا يدل على أن القنوت في الفرض ليس في جميع الأوقات، بل إذا نزلت بالمسلمين نازلة من قحط وغلبة عدو وغير ذلک(مرقاة، ج۳ص ۹۶۰، کتاب الصلاة، باب القنوت)

اذا نزلت نازلة كعدو أو قحط أو وباء أو عطش أو ضرر ظاهر في المسلمين ونحو ذلک(مرقاة ، ج۳ ص ۹۵۸، کتاب الصلاة، باب القنوت)

[1] وأنه يقنت بعد الركوع لا قبله ، بدليل أن ما استدل به الشافعي على قنوت الفجر وفيه التصريح بالقنوت بعد الركوع حمله علماؤنا على القنوت للنازلة ، ثم رأيت الشرنبلالي في مراقي الفلاح صرح بأنه بعده ؛ واستظهر الحموي أنه قبله والأظهر ما قلناه ، والله أعلم (ردالمحتار ج۲ص ۱۱، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

ثُمَّ لِيَنْظُرَ هَلْ الْقُنُوتُ لِلنَّازِلَةِ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ وَظَاهِرُ حَمْلِهِمْ مَا رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ فِي الْفَجْرِ عَلَى النَّازِلَةِ يَقْتَضِي الثَّانِيَ ثُمَّ رَأَيْت الشُّرُنْبُلَالِيُّ فِي مَرَاقِي الْفَلَاحِ صَرَّحَ بِذَلِكَ وَاسْتَظْهَرَ الْحَمَوِيُّ فِي حَوَاشِي الْأَشْبَاهِ الْأَوَّلَ وَمَا ذَكَرْنَاهُ أَظْهَرُ (منحة الخالق علىٰ هامش البحرالرائق ، ج۲ص ۴۴، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

ثم القنوت الراتبة قبل الركوع عندنا .وأما قنوت النازلة فيجوز قبله وبعده، والظاهر أن الأولى بعده(فيض الباری شرح البخاری، باب القنوت قبل الركوع وبعده)

والذی يظهر به ان يقنت بعد الركوع لا قبله بدليل ان ما استدل به الشافعي رحمه الله على قنوت الفجر وفيه التصريح بالقنوت بعد الركوع ،حمله علمائنا على القنوتِ للنازلة ثم رأيت الشرنبلالی فی مراقی الفلاح صرح بانه بعده واستظهر الحموی انه قبله والاظهر ما قلناه ،قلت حديث انس فی الصحيح يفيد القنوت للنوازل بعدالركوع وكذا حديث ابی هريرة (اعلاء السنن جلد ۶ صفحه ۱۱۹ ،احكام القنوت النازلة)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر۳...... احادیث سے قنوتِ نازلہ کا جماعت سے پڑھنا ہی ثابت ہے، اس لئے تنہا نماز پڑھنے والے کو قنوتِ نازلہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

البتہ قنوتِ نازلہ کی دعا کو ہر شخص نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں پڑھ سکتا ہے، اور خواتین بھی بغیر نماز کے اس دعا کو کرسکتی ہیں۔ [1]

مسئلہ نمبر۴...... امام کو قنوتِ نازلہ جہری (یعنی بلند) آواز سے پڑھنی چاہئے، جیسا کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہری آواز میں پڑھنا ہی ثابت ہے۔

البتہ اگر کوئی امام خاموشی سے قنوتِ نازلہ پڑھے، تو بھی گناہ نہیں۔ [2]

مسئلہ نمبر۵...... قنوتِ نازلہ صرف امام کو پڑھنی چاہئے، نہ کہ مقتدیوں کو، البتہ مقتدیوں کو امام کے دعائیہ کلمات سن کر آہستہ آمین کہنا چاہئے، احادیث سے اسی طرح ثابت ہے۔

امام کا بلند آواز سے دعا پڑھنا تو ضرورت کی وجہ سے ہے، اور مقتدیوں کو بلند آواز سے آمین کہنے کی ضرورت نہیں، نیز دعا پڑھنے والا امام تو ایک ہی ہوتا ہے، اور آمین کہنے والے

---

[1] وظاهر تقييدهم بالإمام أنه لا يقنت المنفرد (ردالمحتار، ج۲ص ۱۱، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

[2] واما قنوت النوازل فالراجح فيه عندنا، وعندشيخنا الجهر به(اعلاء السنن ج٦ص ۱۱۲، اخفاء القنوت فی الوتر والفاظه وحکم القنوت فی الفجر)

قلت وانما كان الراجح عندنا فی قنوت النازلة الجهر بحديث ابی هريرة......(وبعد اسطر) قلت وايضا فان قنوت النوازل لايعلمه العوام بل كثير من الخواص ايضا، فالافضل الجهر به كما هو مقتضى تفصيل البعض من فقهائنا، وهو تفصيل حسن، وقد ذكر القاضی فی شرح مختصر الطحاوی ان الامام يجهر به قولا واحدا كما مر، فرجحنا من الروايات فی المذهب ما وافقت الحديث المرفوعة، وهی رواية الجهر للامام، ولكن لامطلقا بل فی قنوت النازلة للعلة التی ذكرناها، وهی كون الحديث واردا فيها، واللہ تعالیٰ اعلم (اعلاء السنن ج٦ص ۱۱۲، ۱۱۳، اخفاء القنوت فی الوتر والفاظه وحکم القنوت فی الفجر)

والمختار انه يجهر به لثبوت جهرالنبی صلی الله علیه وسلم وعمر به (اعلاء السنن ج٦ص ۱۲۰، احكام القنوت النازلة)

قلت: وقد تقدم ان المختار فيه جهر الامام فيه، فيؤمن المقتدی لاغير، وقد مر فی حديث ابن عباس قال: قنت رسول الله صلی الله علیه وسلم شهرا متتابعا الحديث، وفيه ويؤمن من خلفه (اعلاء السنن ج٦ص ۱۲۰، احكام القنوت النازلة)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

افراد کی تعداد ایک سے زیادہ ہوتی ہے، اس لئے انہیں آہستہ آواز سے آمین کہنا چاہئے۔
البتہ اگر کوئی امام قنوتِ نازلہ خاموشی کے ساتھ پڑھے، اور جہر نہ کرے، تو مقتدیوں کو بھی خاموشی کے ساتھ قنوتِ نازلہ پڑھنی چاہئے۔ [1]

مسئلہ نمبر۷ ...... اگر قنوتِ نازلہ رکوع کے بعد پڑھی جائے (جیسا کہ احادیث کی روشنی میں راجح بھی یہی ہے) تو قنوتِ نازلہ شروع کرنے کے لئے ہاتھ اٹھانے اور تکبیر کی ضرورت نہیں۔
اور وتروں میں دعائے قنوت کے لئے جو تکبیر کہتے وقت ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ وتروں میں دعائے قنوت قرائت کے بعد اور رکوع سے پہلے ہے، اس لئے یہاں قرائت اور دعا میں ہاتھ اٹھا کر فصل کرنے اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونے کے لئے ہاتھ اٹھانے اور تکبیر کی ضرورت ہے، اور قنوتِ نازلہ جب رکوع کے بعد پڑھی جائے گی، تو اس میں رکوع فصل بن جاتا ہے، اور رکوع سے اٹھنے کی تسمیع تکبیر کے قائم

---

[1] وظاهر تقييدهم بالإمام أنه لا يقنت المنفرد ، وهل المقتدى مثله أم لا ؟ وهل القنوت هنا قبل الركوع أم بعده ؟ لم أره . والذى يظهر لى أن المقتدى يتابع إمامه إلا إذا جهر فيؤمن (ردالمحتار ، ج۲ص ۱۱ ، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

والمختار فى النازلة عن الشامى انه يقرأ ان اسر الامام ويؤمن اذا جهر به ، ولاشك ان القرأة للتامين اوالتامين فى الوتر لايكون الا سرا،فكذافى القنوت للنازلة فى الفجر كيف؟ والتامين عند فراغ الامام من الفاتحة ليس عندنا الا سرا ، كما مر فى بابه، فكذا فيما سواه لكون التامين عندالفاتحة ماموراBه، وورد الجهر به فى كثير من الاحاديث فلما رجحنا الاسرار فيه لكونه دعاء فترجيح الاسراربه فيما سوى ذلك المحل اظهر (اعلاء السنن ج٦ص ۱۲۰، ۱۲۱ ، احكام القنوت النازلة)

والذى يقتضيه النظر انه يرفع ان قنت فى الفجر قبل الركوع قياسا له على قنوت الوتر ، ولايرفع اذا قنت بعده ، وسيأتى وجهه قريبا ......وهل يكبر له اذا قنت بعدالركوع لم ار من تعرض له ، ومقتضى النظر انه لايكبرله حينئذ ، لان التكبير له اذافعله قبل الركوع انما هو للفصل عن القرأة ولاجل الانتقال من حال الىٰ حال ،ولاكذلك بعدالركوع ، فان التسميع هناك كاف للفصل .قلت: وهذا هو الوجه فى عدم رفع اليدين اذاقنت بعدالركوع ، فان الرفع للاعلام وهناك قيامه برفع الرأس عن الركوع كاف له ولم نجد فى اثرماعن احد من الصحابة انه كبر للقنوت فى الفجر بعدالركوع ، نعم ثبت عن عمر رضى الله عنه انه كبر له لما قنت قبل الركوع كمامر(اعلاء السنن ج٦ص ۱۲۱ ، احكام القنوت النازلة)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقام ہوجاتی ہے،اس لئے وہاں ہاتھ اٹھانے اور تکبیر کہنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ۱؎

مسئلہ نمبر۷...... قنوتِ نازلہ سے فارغ ہوکر سجدہ کی تکبیر کہتے ہوئے امام اور مقتدیوں کو سجدہ میں چلے جانا چاہئے،اس کے علاوہ اور کسی عمل کی ضرورت نہیں (ولیس فی الحدیث بعد القنوت النازلة العمل الاضافی)

مسئلہ نمبر۸...... قنوتِ نازلہ کے لئے مدت مقرر نہیں، بلکہ اس کا دارومدار ضرورت پر ہے، لیکن سنت کی اتباع کا تقاضا یہ ہے کہ ایک مہینہ تک پڑھی جائے،جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی ہی مدت تک ثابت ہے۔ ۲؎

مسئلہ نمبر۹...... جو مقتدی امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوجائے،اس کے حق میں رکعت ملنے کا حکم ہوتا ہے، اب جبکہ قنوتِ نازلہ رکوع کے بعد پڑھی جائے گی، تو اس صورت میں قنوتِ نازلہ میں شریک ہونے والے مقتدی کو یہ رکعت نہیں ملے گی۔

۱؎ والحاصل :انه یضع عند الشیخین فی القنوت سواء کان قبل الرکوع اوبعده،وعند محمد یرسل ولایرفع یدیه فی خلال القنوت حذاء الوجه او الصدر کرفعها فی الدعاء خارج الصلاة عندهم اتفاقا، فان المشروع عندهم بعد رفعهما فی افتتاح الصلاة اوعند القنوت، اما الوضع واما الارسال لاابقائهما مرفوعتین......ان الوضع والارسال بعد الرفع مسکوت عنهما فی الاحادیث فجری محمد علی الاصل وهو الارسال ،لان الوضع عمل حادث یحتاج الی الدلیل ، واخذ الشیخان بالقیاس وقالا ان ارسال الیدین زمانا طویلا ینافی الخشوع وانما السنة ان نقول وضع الکف علی الاکف تحت السرة کما مر فی باب صفة الصلاة، وکان مقتضی ذلک ان نقول بالوضع فی القومة بین الرکوع والسجدة ایضا ،لکن فی الوضع للقیام الیسیر وترکه معا حرج ، فقلنا بان الوضع سنة قیام فیه ذکر مسنون طویل ،فیضع یدیه فی القنوت للنازلة ایضا ،لکونه ذکراً طویلا ، ولایرفعهما حذاء الوجه (اعلاء السنن ج۶ ص ۱۲۲ ،۱۲۳ ، احکام القنوت النازلة ملخصاً)

اور بوادرالنوادر میں ہے کہ:

مسئلہ مجتہد فیہ ہے،دلائل سے دونوں طرف گنجائش ہے،اور ممکن ہے کہ ترجیح قواعد سے وضع کو ہو،کما ہو مقتضیٰ مذہب الشیخین ،لیکن عارض التباس وتشویشِ عوام کی وجہ سے ارسال کو ترجیح دی جاسکتی ہے،کما ہو مقتضیٰ مذہب محمد (بوادرالنوادر ص ۴۷۳،نوے واں نادرہ تحقیق ارسال یا وضع یدین در قنوتِ نازلہ)

۲؎ قلت وفیه بیان غایة القنوت للنازلة انه ینبغی ان یقنت ایاما معلومة عن النبی صلی الله علیه وسلم ، وهی قدر شهر کما فی الروایات عن انس: ”انه صلی الله علیه وسلم قنت شهرا ثم ترک“ فاحفظه فهذا غایة اتباع السنة النبویة(اعلاء السنن ج۶ ص ۱۱۸ ، احکام القنوت النازلة)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

البتہ اگر کوئی امام رکوع سے پہلے قنوتِ نازلہ پڑھے، اور پھر قنوتِ نازلہ میں کوئی مقتدی شریک ہوجائے، بلکہ اس کے بھی بعد رکوع میں شریک ہوجائے تو اس کے حق میں یہ رکعت معتبر ہوجائے گی (وھذا ظاھر)

مسئلہ نمبر ۱۰...... جب مسلمانوں کو کوئی غیر معمولی مصیبت وتکلیف (مثلاً طاعون یا اس جیسی دوسری وبا) لاحق ہو، تو قنوتِ نازلہ میں یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ [۱]

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا فِیْمَنْ ھَدَیْتَ ، وَعَافِنَا فِیْمَنْ عَافَیْتَ ، وَتَوَلَّنَا فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِکْ لَنَا فِیْمَا أَعْطَیْتَ ، وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَیْتَ ، إِنَّکَ تَقْضِیْ وَلاَ یُقْضٰی عَلَیْکَ ، إِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ .

ترجمہ: یااللہ! ہمیں ہدایت دیجیے اُن لوگوں میں جن کو آپ نے ہدایت عطا فرمائی، اور عافیت دیجیے ہمیں ان لوگوں میں جن لوگوں کو آپ نے عافیت عطا فرمائی، اور کارسازی فرمایئے، ہماری اُن لوگوں میں جن کی آپ نے کارسازی فرمائی، اور برکت عطا فرمایئے ہمیں اُن چیزوں میں جو آپ نے ہمیں عطا فرمائیں، اور حفاظت فرمایئے ہماری اُن چیزوں کے شَر سے جن کا آپ نے فیصلہ فرمایا، بے شک آپ ہی فیصلہ کرنے والے ہیں، اور آپ کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، بے شک جس کی آپ مدد فرمائیں، وہ ذلیل نہیں ہوسکتا، آپ بابرکت ہیں، ہمارے رب ہیں، اور بلند وبالا ہیں (سنن البیھقی) [۲]

---

[۱] اس دعا کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں صبح کی نماز کے قنوت (نازلہ) میں اس دعا کی تعلیم دیا کرتے تھے (بیہقی)

[۲] حدیث نمبر ۳۲۶۶، کتاب الصلاۃ، باب دعاء القنوت)

اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے قنوتِ وتر کے متعلق اس دعا کو روایت کیا ہے:

حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِی إِسْحٰقَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ أَبِی مَرْیَمَ عَنْ أَبِی الْحَوْرَاءِ السَّعْدِیِّ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلَّمَنِی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلِمَاتٍ أَقُولُھُنَّ فِی الْوِتْرِ اللّٰھُمَّ اھْدِنِی فِیمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِی فِیمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِی فِیمَنْ تَوَلَّیْتَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اوراگر دشمنوں کی طرف سے خطرات لاحق ہوں، یا مسلمانوں کو قتل کیا جارہا ہو، یا دشمنوں نے مسلمانوں میں اختلاف وانتشار پیدا کررکھا ہو، تو مذکورہ دعا کے ساتھ مندرجہ ذیل دعا کو بھی پڑھنا چاہئے۔ [1]

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا ، وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ، وَأَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ ، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ ، وَانْصُرْھُمْ عَلٰی عَدُوِّکَ وَعَدُوِّھِمْ ، اَللّٰھُمَّ الْعَنْ کَفَرَۃَ أَھْلِ الْکِتَابِ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ ، وَیُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ ، وَیُقَاتِلُوْنَ أَوْلِیَآءَ کَ اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ ، وَزَلْزِلْ أَقْدَامَھُمْ ، وَأَنْزِلْ بِھِمْ بَأْسَکَ الَّذِیْ لاَ تَرُدُّہٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ وَلاَ نَکْفُرُکَ ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ إِیَّاکَ نَعْبُدُ ، وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ ، وَلَکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ ، نَخْشٰی عَذَابَکَ الْجِدَّ ، وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ ، إِنَّ عَذَابَکَ بِالْکَافِرِیْنَ مُلْحِقٌ.

اے اللہ! ہمارے اور مؤمن مَردوں اور عورتوں کے اور مسلمان مَردوں اور عورتوں کے گناہ معاف فرما، اوران کے دِلوں میں باہمی محبت پیدا فرما، اور اُن کے باہمی تعلقات کو درست فرما، اوران کی اپنے اور اُن کے دشمنوں کے خلاف مدد فرما، اے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وَبَارِکْ لِی فِیمَا أَعْطَیْتَ وَقِنِی شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَإِنَّکَ تَقْضِی وَلَا یُقْضَی عَلَیْکَ وَإِنَّہُ لَا یَذِلُّ مَنْ وَالَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ وَفِی الْبَاب عَنْ عَلِیٍّ ہَذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُہُ إِلَّا مِنْ ہَذَا الْوَجْہِ مِنْ حَدِیثِ أَبِی الْحَوْرَاءِ السَّعْدِیِّ وَاسْمُہُ رَبِیعَۃُ بْنُ شَیْبَانَ وَلَا نَعْرِفُ عَنْ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْقُنُوتِ فِی الْوِتْرِ شَیْئًا أَحْسَنَ مِنْ ہَذَا (ترمذی، حدیث نمبر ۴۶۴، بَاب مَا جَاءَ فِی الْقُنُوتِ فِی الْوِتْرِ)

[1] اس دعا کے بارے میں حضرت عبید بن عمیر سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رکوع کے بعد ان الفاظ میں دعائے قنوت پڑھی۔

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اللہ! اُن اہلِ کتاب کافروں پر لعنت فرما، جو آپ کے راستے سے روکتے ہیں، اور آپ کے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں، اور آپ کے ولیوں کو قتل کرتے ہیں، اے اللہ! اُن کے آپس میں اختلاف پیدا فرما، اور اُن کے قدموں کو اُکھاڑ دے، اور اُن پر اپنا ایسا عذاب نازل فرما، جس کو آپ مجرم قوم سے دُور نہیں فرماتے۔ اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، اے اللہ! ہم آپ سے مدد طلب کرتے ہیں، اور آپ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں، اور آپ کی تعریف کرتے ہیں، اور آپ کی ناشکری نہیں کرتے، اور ہم الگ ہوتے ہیں، اور چھوڑتے ہیں اُس شخص کو جو آپ کی نافرمانی کرتا ہے، اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، اے اللہ! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں، اور آپ ہی کے لیے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں، اور آپ ہی کے لیے سعی اور جلدی کرتے ہیں، اور آپ کے سخت عذاب سے ڈرتے ہیں، اور آپ کی رحمت کے امیدوار ہیں، بے شک آپ کا عذاب کافروں کو ضرور پہنچنے والا ہے (سنن البیہقی) [1]

بعض روایات میں مذکورہ دعا کے متعلق کچھ تھوڑے بہت الفاظ کا فرق بھی آیا ہے۔
اس لیے کچھ فرق کے ساتھ پڑھنے کی بھی گنجائش ہے۔

وھٰذا عندی آخر الکلام فی ھٰذا المقام

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۳۰/ جمادی الاولیٰ/ ۱۴۳۲ھ 04/ مئی/ 2011ء، بروز بدھ

ادارہ غفران، راولپنڈی

---

[1] حدیث نمبر ۳۲۶۸، کتاب الصلاۃ، باب دعاء القنوت. دارالکتب العلمیۃ، بیروت.
قلت: وھذا قنوت النازلۃ یستحب ان یقرأ بہ الامام فی صلاۃ الفجر اذا نزلت بالمسلمین نازلۃ، والعیاذ باللہ تعالیٰ (اعلاء السنن ج۶ ص۱۲۸، باب لاوتران فی لیلۃ واحدۃ، فائدۃ)

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

باسمہٖ تعالیٰ

جمعۃُ المبارک
کے
فضائل واحکام

جمعۃُ المبارک کی رات اور دن اور جمعۃُ المبارک کی نماز کے فضائل واحکام

جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا، اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کیا اہم کام انجام دیئے گئے؟ اور اس دن آئندہ کیا کیا اہم کام انجام دیئے جائیں گے؟

جمعہ کے دن اور جمعہ کی نماز وخطبہ کے متعلق قرآن وسنت اور فقہ میں بیان شدہ مفصل فضائل واحکام ومنکرات۔

خواتین اور مرد حضرات کے لیے جمعہ کے دن ورات کے مسنون ومستحب اعمال، اور منکرات کا تحقیقی جائزہ

خواتین وحضرات کے لئے یکساں مفید

مصنّف

مفتی محمد رضوان

اداہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

باسمہٖ تعالیٰ

اضافہ واصلاح شُدہ تیسرا ایڈیشن

مَرد وعورت کی نماز میں فرق کا ثبوت

کیا مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں؟ اور دونوں کی نماز کا طریقہ ایک جیسا ہے؟ اس سلسلہ میں احادیث وروایات، صحابہ وتابعین کے آثار کیا کہتے ہیں؟ اور محدثین وفقہائے کرام نیز اہلُ السنۃ والجماعۃ اس سلسلہ میں کیا ارشاد فرماتے اور کیا موقف رکھتے ہیں؟ اس سلسلہ میں وارِد ہونے والی احادیث وروایات کی اسنادی حیثیت کیا ہے؟ کیا مرد اور عورت کی نماز کے ایک جیسا ہونے اور دونوں کی نماز میں کوئی فرق نہ ہونے کی کوئی دلیل موجود ہے؟ اگر خواتین وحضرات ان سب باتوں کے مفصَّل ومدلَّل جوابات معلوم کرنا چاہتے ہیں، تو خالیُ الذہن ہو کر نیک نیتی اور یکسوئی کے ساتھ منصِفانہ اور مخلصِانہ طریقہ پر اس مکمل رسالہ کا مطالعہ فرمائیں۔

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

Idaraghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530